گورونانک جی
کی
دوسری شادی

عباد اللہ گیانی

نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ
پاکستان - ربوہ

گورونانک جی

کی

دوسری شادی

قدیم سکھ کتب کی روشنی میں

راقم

عباد اللہ گیانی

پبلشر

نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ
ربوہ ضلع جھنگ (پاکستان)

پہلی بار : ستمبر ۱۹۷۸ء تعداد : ایک ہزار

مطبع : آکسفورڈ اینڈ کیمبرج پریس اُردو بازار۔ لاہور

کتابت : محمد ارشد خوشنویس دار الصدر شرقی ربوہ

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عرضِ حال

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح نصیب جرنیل حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنہیں جماعت احمدیہ مسیح موعود اور امام مہدی مانتی ہے جس رنگ میں اسلام کی حقانیت دنیا پر واضح کی وہ بے مثال اور نرالی شان کی حامل ہے حضور نے اس سلسلہ میں گورو نانک جی کا مسلمان ہونا بھی ثابت کیا۔ اور اس کیلئے گورو گرنتھ صاحب جنم ساکھیوں اور دیگر سکھ کتب سے بکثرت ٹھوس حوالہ جات پیش کر کے اپنے موقف کی وضاحت فرمائی۔ حضور کے اس شاندار انکشاف کا ایک غیر از جماعت شخص سید گلاب شاہ صاحب نے یوں ذکر کیا ہے :۔

اکثر اہلِ اسلاماں نے بھی ایہہ اقرار کرائے ۞ یعنی باوا نانک صاحب ٹھیک مسلماں آئے

... ...

خالص مسلم لکھیا اوسنوں فاضل قادیاں والے ۞ ایس دعوے تے لیاندا اوس نے بہت ثبوت اُجالے

... ...

مَیں بھی کجھ کجھ نقل اوہناں دی ایتھے کر دکھلاواں ۞ تاں تسیں سمجھو باوا جی سی مسلم مرد سچّا واں[1]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جنم ساکھیوں کے حوالہ جات پیش کر کے جہاں گورو جی کا اسلام واضح کیا وہاں اس بات کی بھی تصریح فرمائی کہ گورو نانک جی نے اسلام قبول کرنے کے بعد ایک نیک سیرت اور پاک صفت مسلم خاتون۔ بی بی خانم بنت حیات خاں افغان سے شادی بھی کی تھی۔

ہم نے اپنی اس کتاب میں ایسا مواد جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو اس شادی سے تعلق رکھتا ہے۔ اور مسلمانوں میں گورو جی کی اس دوسری شادی کے دستاویزی ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔

جہاں تک گورو نانک جی کی ذات کا تعلق ہے۔ ہم احمدی اور سکھ دنیا اِن دو باتوں میں متفق ہیں۔ اور کوئی اختلاف نہیں رکھتے :۔

---

[1] :۔ ذوالفقار۔ جلد اوّل صفحہ ۵۲۸ ۞

اوّل :۔ گورو نانک جی ہندو مذہب سے بیزار تھے ۔ اگرچہ ان کی پیدائش پنجاب کے ایک معزز ہندو گھرانہ میں ہوئی تھی ۔ مگر انہوں نے اپنا آبائی مذہب ترک کر دیا تھا چنانچہ ایک سکھ وِدوان پنڈت کرتار سنگھ داکھانے گورو نانک جی سے متعلق یہ بیان کیا ہے :۔

" بیشک گورو نانک جی کا گھرانہ بیدی تھا ۔ مگر اتنی بات سے انہیں ویدک دھرمی تسلیم کر لینا پرلے درجہ کی حماقت ہو گی ۔ جبکہ ان کے دل میں ویدوں کے خلاف رائے ہے " [1]

گورو نانک جی نے اپنے کلام میں واضح الفاظ میں ہندوؤں کو گمراہ قرار دیا ہے ۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں :۔

ہندو مولے بھولے اکھوٹی جاہیں ؛ نارد کہیا سے پوج کراہیں
اندھے گونگے اندھ اندھار ؛ پاتھر لے پوجیں مگدھ گنوار
اوئے جے آپ ڈوبے تم کہاں ترن ہار [2]

یعنی :

ہندوؤں نے شروع سے ہی خدا تعالیٰ کو بھلا دیا ہے ۔ اور گمراہ ہو گئے ہیں جس طرح نارد نے کہا اسی طرح وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں ۔ وہ اندھے ۔ گونگے اور ظلمت کا شکار ہیں ۔ بیوقوف اور مورکھ پتھروں کی پرستش کر رہے ہیں جب وہ پتھر خود ڈوب جاتے ہیں تو وہ دوسروں کو کیونکر کنارے لگا سکتے ہیں " [3]

جنم ساکھی بھائی بالا کے ایک مقام پر گورو جی نے ہندوؤں کی بداخلاقیاں اور بداعمالیاں بیان کرنے کے بعد واضح الفاظ میں فرمایا ہے :۔

" ایسے عمل ہندو کے دیکھے مت کو ہندو نام کہا دے " [4]

پس دوسروں کو ہندو کہلانے سے روکنے والا نانک خود ہندو نہیں ہو سکتا ۔

---

[1] :۔ کھڑگ خالصہ ص۱۱ ؛ [2] :۔ گورو گرنتھ صاحب وار بہاگڑا شلوک ۔ محلہ ا ص۵۵۵ ؛
[3] :۔ گورو گرنتھ صاحب مترجم شائع کردہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی ص۱۸۳ ؛
[4] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا ۔ مدینے والی ساکھی ص۲۱۵ ؛

جبکہ اس کے نزدیک ہندو خدا تعالیٰ سے دُور ۔ اندھے ۔ گونگے اور ظلمت کا شکار ہیں اور جو اپنے سفروں میں جگہ جگہ ویدوں کی مذمت بھی کرتا رہا ۔

مشہور ہندو ریفارمر پنڈت دیانند جی نے بھی ستیارتھ پرکاش کے گیارویں سملاس میں گورو جی کو ویدوں کا مکذّب تسلیم کر کے ان کے ویدک دھرمی ہونے کی نفی کی ہے ۔ پس سکھ ۔ ہندو اور ہم احمدی اس بات پر متفق ہیں کہ گورو جی نے ہندو دھرم ترک کر دیا تھا ۔ اور وہ ہندو نہ تھے ۔

دوم :۔ گورو نانک جی کسی نئے مذہب کے بانی بھی نہ تھے ۔ جہانتک تیسرے پنتھ خالصہ کا تعلق ہے یہ گورو نانک کی وفات سے تقریباً پونے دو صدیاں بعد ظہور میں آیا اور اس کے بانی گورو گوبند سنگھ جی ہیں ۔ چنانچہ ایک سکھ وِدوان سردار کرپال سنگھ نارنگ لکھتے ہیں :۔

" گورو نانک جی کی تعلیم کو عمیق نظر سے پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصد کوئی نیا مذہب جاری کرنا نہ تھا " [1]

اب صرف یہ بات باقی رہ جاتی ہے کہ گورو جی خود کس دین اور مذہب کے پابند تھے ۔ اس بارہ میں اکثر سکھ وِدوانوں کو بوجہ تعصب ہم سے شدید اختلاف ہے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور آپکی قائم کردہ جماعت ۔ جماعت احمدیہ کا یہ مؤقف ہے کہ گورو نانک جی خدا تعالیٰ کے پیارے ۔ ولی اللہ اور سچے مسلمان تھے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

" باوا صاحب نہ صرف عام مسلمانوں کی طرح مسلمان تھے بلکہ ان کو اسلام کے ان اولیاء اور بزرگوں میں سے شمار کرنا چاہیئے ۔ جو اس ملک میں گذر چکے ہیں " [2]

الغرض ہمارے نزدیک گورو نانک جی مومن کامل اور سچے مسلمان تھے ۔ آپ کے پاکیزہ دل میں اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عزّت اور عظمت اور عقیدت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔ اور آپ خالص توحید کے پرستار اور شرک سے بیزار تھے خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی قسم کا بھی شرک آپ کو پسند نہ تھا ۔ جہانتک سکھ وِدوانوں کا تعلق ہے وہ گورو جی کو مشرک نہیں مانتے ۔ اور وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ گورو نانک جی اسلامی

---

[1] :۔ رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۶۲ء ؛ [2] :۔ چشمۂ معرفت ص۲۳۸ ؛

توحید کے قائل تھے۔ اور پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کو مانتے تھے چنانچہ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے :-

(۱) "گورو نانک دیوجی نے مسلماناں دے اک خدا دے وشواس نوں تسلیم کیتا ہے"۔ [1]

(۲) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نوں گورو نانک جی ربّ دے اک سریشٹ پیغمبر مندے سَن"۔ [2]

یہ وہی دو باتیں ہیں جو اسلام کے کلمہ طیبہ میں بیان کی گئی ہیں۔ گویا کہ یہ اسلام کا مول منتر ہے۔ جیسا کہ ایک سکھ وِدوان سردار کاہن سنگھ جی نابھہ کو اس کا اقرار ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"کلمہ :- مسلمانوں کا مول منتر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنی اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے پیغمبر ہیں"۔ [3]

اور ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی کے بقول گورو نانک جی ان دونوں باتوں۔ توحید اور رسالت کے قائل تھے۔ یہ ان کے مسلمان ہونے کا ہی تو اعتراف ہے۔ پروفیسر کرتار سنگھ جی کے نزدیک گورو نانک جی نے بغداد کے لوگوں کے سامنے توحید کا پرستار ہونے کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا تھا :-

"صرف اس لحاظ سے کہ میں اس خدائے واحد کا پرستار ہوں۔ جس جیسا اور جس کے برابر کوئی اور نہیں۔ اور اس خدائے واحد کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانے سے انکار کرنے کی وجہ سے میں مسلمان کہلانے والوں سے کہیں زیادہ اسلام کے خالص وحدانیت کے اصل کے نزدیک ہوں"۔ [4]

ایک اور سکھ وِدوان رقم طراز ہیں :-

---

[1] :- جیون چرتر گورو نانک دیو ص ۲۰۷ ؛ [2] :- جیون چرتر گورو نانک دیو ص ۳۰۵ ؛

[3] :- مہان کوش ص ۹۲۲ ؛ [4] :- جیون کتھا گورو نانک دیوجی ص ۳۲۲ ؛

"میکالف نے اک اونکار کا ترجمہ انگریزی میں

THERE IS BUT ONE GOD [4]

کیا تھا۔ یہ ایک طرح سے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کا لفظی ترجمہ ہے"۔ [1]

الغرض جہاں تک گورو نانک جی کے توحید کا پرستار ہونے کا تعلق ہے۔ اس میں کسی بھی سکھ وِدوان کو کوئی اختلاف نہیں۔

گوروجی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کا اقرار مندرجہ ذیل الفاظ میں کہا ہے :-

م۔ محمد من توں من کتاباں چار۔
من خدائے رسول نوں سچّا ای دربار [2]

یعنی۔ نجات حاصل کرنے کے لئے اے نانک اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے۔

ایک اور مقام پر گوروجی نے فرمایا ہے :-

ص۔ صلاحت محمدی آکھو مکھ ہی نت
خاصہ بندہ سجیا سرمتراں ہوں مت [3]

افسوس ہے کہ گورو نانک جی کے مندرجہ بالا دونوں ارشاد بعد کے ایڈیشنوں سے دانستہ طور پر خارج کر دیئے گئے ہیں۔ بہرحال گورو نانک جی ان الفاظ میں اپنے مذہب اسلام کا اعلان فرما چکے ہیں۔ اور اپنے مومن مسلمان ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ بھی بجا لا چکے ہیں۔ جیسا کہ ان کا اپنا ہی ارشاد ہے :-

وَطُغَاۃُ ھِنْدُسْتَانَ یَدْعُوْنِیْ لَھُمْ ؛ شُکْرٌ اِلٰہَ الْعَرْشِ اِنِّیْ مُؤْمِنًا [4]

یعنی۔ ہندوستان کے سرکش لوگ مجھے اپنے مذہب کی طرف بلاتے ہیں اِلٰہَ الْعَرْشِ

---

[1] :- رسالہ جیون پریتی چنڈی گڑھ ستمبر ۱۹۷۷ء ؛ [2] :- جنم ساکھی ولایت والی ص ۲۴۵ جنم ساکھی گورو نانک دیوجی ص ۶۲ ؛ [3] :- جنم ساکھی ولایت والی ص ۲۴۶، جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی ص ۶۱ ؛

[4] :- جیون چرتر گورو نانک دیو ص ۳۰۴، ص ۳۰۵ کی درمیانی پلیٹ XI ؛

کا شکر ہے کہ مَیں مومن مسلمان ہوں۔ (ان کے مذہب کی طرف مائل نہیں ہوں)۔
حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے گورو نانک جی سے متعلق یہ فرمایا ہے کہ :۔

"یہی معاملہ باوا نانک کو پیش آیا۔ جب اس نے بڑے اخلاص سے بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید کو اختیار کیا۔ اور خُدا تعالیٰ سے محبت کی تو وہی خُدا جس نے آیت ممدوحہ میں فرمایا :۔

فلهم اجرهم عند ربهم

اس پر ظاہر ہُوا۔ اور اپنے الہام سے اسلام کی طرف اس کو رہبری کی تب وہ مسلمان ہوگیا۔ اور حج بھی کیا" ؎۱

ایک سکھ وِدوان سردار من جیت سنگھ جی بی۔ اے۔ ایل ایل بی ایڈیٹر رسالہ سنت سپاہی نے گورو نانک جی کے حج کے بارے میں یہ شہادت دی ہے :۔

"مسلمانوں کو یقین ہے کہ (کعبہ) مکّہ خُدا کا گھر ہے۔ اس طرف پاؤں پھیلا کر سونا گناہ عظیم ہے ...... مغرب کی طرف مسلمان بھائیوں کا قابل احترام کعبہ ہے۔ اس لئے اس رُخ کا ادب اور احترام بُری بات نہیں ..... گورو نانک جی ..... کسی اسلامی رسم کو توڑنا نہیں چاہتے تھے۔ اور نہ کسی کا دل دکھانا ہی ان کا مقصد تھا ..... گورو جی نے پورے ادب اور احترام سے مکہ معظمہ کا حج کیا۔ حج شروع کرنے کے وقت سے لیکر ہی آپنے حاجیوں والا طریق اختیار کیا" ؎۲

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۵ء میں گورو نانک جی کے اسلام سے متعلق یہ فرمایا ہے :۔

"ہماری رائے باوا صاحب کی نسبت یہ ہے کہ بلا شبہ وہ سچے مسلمان تھے : اور یقیناً وید سے بیزار ہو کر اور کلمہ طیّبہ لا اله الا الله محمد رسول الله سے مشرف ہو کر ایک نئی زندگی پا چکے تھے۔ جو بغیر خدا تعالےٰ اور رسول پاک کی پیروی کے کسی کو نہیں مل سکتی" ؎۳

؎۱ :۔ حقیقۃ الوحی ص۱۵۰ ؎۲ :۔ رسالہ سنت سپاہی امرتسر اکتوبر ۱۹۶۱ء ؎۳ :۔ ست بچن ص۳۱

ایک اداسی وِدوان مہاتما کلیان داس جی کا بیان ہے :۔

"(حضرت) میرزا غلام احمد (علیہ السّلام) نے ست بچن اور دوسری کتب میں ..... لکھا ہے کہ گورو نانک دیو جی حضرت محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے ماننے والے پکّے مسلمان تھے۔ اسکے بعد بیان کیا ہے کہ اب مَیں کھول کر بیان کرتا ہوں کہ میری رائے باوا صاحب کی نسبت یہ ہے کہ بغیر کسی شک و شبہ کے وہ سچے مسلمان تھے۔ اور کلمہ لا اله الا الله محمد رسول الله کو مان کر نئی زندگی پا چکے تھے۔

۱۹۰۸ء سے لے کر میرزا غلام احمد (علیہ السلام) نے یہ پرچار شروع کیا۔ کہ گورو جی سچے مسلمان تھے" ؎۱

ایک اور مقام پر مہاتما صاحب موصوف نے یہ بیان کیا ہے :۔

"۱۹۰۸ء سے یہ پرچار شروع ہُوا۔ اور آج ۴۹۲ نانک شاہی (اب تو ۵۰۹ نانک شاہی ہو چکا ہے) باون سال (اب ۶۹ سال) ہو گئے ہیں۔ احمدیہ جماعت والے سکھوں کو للکارتے چلے آ رہے ہیں۔ کہ گورو نانک دیو جی پکے مسلمان تھے۔ آئیں ہم سے مناظرہ کر لیں" ؎۲

مہاتما کلیان داس جی سے احمدیہ لٹریچر سے پوری واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے بھول ہو گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے ۱۹۰۸ء میں گورو نانک جی کا اسلام پیش کیا تھا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضور نے ۱۹۰۸ء سے کافی عرصہ قبل ۱۸۸۲ء کے قریب اپنے ایک کشف کی بناء پر گورو جی کا مسلمان ہونا بیان فرمایا تھا ؎۳ اور پھر اس کے بعد ۱۸۸۶ء میں اپنی مقدس تصنیف "سرمہ چشم آریہ" میں واضح طور پر لکھا تھا کہ :۔

"گورو صاحب نے جا بجا وید کی مخالفت کی ہے۔ اور جہاں تک ان کی علمی حیثیت تھی۔ انہوں نے دین اسلام کے عقاید کو پسند کیا ہے ..... نانک صاحب حسب تعلیم قرآن شریف خُدا تعالیٰ کے ربّ العٰلمین ہونے پر ایمان لے آئے تھے" ؎۴

؎۱ :۔ سچی کھوج حصّہ اوّل ص۶ ، ص۷ ؎۲ :۔ سچی کھوج حصّہ اوّل ص۵
؎۳ :۔ تذکرہ ایڈیشن سوم ص۱۵ ؎۴ :۔ سرمہ چشم آریہ ص۱۷

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۵ء میں گورو نانک جی کے مذہب سے متعلق ایک فیصلہ کن کتاب "ست بچن" کے نام پر شائع فرمائی جس میں گورو جی کا مسلمان ہونا بڑے ٹھوس دلائل سے ثابت کیا۔ حضور کی اس کتاب کا ذکر مہاتما کلیان داس جی نے بھی کیا ہے اور بعض دوسرے ودوانوں نے بھی۔ چنانچہ پروفیسر شیر سنگھ جی ایم ایس سی بیان کرتے ہیں :-

"(حضرت) میرزا غلام احمد صاحب قادیانی (علیہ السلام) نے اپنی کتاب "ست بچن" میں دوسرے سرے کی پوزیشن لی ہے۔ اس کتاب میں وہ بیان کرتے ہیں کہ بابا نانک ہندوؤں کے سب رشیوں منیوں۔ اوتاروں اور گورو ؤں پیروں سے افضل تھے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ انکے کلام میں جو باریکیاں اور سدھانتک سچائیاں پائی جاتی ہیں وہ کسی بھی ہندو وید شاستر یا پوتھی پورانوں میں نہیں۔ یہ بتلانے کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ گرنتھ صاحب قرآن شریف کی ہی تفسیر ہے اور بابا نانک سچے مسلمان تھے"۔ [۱]

اور بھی متعدد سکھ ودوانوں نے تسلیم کیا ہے کہ احمدی لوگ گورو نانک جی کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور گورو جی کی عزت کرتے ہیں [۲]۔ حضور نے سردار راجندر سنگھ کو ۱۸۹۷ء میں اس سلسلہ میں مباہلہ کا چیلنج بھی دیا تھا۔ مگر سردار صاحب موصوف مباہلہ کیلئے میدان میں نہ آئے۔ حالانکہ حضور نے ان کیلئے ۵۰۰ روپے انعام بھی مقرر کیا تھا۔ اور تحریر فرمایا تھا کہ اگر وہ مباہلہ کے بعد ایک سال تک عذاب الٰہی میں مبتلا نہ ہوئے تو یہ رقم ان کی ہو گی۔ [۳]

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو سکھ کتب سے حوالہ جات پیش کر کے ثابت کر دکھایا ہے کہ گورو جی سچے مسلمان تھے اور اسلامی عقاید اور نظریات کے پابند۔ حضور کے اس خیال کی تائید ایک سکھ ودوان پروفیسر جوگندر سنگھ جی کے مندرجہ ذیل بیان سے بھی ہو جاتی ہے :-

---

[۱] :- گورمت درشن صفحہ ۸۴ ؛ [۲] :- ہفت روزہ قومی سندیش بھگواڑہ ۱۲ اگست ۱۹۵۲ء۔ نیتھ پرکاش دہلی ۱۵ نومبر ۱۹۹۳ء۔ رسالہ سنت سپاہی امرتسر اگست ۱۹۶۳ء، جیون برتی چنڈی گڑھ ستمبر ۱۹۷۰ء۔ سکھی تے سکھ اتہاس صفحہ ۲۰ ؛

[۳] :- ملاحظہ ہو مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۶۰۳ ؛

"مسلمانوں کے بنیادی عقاید کا گورو نانک صاحب نے احترام کیا ہے۔ خاص کر کے نرگن پوجا (غیر مجسم خدا تعالیٰ کی عبادت)، خدا تعالیٰ کا اپرکھ روپ۔ مول منتر۔ حکم۔ رضاء۔ اخوت۔ تخلیق عالم (بغیر مادہ کے) بت پرستی کا رد۔ ذات پات۔ کریا کرم کے سارے عقاید بھاونا (عزت اور احترام) سے گورو گرنتھ صاحب میں مل جاتے ہیں"۔ [۱]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک گورو نانک جی کا وہ مقدس چولہ جو ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور (بھارت) میں اب تک موجود ہے۔ جس پہ قرآن شریف کی مقدس آیات جا بجا درج ہیں۔ نیز گورو ہر سہائے کا قرآن شریف جسے گورو جی اپنے سفروں میں ساتھ رکھا کرتے تھے اور مکہ معظمہ بھی ساتھ لے گئے تھے۔ گورو جی کے مسلمان ہونے کی تصدیق کر رہے ہیں۔ ہماری یہ کتاب گورو نانک جی کی مسلمانوں کے ہاں شادی گورو جی کے مسلمان ہونے کا زبردست ثبوت ہے جس سے کوئی سمجھدار انکار نہیں کر سکتا۔ اس کتاب میں ہم نے سکھ کتب کے حوالہ جات پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ گورو نانک جی نے ایک مسلمان خاتون بی بی خانم بنت حیات خاں افغان سے شادی کی تھی۔ اور گورو جی کی اس دوسری پاکیزہ اور راستباز بیوی کے بطن سے آپ کے ہاں اولاد بھی ہوئی تھی۔ اور گورو جی کی یہ شادی ان کے مسلمان ہونے کی ایک تمدنی اور معاشرتی دلیل ہے۔ اور اس واقعاتی ثبوت کو کوئی انصاف پسند اور دانشور جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ پراچین سکھ کتب میں اس شادی کا ذکر بین الفاظ میں موجود ہے۔

گورو نانک جی کا اسلام سکھ ودوانوں کو عموماً پسند نہیں ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے سکھوں کے دل و دماغ میں گورو نانک جی کا جو تصور سمایا ہوا ہے۔ وہ ساکھی کاروں (یعنی قصہ گو لوگوں) کا اپنا اختراع ہے۔ حقیقی گورو نانک جی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جب ہماری زبان سے گورو نانک جی کے اسلام کے دلائل سنتے ہیں۔ تو آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ذہنوں میں گورو نانک جی کے جو نقش نگار ہیں وہ اس کے برعکس ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک سکھ ودوان ڈاکٹر سریندر سنگھ دوسانجھ بیان کرتے ہیں :-

---

[۱] :- رسالہ گورمت پرکاش امرتسر۔ فروری ۱۹۷۷ء

"اپنی منتیں پوری ہونے پر نانک کے کلام کو لوگوں نے لاکھوں بار پڑھا۔ اور دوہرایا ہے۔ مگر اس کلام میں سے گورو نانک جی کا (اصل) سروپ تلاش کرنے کے لئے خال خال شخص نے ہی اس کا مطالعہ کیا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جس گورو نانک کو آج ہم مانتے ہیں۔ وہ ساکھی کاروں (یعنی قصّہ گو لوگوں) کا گورو نانک ہے۔ گورباتی کا گورو نانک نہیں" [1]

پس اصل وجہ یہی ہے کہ سکھ لوگ آج کل جس گورو نانک کو مان رہے ہیں۔ وہ گورباتی کا گورو نانک نہیں۔ اور جب وہ اپنے خود ساختہ گورو نانک کے متعلق اپنے خیال کے خلاف کوئی بات سنتے ہیں تو بھڑک اُٹھتے ہیں۔ لیکن ہم نے ان کے ذہنوں میں سمائے ہوئے گورو نانک سے متعلق کبھی کوئی بات نہیں کی اور نہ کرنا چاہتے ہیں۔

پس ہمارا نانک اسلام کا پابند ہے۔ اور سکھ لوگ جس گورو نانک کو مانتے ہیں اور اپنا پہلا گورو اور سکھ دھرم کا بانی تسلیم کرتے ہیں۔ وہ گوربانی کا گورو نانک نہیں۔ ڈاکٹر سربندر سنگھ جی دو سانجھ کے بقول تو گورو نانک جی کو سکھ دھرم کا بانی یا سکھوں کا پہلا گورو قرار دینا گورو جی سے بے انصافی کرنے کے مترادف ہے۔ جیساکہ ان کا بیان ہے:-

"گورو نانک کے ساتھ ہر دوران بے انصافی ہی کرتا آتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے ودوان گورو نانک جی کی سوانعمری کا آغاز ہی اس طرح کرتے ہیں کہ گورو نانک سکھوں کے پہلے گورو یا سکھ دھرم کے بانی تھے [2] ..... سکھ دھرم میں وہ کچھ جو اسے دوسرے لوگوں سے الگ کرتا ہے۔ یقیناً گورو نانک جی سے بعد کا اضافہ ہے" [3]

پس اس سے یہ حقیقت واضح ہے کہ موجودہ زمانہ کی سکھ دنیا کے ذہنوں میں گورو نانک جی کا جو تصوّر ہے وہ گورو نانک سنگھ کا ہے۔ اس کا حقیقی اور تاریخی نانک سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ اور یہ بات خود سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے۔ والسّلام

خاکسار **عباد اللہ گیانی**

---

[1] :- گورونانک بارے سچ دی کھوج صفحہ ۳۰ ؛ [2] :- گورونانک بارے سچ دی کھوج صفحہ ۱ دیباچہ ؛ [3] گورونانک بارے سچ دی کھوج صفحہ ۱۱۶ ؛

گورونانک جی کی مسلمانوں کے ہاں شادی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے گورونانک جی کا اسلام سے تعلق ثابت کرنے کے لئے اپنی مقدس کتب میں متعدد عقلی اور نقلی دلائل پیش فرمائے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے گورو گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیوں سے ٹھوس حوالہ جات پیش کرنے کے علاوہ گورو جی کے مسلمان ہونے کی ایک تمدنی دلیل بھی دی ہے۔ جو یہ ہے کہ گورو جی نے اسلام قبول کرنے کے بعد ایک مسلمان حیات خاں نامی افغان کی دختر نیک اختر سے شادی کی تھی جس کے بطن سے آپ کے ہاں اولاد بھی ہوئی تھی۔ گورو جی کی اس اہلیہ محترمہ کا نام نامی اور اسم گرامی "بی بی خانم" تھا۔ جسے سکھ کتب میں "بی بی خاں" یا "ماتا منجھوت" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ارشاد ہے:-

"جنم ساکھیوں میں لکھا ہے کہ چونکہ باوا صاحب نیک بخت آدمی تھے۔ اور بڑی مردانگی سے ہندوؤں سے قطع تعلق کر بیٹھے تھے۔ مرد میدان بھی بڑے تھے۔ اور ایک شخص حیات خاں نامی افغان کی لڑکی سے نکاح بھی کیا تھا" [2]

---

[1] :- گورونانک جی نے خود ہی اپنے ایک عربی شعر میں ہندوؤں سے تعلق توڑنے اور مسلمانوں سے جوڑنے کا ذکر یوں کیا ہے :- "وطغاۃ ھندستان یدعونی لھم شکرا اللہ العرش انی مؤمنا"۔
(جیون چرتر گورونانک دیو صفحہ ۳۰۴ و صفحہ ۳۰۵ کے درمیانی پلیٹ ۱۸)
(یعنی۔ ہندوستان کے سرکش لوگ مجھے اپنے مذہب کی طرف بلاتے ہیں۔ خدائے ذوالعرش کا شکر ہے۔ کہ میں مومن مسلمان ہوں۔ (ان کے مذہب کی طرف مائل نہیں ہوں)۔

[2] :- نزول المسیح صفحہ ۲۰۵ ؛

حضور علیہ السّلام نے اپنی بعض دوسری مقدس کتب میں بھی گورو نانک جی کی اس شادی کا تذکرہ کیا ہے ۔ اور اسے ان کے اسلام کی زبردست اور ناقابلِ تردید دلیل ٹھہرایا ہے چنانچہ حضور فرماتے ہیں :-

”باوا نانک صاحب مسلمانوں کی طرح نماز پڑھا کرتے تھے ۔ اور ایک دو حج بھی کئے تھے ۔ اور حیات خاں نامی ایک افغان کی لڑکی سے نکاح بھی کیا تھا“[1]

سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ گورو نانک جی پورا سال مکہ معظمہ میں رہے تھے اور دوسرے حج کے بعد وہاں سے لوٹے تھے ۔ اور یہ سال انہوں نے خدا تعالیٰ کی عبادت اور ریاضت میں گذارا تھا ۔ بلکہ مکّہ کی ایک مسجد میں امام الصلوٰۃ بن کر نمازیں بھی پڑھاتے رہے تھے ۔[2]

ایک اور مقام پر حضور علیہ السّلام کا ارشاد ہے :-

”باوا صاحب درحقیقت مسلمان تھے ...... آپ بڑے صالح آدمی تھے ۔ آپ نے دو[2] مرتبہ حج بھی کیا ۔ اور اولیاء اسلام کی قبور پر اعتکاف بھی کرتے رہے ۔ جنم ساکھیوں میں آپ کے وصایا میں اسلام اور توحید اور نماز روزہ کی تاکید پائی جاتی ہے ۔ آپ نماز کے بہت پابند تھے ۔ بنفسِ نفیس خود بانگ بھی دیا کرتے تھے ۔ آخری شادی آپ کی ایک نیک بخت مسلمان لڑکی سے ہوئی تھی جس سے سمجھا جاوے کہ آپ نے بدل مسلمانوں کے ساتھ تعلق رشتہ بھی پیدا کر لیا“[3]

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے گورو نانک جی کا ایک نیک دل مسلمان خاتون سے شادی کرنا ان کے اسلام کی زبردست دلیل ٹھہرایا ہے ۔ کیونکہ اس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ گورو جی نے مسلمانوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات بھی پیدا کر لئے تھے ۔ اور یہ تعلقات اس وقت تک انسان پیدا کر ہی نہیں سکتا جب تک مسلمانوں کے نزدیک کوئی شخص مسلمان نہ ہو ۔

---

[1] :- تریاق القلوب صفحہ ۲۴۷ ؛ [2] :- جنم ساکھی گورو نانک جی مصنفہ سوڈھی مہربان صفحہ ۵۲۳ ، سکھی تے سکھ اتہاس صفحہ ۲۱۲ ، پنتھ پرکاش نواس ۵ ، آد ساکھیاں صفحہ ۱۴۱ ، جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی صفحہ ۱۰۳ ؛

[3] :- ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۳۰ ؛

حضور نے گورو نانک جی کی اس شادی کا ذکر اپنے اس اشتہار میں بھی کیا ہے ۔ جو حضور نے اپریل ۱۸۹۷ء میں سردار راجندر سنگھ صاحب سے مباہلہ کے لئے شائع فرمایا تھا حضور نے اس میں بیان کیا تھا کہ :-

”باوا نانک صاحب کا مسلمان ہونا آپ کی ایک جنم ساکھی سے بھی پایا جاتا ہے جس نے صاف لفظوں میں اس بات کی طرف ایما کیا ہے کہ باوا صاحب نے آخری عمر میں حیات خاں نامی ایک مسلمان کی لڑکی سے شادی کی تھی“[1]

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تقلید میں حضور کے خدّام نے بھی اپنی تصانیف میں گورو نانک جی کی اس شادی کا ذکر کیا ہے ۔ اور اسے گورو جی کے اسلام کی دلیل ٹھہرایا ہے ۔ چنانچہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک جیّد عالم حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس سلسلہ میں فرمایا ہے :-

” حیات خاں کے ہاں ایک دفعہ باوا صاحب تشریف لے گئے ۔ وہاں پر جب آپ کا آنا ہوا ۔ تو آپ کی بزرگی کو دیکھ کر حیات خاں کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ اتفاق سے یہ بزرگ آگیا ہے ۔ کیا ہی اچھا ہو اگر ہم اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دیدیں ۔ اس تجویز سے حیات خاں نے بھی اتفاق کیا ۔ اس طرح پر اس لڑکی کا باوا صاحب سے نکاح ہو گیا ۔ اس کے بطن سے باوا صاحب کے ہاں دو بچے بھی پیدا ہوئے ۔“[2]

گورو جی کی اس شادی کا ذکر کرنے کے بعد حضرت میر صاحبؓ نے یہ ارشاد فرمایا ہے :-

” اس واقعہ سے بھی آپ یہ نتیجہ نکالیں گے کہ باوا صاحب مسلمان تھے ۔ کیونکہ مسلمانوں کے مذہب میں حرام ہے کہ وہ اپنی لڑکی کسی غیر مسلم سے بیاہ دیں ...... اس لئے حیات خاں کا باوا صاحب کے نکاح میں اپنی بیٹی دینا دلالت کرتا ہے کہ باوا صاحب اپنا آبائی مذہب تبدیل کر چکے تھے[3] ورنہ نہ شریعت اس کی اجازت دیتی ہے ۔ نہ

---

[1] :- مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۴۰۲ حاشیہ ؛ [2] :- بابا نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے کی پانچ دلیلیں صفحہ ۳۰ ؛

[3] :- گورو نانک جی نے خود ہی اپنے مقدس کلام میں اپنے مذہب کی تبدیلی کا ذکر کیا ہے اور اسے نئی زندگی قرار دیا ہے جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے :-

قومی رواج"۔[1]

بعض اور احمدی علماء نے بھی گورونانک جی کے اسلام پر بحث کرتے ہوئے گورونانک جی کے اس بیاہ کو ان کے اسلام کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے[2] ہم نے بھی اپنی بعض کتب میں گوروجی کی مسلمانوں کے ہاں شادی ان کے اسلام کے ثبوت میں پیش کی ہے۔[3]

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کی پاکیزہ اور مقدس تعلیم کی رُو سے کوئی بھی مسلمان اپنی دختر نیک اختر کسی غیر مسلم اور مشرک کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔ اور نہ کوئی مسلمان مرد کسی غیر مسلمہ اور مشرکہ سے شادی کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس بارہ میں قرآن شریف کا واضح حکم یُوں ہے :۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝[4]

بقیہ حاشیہ :۔ ست گور کے جنمے گون مٹایا ؛ ان ہت راتے ایہہ من لایا

(گورو گرنتھ صاحب راگ رام کلی محلہ ا صفحہ ۹۴۰)

مشہور سکھ وِدوان پرنسپل تیجا سنگھ جی نے گورونانک جی کے اس پاکیزہ ارشاد کی یہ تشریح فرمائی ہے :۔ "ست گورو کے گھر آ کر جنم لیا تو بھٹکن مٹ گئی۔ ست گورو کے گھر جنم لینے کا مطلب ہے سابقہ روش مٹا کر نئے سرے سے گورو کے دین کے مطابق زندگی بسر کرنا"

(شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۹۴۰)

یعنی - "یہاں بھی یہی مراد ہے کہ ست گورو کے گھر دھارمک (روحانی) جنم لینے سے بھٹکن ختم ہو گئی"۔

(شبد انتک لگاں ماتراں دے گُجھے بھید صفحہ ۲۴)

[2] :۔ باوا نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے کی پانچ دلیلیں صفحہ ۳ ؛ [3] :۔ ست بچن پرچارک صفحہ ۴۲ ، صفحہ ۱۶۷ ؛

[3] :۔ ہمارا نانک صفحہ ۲۲ ، غلبۂ اسلام اور سکھ مت صفحہ ۳۱۹ ؛ [4] :۔ سورۃ البقرہ ع ۲۷ ۔ پ ۲ ؛

یعنی ۔ اور تم کبھی بھی مشرکہ عورتوں سے شادی نہ کرو۔ جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں اور ایک مومن لونڈی ایک مشرکہ عورت سے خواہ وہ تمہیں کتنی ہی پسند ہو۔ یقیناً بہت بہتر ہے۔ اور مشرک مردوں سے جب تک وہ ایمان لا کر مسلمان نہ ہو جائیں۔ مسلمان عورتوں کی شادی ہرگز نہ کرو۔ اور ایک مومن غلام ایک آزاد مشرک سے خواہ وہ تمہیں کتنا ہی پسند ہو یقیناً بہت بہتر ہے۔ یہ لوگ تو آگ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے اس حکم کے ذریعہ جنّت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔ اور لوگوں کے فائدہ کے لئے اپنی آیات تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل کر سکیں۔

قرآن شریف کی اس مقدس اور پاکیزہ تعلیم کی روشنی میں کسی مومن مسلمان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنی رضامندی سے اپنی کسی دختر کی شادی کسی غیر مسلم اور مشرک سے کریگا حیات خاں ایک مسلمان تھا۔ اور اس کی بیوی بھی۔ اور سکھ کتب سے واضح ہے کہ انہوں نے اپنی لڑکی بی بی خانم بخوشی گورونانک جی کے عقد میں دی تھی۔ ان کا یہ اقدام بتاتا ہے کہ گورو جی صدق دل سے اسلام قبول کر چکے تھے۔ اور مسلمانوں سے تمدنی تعلقات قائم کرنے کے خواہاں تھے۔ کیونکہ کسی بھی دیندار مسلمان کا اپنی لڑکی کسی غیر مسلم کے نکاح میں دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور خود گورونانک جی بھی اپنے دین اور عقاید کے خلاف چلنے والی کسی عورت سے شادی کرنے پر رضامند نہیں ہو سکتے تھے۔ ایک ہندو وِدوان مہتہ رادھا کشن جی نے گورونانک جی کی اس شادی کے پیش نظر لکھا ہے :۔

"سنیئے ہم بھی ..... یقین کے ساتھ کہہ دیتے ہیں کہ بابا صاحب کھتری (ہندو) نہیں مسلمان تھے ...... کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری حصہ میں ایک رنگڑ (جو ذات کے مسلمان ہوتے ہیں) کی لڑکی سے شادی کی۔ اور ایک ہندو مسلمانوں کیساتھ داد و ستد ناطہ کی نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو"[1]

مہتہ رادھا کشن جی نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ نہ تو کوئی مسلمان اور اسلام کا پابند کسی غیر مسلم سے اپنی لڑکی کا بیاہ کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے اور نہ کوئی ہندو ہی جو اپنے

---

[1] :۔ نسخہ گرنتھی فوبیا صفحہ ۱۶۱ ، صفحہ ۱۷۱ ؛

مذہب پر پکا ہو۔ کسی مسلمان عورت کو اپنی بیوی بنا کر گھر میں رکھنے کے لئے رضامند ہو سکتا ہے کیونکہ اسلام کی تعلیم اس کی متحمل ہی نہیں۔

جہاں تک سکھ دھرم کی تعلیم کا تعلق ہے اس کی رُو سے بھی کوئی گورد کا سکھ کسی غیر سکھ عورت سے اپنی شادی نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی سکھ لڑکی کسی غیر سکھ سے بیاہی جا سکتی ہے۔ اس بارہ میں یہ مرقوم ہے:۔

"سکھ لڑکے یا لڑکی کا رشتہ کسی غیر سکھ کے ساتھ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔" [1]

یعنی:۔

"اگر ہر ایک سکھ اپنی لڑکی کا رشتہ سکھ کے ساتھ کرے تو قوم بچ سکتی ہے۔ جو سکھ ہو کر غیر سکھوں کو لڑکیاں دیتے ہیں۔ وہ خالصہ پنتھ کے دشمن ہیں۔" [2]

اور بھی متعدد سکھ کتب میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ کسی بھی غیر سکھ سے کسی سکھ لڑکی کی شادی نہ کی جائے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو اسے پتت اور تنخواہ ایسا سمجھا جاتا ہے [3] اور سکھ سماج میں اس کا مقاطعہ کر دیا جاتا ہے۔ میاں اور بیوی دونوں کا گورو کے سکھ ہونا اشد ضروری ہے اور امرت دھاری بھی۔ اگر لڑکی نے امرت دھارن کیا ہو۔ اور لڑکا بغیر امرت کے ہو۔ یا لڑکا امرت دھاری ہو اور لڑکی نے امرت نہ چھکا ہو تو ان دونوں کی شادی بھی ممنوع ہے۔ شادی سے پہلے دونوں کو امرت چھکنا ضروری ہے [4]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے کسی سکھ لڑکی کا کسی غیر سکھ سے بیاہ ناجائز قرار دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے:۔

"کسی غیر سکھ کو لڑکی کا رشتہ دینا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ سانپ کو دودھ (امرت) پلانا۔ مطلب یہ ہے کہ عقیدہ ایک نہ ہونے کی وجہ سے میاں اور بیوی کا باہمی پیار

---

[1]:۔ سکھ قانون صفحہ ۲۴۳ ؛ [2]:۔ سکھ قانون صفحہ ۲۶۱ ؛ [3]:۔ گورمت سدھاکر صفحہ ۴۵، صفحہ ۷۴، صفحہ ۷۶، خالصہ رہت پرکاس صفحہ ۲۱، صفحہ ۲۲، صفحہ ۳۲، صفحہ ۳۹ و نویں جگ دا پورن پورکھ صفحہ ۱۱۹، صفحہ ۱۲۰ و رہت نامہ چوپا سنگھ صفحہ ۲۴۔ رہت نامہ بھائی دیا سنگھ صفحہ ۲۹ و گورمت ہلاس صفحہ ۵۲ و خالصہ دھرم شاستر صفحہ ۱۶۶، پریم سمارگ چوتھا ادھیائے صفحہ ۲۷، صفحہ ۵، سدھرم مارگ صفحہ ۱۰۳ ؛ [4]:۔ پریم سمارگ صفحہ ۵ ادھیائے ۴۔ چرن ۱۳ واں ؛

مکمل نہیں ہو سکتا۔ جو اہلی زندگی گذارنے میں بہت بڑی روک پیدا کرتا ہے۔ اور غیر سکھ سکھ لڑکی کو دھرم سے پتت کر دیتا ہے۔ [1]

سکھ رہت مریادہ کی مشہور و معروف کتاب پریم سمارگ میں بیاہ شادی کے سلسلہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے:۔

"کنیا جب درجوگ پراپت ہوئے۔ تب ماتا پتا کو چاہیئے جو سنجوگ کرنے کا ادم کرن۔ اور چھوٹی لڑکی کا سنجوگ کرنا کلوکال میں بھلا ہے۔ ار سنجوگ تب کیسے کل بچھے کرے؟ جتھے سکھی اکال پورکھ دی ہو۔ خالصہ غریب کرتی ہووے تہاں سنجوگ بناں پچھے کرے۔ اس کی اکال پورکھ نال بن آوے مایا دھن دیکھے ناہیں۔ گورو نرنکار دی آس بھروسے اوپر دیوے سنجوگ کرے۔ گورو بھاوے تاں بیٹی بہت خوشی ہوئے اتے ماتا پتا کو خوشی دیوے۔" [2]

الغرض سکھ مذہب کی رو سے ایک سکھ لڑکی کا رشتہ کسی مخلص سکھ سے ہی کیا جا سکتا ہے۔ کسی غیر سکھ سے نہیں۔ خواہ وہ کتنا ہی امیر کبیر کیوں نہ ہو۔

سکھ کتب سے اس امر کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ گورو گوبند سنگھ کے نزدیک جو شخص کسی مسلمان خاتون سے شادی کر کے ازدواجی تعلقات قائم کر لے تو اس کے مسلمان ہونے میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس قسم کا رشتہ بغیر میلان طبیعت اور دلی تعلق کے قائم نہیں ہو سکتا۔ اور جب کوئی شخص کسی مسلمان عورت سے شادی کر لے تو اس سے واضح ہے کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام اختیار کر چکا ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے:۔

"ایک سکھ کا واقعہ ہے۔ جسے مسلمانوں نے زبردستی مسلمان بنا لیا تھا۔ اسے گورو جی نے فرمایا کہ اگر تو نے مسلمان عورت سے ازدواجی تعلقات قائم نہیں کئے تو مسلمان نہیں ہؤا۔" [3]

اس سلسلہ میں یہ بھی مرقوم ہے:۔

"مسلمان عورت سے ازدواجی تعلقات سکھ کو پتت کر دیتے ہیں۔ جس کے لئے

---

[1]:۔ ہم ہندو نہیں صفحہ ۴۸ ؛ [2]:۔ پریم سمارگ چوتھا ادھیائے پہلا چرن صفحہ ۲۷ ؛ [3]:۔ خالصہ دھرم شاستر صفحہ ۲۳۵ حاشیہ ؛

وہ جب تک دوبارہ مناسب سزا بھگت کر اور پانچ پیاروں کو اپنے آئندہ نیک رہنے کا یقین دلا کر دوبارہ امرت نہ چھک لے۔ پنتھ سے خارج ہو جاتا ہے"۔ [1]

بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ مسلمانوں نے ایک سکھ پکڑ لیا اور اس کا ختنہ بھی کر دیا۔ سر مونڈ ڈالا۔ کلمہ پڑھوا کر اپنا کھانا کھلا دیا اور اپنے زعم کے مطابق اسے مسلمان بنا دیا۔ جب وہ بھاگ کر گورو جی کے پاس آیا تو گورو جی نے اس سے یہی سوال کیا کہ کیا اس نے کسی مسلمان عورت سے ازدواجی تعلق تو قائم نہیں کیا؟ اس نے نفی میں اس کا جواب دیا۔ گورو صاحب نے کہا پھر تو مسلمان نہیں بنا۔ مسلمان بننے کے لئے مسلمان عورت سے ازدواجی تعلق ضروری ہے۔ یہ گورو گوبند سنگھ جی کا نظریہ ہے۔ [2]

اس پر بھائی ویر سنگھ جی نے یہ نوٹ دیا ہے:۔

"مسلمان عورت سے ازدواجی تعلق پتت ہونے کی پختہ نشانی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ازدواجی تعلق سے دل مل جاتا ہے۔ اور دل کے میلان سے ہی اصل میں تبدیلی ہوتی ہے"۔ [3]

بعض اور سکھ کتب میں بھی ایک سکھ کے لئے کسی مسلمان عورت سے ازدواجی تعلقات قائم کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اور جو ایسا کرے اسے پتت اور مسلمان قرار دیا گیا ہے۔ [4]

الغرض مسلمان۔ ہندو اور سکھ سبھی اس امر میں متفق ہیں کہ ایک مسلمان لڑکی کسی غیر مسلم سے بیاہی نہیں جا سکتی۔ اور نہ کوئی ہندو یا سکھ کسی مسلمان عورت سے شادی کر کے اس سے ازدواجی تعلقات قائم کر سکتا ہے۔ سکھ مذہب میں تو اس بارہ میں اس حد تک سخت طریق اختیار کیا گیا ہے کہ ایک سکھ گھرانہ میں پیدا شدہ لڑکی سے بھی کوئی امرت دھاری سکھ بغیر اسے امرت چھکائے شادی نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی امرت دھاری عورت کسی بے امرتیئے سکھ سے بیاہی جا سکتی ہے۔ گورو نانک جی کا حیات خاں منجھ کی دختر نیک اختر سے شادی کرنا پراچین سکھ کتب میں مرقوم ہے۔ چنانچہ جنم ساکھی بھائی بالا کے قدیمی قلمی نسخوں میں تو پوری

---

[1]:۔ نویں یگ دا اُودن سنگھ خالصہ صـ۶۲ ؛ [2]:۔ گور پرتاپ سورج رت ۶ انسو ۲۰ ؛

[3]:۔ گور پرتاپ سورج سمپادت صـ۵۷۹۰ ؛ [4]:۔ تواریخ گورو خالصہ صـ۱۲۴۲، سو ساکھی۔ ساکھی ۸۰ ؛

تفصیل سے گورو جی کی اس شادی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک مقام پر مرقوم ہے:۔

"ست ور ہے ماتا منجھوت جیوی۔ ودئے دھیاں ٹریاں۔ وڈے گھر لگیاں۔ پھیر جاں تیسری وار پرسوت ہوئی۔ چلانا کیتا۔ تاں گورو نانک جی بہت عاجزی کیتی۔ کرتار اگے۔ پر کرتار بھانے دا صاحب ہے نہ منّے۔ تاں گورو نانک جی اداس ہویا"۔ [1]

گورو جی کی اس پاک دامن اور پاکباز بیوی کا نام پراچین سکھ کتب میں بی بی خاں بیان کیا گیا ہے۔[2] جو سکھ ودوانوں کے نزدیک اصل میں "بی بی خانم" ہے۔[3] اور سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ افغانوں میں مستورات کو اس نام سے یاد کرنے کا رواج قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان کے بقول امیر تیمور کی بیگم کا نام بھی بی بی خانم تھا جس کی بنائی ہوئی مسجد ثمرقند میں اب تک موجود ہے۔ [4]

[illegible] صاحب سے بھی اس امر کی شہادت مل جاتی ہے کہ "خانم" لفظ کا تعلق افغانوں سے ہے۔ اور یہ "خان" کا مؤنث ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے:۔

"سور نہ بیر نہ میر نہ خانم سنگ نہ کوؤ درشٹے نہارید۔ [5]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے گورو گرنتھ صاحب کے اس قول میں مستعمل لفظ "خانم" سے متعلق یہ بیان کیا ہے:۔

"خانم۔ فارسی۔ خان کی بیوی۔ بیگم"۔ [6]

گویا کہ پٹھانوں میں اپنی مستورات اور بیگمات کو "خانم" کہنے کا رواج ہے۔ یعنی مردوں کے نام کے ساتھ خان لفظ استعمال ہوتا ہے اور عورتوں کے نام کے ساتھ خانم۔

قلمی جنم ساکھیوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جب گورو جی نے حیات خاں کی لڑکی بی بی خانم سے شادی کی تھی۔ تو گورو جی کے پہلے سسرال اور ان کی پہلی بیوی نے اسے بہت

---

[1]:۔ جنم ساکھی قلمی ورق ۳۷۳ ؛ [2]:۔ جنم ساکھی قلمی ورق ۳۳۳، ۳۳۵، ۳۳۹، ۳۴۰

[3]:۔ پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی صـ۳۲ دیباچہ ؛ [4]:۔ رسالہ جیون پریتی چنڈی گڑھ مارچ ۱۹۶۲ء ؛ [5]:۔ گورو گرنتھ صاحب سوئیے محلہ ۵ صـ۱۳۸۸ ؛ [6]:۔ مہان کوش صـ۲۷۹ ؛

ہی ناپسند کیا تھا۔ بلکہ گوروجی کے پاس آکر انہیں ڈانٹ ڈپٹ بھی کی تھی۔ مگر گوروجی نے ان کی کسی بات کا بھی جواب نہ دیا تھا۔ اور ان کی باتیں بالکل خاموشی سے سنتے رہے تھے اس بارہ میں جنم ساکھی کا یہ بیان ہے :۔

"مولے چونے[1] (گوروجی کے خسر) اتے چنڈو رانی[2] (گوروجی کی ساس) اتے مائی چونی[3] (گوروجی کی پہلی بیوی) نے سنیا جو نگھڑی منجھ دی بیٹی آن رکھی ہیس۔ ایہہ ترییئے جل کے انگیار ہوئے گئے۔ تاں ترییئے مل کے آئے۔ آئے کر آکھن لگے کہ سُن تُو دسے کو راہیا ایہہ کی کیتو ای۔ تاں گورو نانک جی بولے ناہی"[4]

یعنی۔ گوروجی کے ہندو خسر۔ ساس اور پہلی بیوی نے گوروجی کے پاس آکر گوروجی کی دوسری شادی پر بہت غصے کا اظہار کیا۔ اور انہیں بہت سخت سُست کہنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ لیکن گوروجی نے جھگڑے سے بچنے کے لئے ان کی کسی بھی بات کا جواب نہ دیا۔

اس جنم ساکھی سے یہ بھی واضح ہے کہ گوروجی کے سسرال نے یہ بھی کہا تھا :۔

"ایہہ جو ترکنی آن رکھی ہیس اتے اپنا بھِٹ چھڈ دتا ہس...... مولے آکھیا جی تسیں سادھ آکھدے ہو۔ اتے مَیں جاندا ہاں کہ ایس جیہا کھوٹا کوئی نہیں...... چنڈو رانی کڑک کی جیوں بجلی کڑکدی ہے۔ سن تو وے نانک تپا ناؤں رکھاؤنا اتے اپنا بھِٹ چھڈ دتوای۔ اتے کوراہ کرائیو۔ بھلا تپا ناؤں رکھاؤنا۔ تاں گورو نانک جی چپ کر رہیا۔ بولے ناہیں۔ تاں پھیر چنڈو رانی آکھیا کیا کراں پرمیشر دا بھو ماردا ہے۔ نہیں تاں سبھے نانگ تیرے خوار کر دیواں۔ تاں پھیر ماتا چونی بولی۔ ہُن تاں تیرے نال گل کرنی بھی بھلی نہیں۔ پر آکھ دکھا جو تیں لاواں لینتیاں آہیاں۔ تینوں لاواں دی شرم نہ پئی۔ اچھا بے شرم ہوئے کھڑدتا"[5]

ان اقتباسات میں دراصل گوروجی کے ہندو خسر۔ ساس۔ اور ان کی پہلی اہلیہ محترمہ

ھ۱ :۔ مہان کوش صہ۱۶۵ ، صہ۲۴۲ و گورد نبسا دی صہ۲۵ ؛

ھ۲ :۔ " " صہ۳۶۱ ۔ " " ؛ ھ۳ :۔ مہان کوش صہ۳۵۱ ؛

ھ۴ :۔ جنم ساکھی ورق ۳۵۷ ؛ ھ۵ :۔ جنم ساکھی قلمی ورق ۳۵۸ ؛

کی روح بول رہی ہے۔ گوروجی نے یہ شادی اسلام قبول کرنے کے بعد ایک مسلمان خاتون سے کی تھی۔ اس صورت میں گوروجی کے ہندو سسرال کا ان کی اس شادی کو ناپسند کرنا اور گوروجی کو کوسنا ایک طبعی تقاضا تھا۔ ورنہ ہندوستان کے قدیمی لٹریچر سے ثابت ہے کہ زمانہ قدیم کے بھارتی باشندے بیک وقت ایک سے زائد شادیاں کر لیا کرتے تھے۔ کوئی ہندو دانشور اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ مریادہ پرشوتم سری رام چندر جی کے والد ماجد راجہ دسرتھ کی ایک سے زائد رانیاں تھیں۔ اور ان کے بطن سے راجہ جی کے ہاں اولاد بھی ہوئی تھی۔ سردار بہادر کاہن سنگھ نابھہ نے ان کی تعداد ۳۵۳ بیان کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ :۔

"رامائن میں اس کی ۳۵۳ بیویاں لکھی ہیں۔ جن میں سے شرومنی کوشلیا، کیکئی اور سمترا تھیں۔ کوشلیا کے بطن سے رام۔ کیکئی کے بطن سے بھرت اور سمترا سے لچھمن اور شترگھن پیدا ہوئے۔ "[1]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے سری کرشن جی کے بارہ میں لکھا ہے :۔

"کرشن جی کی مشہور بیویاں آٹھ۔ رکمنی۔ کالندی۔ تروندی۔ ستیہ۔ ناگن۔ جنتی۔ جانب اتی۔ سوشیلا۔ ستیہ بھاما اور لکشمنا تھیں۔ ان کے علاوہ سولہ سو اور بتائی جاتی ہیں۔"[2]

سکھ گورو صاحبان کے مسلک سے بھی یہ ثابت ہے کہ وہ تعدد ازدواج کے قائل تھے۔ اور ان کی بھی ایک سے زائد بیویاں تھیں۔ چنانچہ گورو رام داس جی نے دو شادیاں کیں۔ پرتھی چند ان کی پہلی بیوی کے بطن سے تھا۔ اور گورو ارجن جی دوسری سے[3] گورو ارجن جی نے بھی دو بیاہ کروائے۔ دوسرا بیاہ انہوں نے اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی پہلی

ھ۱ :۔ مہان کوش صہ۲۶۲ ؛ ھ۲ :۔ مہان کوش صہ۲۶۲ ؛

ھ۳ :۔ سکھی تے سکھ اتہاس صہ۸ ، پنجاب دا سنکھیپ اتہاس صہ۱۱۹ ، سوڈھی مہربان جیون تے ساہت صہ۱۲ ۔ رسالہ جیون سندیش اتہاس انک مئی ۱۹۵۱ء ۔ گورمت امرت سر ستمبر ۱۹۵۲ء ۔ دلی سماچار ۲۷ جنوری ۱۹۵۲ء کندن جالندھر ۱۲ ستمبر ۱۹۵۲ء ؛

بیوی کے مشورہ سے کروایا تھا[5] گورو ہرگوبند جی کی بھی بیک وقت تین یا چار بیویاں تھیں[1]۔ ساتویں گورو ہر رائے صاحب جی کی آٹھ بیویاں تھیں۔ اور گورو جی کی یہ سب بیویاں ایک ہی باپ کی تین ماؤں سے بیٹیاں تھیں[2] اور یہ سب کے سب بیاہ بیک وقت ہوئے تھے۔ گورو گوبند سنگھ جی کی تین بیویاں ماتا جیتو جی۔ ماتا سندری جی اور ماتا صاحب دیواں یا ماتا صاحب کور جی تو عام طور پر سکھ مؤرخین نے بیان کی ہیں[3] کوی سینا پت اور کویر سنگھ کلال نے بیان کیا ہے کہ گورو جی نے دکن جاتے ہوئے راستہ میں بھی ایک شادی کی تھی۔ اس طرح گورو جی کی چار بیویاں ثابت ہوں گی[4]۔ صروپ چند نے بھی چار ہی بیان کی ہیں[5]۔

---

[1]: ۔ بنسا دلی نامہ دساں پاتشاہیاں کا چرن پنجواں پرکھ ص ۱۶۔ پرکاش ۱۶ ارجون ۱۹۵۳ء ؛

[2]: ۔ مہان کوش ص ۷۹۱۔ گورتیرتھ سنگرہ ص ۱۹۵، ص ۲۳۹۔ گورو بنسا دلی ص ۹، ص ۹۸۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۳۰۲۔ تواریخ گورو خالصہ اُردو ص ۱۰۷۔ گورو وارے درشن ص ۲۱۶۔ مالوہ اتہاس حصہ اول ص ۳۷۔ تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۴۸۶۔ اتہاس سکھ گورو صاحبان ص ۲۶۴، ص ۲۳۹۔ سوڈھی چتکار ص ۲۷۹، ص ۳۹۵، ص ۴۲۷۔ گورپرتاپ سورج راس ۴ انسو ۱۰۔ راس ۵ انسو ۲۶۔ راس ۵ انسو ۵۳۔ بھارت مت درپن ص ۴۳۔ گورپرنالی ص ۱۲۔ پنجابی سورما ص ۲۱۹۔ گورمت دواکر ص ۱۹۶۔ گوربلاس پاتشاہی ۶ دا ٹنک ص ۲۹۵۔ اتہاسک پتر سینچی پہلی انک ۲۔ سینچی دوسری انک اول ؛

[3]: ۔ گوردوارے درشن ص ۴۲۱ تا ص ۴۲۳۔ گوربلاس پاتشاہی ۶ ادھیائے ۲۱۔ گورپرنالی ص ۱۴۔ گورپرتاپ سورج راس یکم انسو ۸۔ گورتیرتھ سنگرہ ص ۱۹۶۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۴۳۴۔ اُردو ص ۱۱۴۔ اتہاس گورو خالصہ ہندی ص ۲۹۵۔ دس گورو جوت پرکاش ص ۱۰۴۔ تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۶۲۵۔ گوردھام سنگرہ ص ۱۱۶۔ گورو بنسا دلی ص ۱۱۳۔ بھارت مت درپن ص ۶۶۔ سکھ اتہاس ص ۲۶۹ ؛

[4]: ۔ مہان کوش ص ۱۵۰۲۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۱۳۴، ص ۱۴۷، ص ۱۵۰۔ گورپرتاپ سورج رُت یکم انسو ۸۔ سکھ اتہاس حصہ اول ص ۳۴۔ گورپرنالیاں ص ۱۰، ص ۱۶، ص ۵۵، ص ۱۱۳، ص ۱۱۴۔ اتہاس سکھ گورو صاحبان ص ۵۶۶۔ تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۱۰۲۲، گورتیرتھ سنگرہ ص ۱۹۵۔ گورو بنسا دلی ص ۱۲۵۔ بھارت مت درپن ص ۴۹۔ گورپرنالی ص ۱۸۔ گورپور پرکاش محل ۱۰۔ منذر ۲، سوساکھی۔ ساکھی ص ۵۲، پنجابی سورما ص ۳۱۸، بنسا دلی نامہ دساں پاتشاہیاں کا چرن ۱۰ و ۱۳۔ ص ۱۰، ص ۱۲۴، ص ۱۸۴۔

[5]: ۔ گورسوبھا گرنتھ ادھیائے ۱۴ ص ۸۳، گوربلاس پاتشاہی ۱۰ ادھیائے ۱۸ انک ۱۱۳ تا ۱۱۶ ؛ [6]: مہما پرکاش ۱۹۶۰ء؛

سکھ تاریخ سے واضح ہے کہ سکھ گورو صاحبان کی اولاد میں بھی بیک وقت ایک سے زائد بیویاں رکھنے کا رواج رہا ہے۔ چنانچہ گورو ہرگوبند جی کے فرزند اکبر بابا گورو تا جی نے جو وفات سے قبل گورگدی کے لئے نامزد تھے[1] دو بیاہ کروائے تھے[2]۔ گیانی گیان سنگھ جی نے آپ کی ایک اور شادی کا ذکر کیا ہے۔ جو آپ نے اپنے والد ماجد کے روکنے کے باوجود کرلی تھی[3]۔ بابا گورو تا جی کے چھوٹے بھائی بابا سورج مل کی دو بیویاں تھیں[4]۔ ساتویں گورو ہر رائے جی کے فرزند اکبر بابا رام رائے جی کی بھی چار بیویاں تھیں[5] اور آپ کی وفات کے وقت آپ کی ایک بیوی کی عمر صرف ۱۶ یا ۱۷ سال تھی[6]۔ گورو گوبند سنگھ جی نے بابا رام رائے جی کو "سچا گورو" بیان کیا ہے[7]۔

دوسرے سکھ بزرگوں کا عمل تعداد ازدواج کے مسئلہ پر تھا۔ چنانچہ گورو ہر رائے جی کے خسر دیا رام جی کی بیک وقت تین بیویاں تھیں۔ اور تینوں ہی صاحب اولاد تھیں[8]۔ بندہ سنگھ کا بیک وقت ایک سے زائد عورتوں کو بیویاں بنا کر اپنے گھر میں رکھنا سکھ تاریخ میں مرقوم ہے[9]۔ سکھوں کے پہلے اور آخری حکمران مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی چار رانیاں بیان کی جاتی ہیں[10]۔ ان کی چھوٹی رانی جنداں یا جند کور کے بارہ میں تو ایک سکھ ودوان نے لکھا ہے کہ وہ

---

[1]: ۔ پراچین بیڑاں ص ۱۰ ؛ [2]: ۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۴۸۸۔ گوربلاس پاتشاہی ۶ ادھیائے ۲۱۔ گورپرنالیاں ص ۴۵۔ اتہاسک پتر سینچی پہلی انک دوسرا۔ گورمت پرکاش امرتسر فروری ۱۹۶۴ء ؛

[3]: ۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۱۰۸۶۔ گورمت اتہاس گورو خالصہ ص ۲۲۳ ؛ [4]: ۔ گورتیرتھ سنگرہ ص ۱۸۳ ؛

[5]: ۔ گورتیرتھ سنگرہ ص ۱۸۷۔ گوردھام سنگرہ ص ۱۴ ؛ [6]: ۔ گورو رام رائے اور ان کے چمتکار ص ۲، گورو رام رائے سنگھپت جیون چرتر ص ۲۴ ؛ [7]: ۔ گورپرتاپ سورج گرنتھ رت دوری انسو تیسرا ؛

[8]: ۔ گوربلاس پاتشاہی ۶ ادھیائے ۲۱۔ تواریخ گورو خالصہ پنتھ ص ۶۲۵۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۷۳۳ ؛

[9]: ۔ خالصے دی شمشیر ص ۷۶۔ پراچین پنتھ پرکاش ص ۱۰۲۔ جیون چرتر بابا بندہ بہادر ص ۱۸۶، ص ۱۹۲، پنتھ پرکاش نواس ۸۴ ص ۳۲۳ ؛

[10]: ۔ تواریخ گورو خالصہ اُردو ص ۱۸۷۔ بہ ملے اتہاسک لیکھ ص ۳۰۳۔ رسالہ پھلواڑی دا سکھ اتہاس انک جنوری ۱۹۳۰ء۔ پنجابی دنیا مارچ ۱۹۵۰ء۔ شیر پنجاب ص ۱۶۳ ؛

چھوٹی عمر کی ہونے کی وجہ سے مہاراجہ جی سے شادی کروانے پر رضامند نہ تھی[1] بعض مؤرخین کے بقول مہاراجہ جی کی ۲۲ رانیاں تھیں[2]۔ مہاراجہ جی کے بڑے لڑکے مہاراجہ کھڑک سنگھ جی کی دو بیویاں تھیں[3]۔ ایک اور سکھ ودوان نے ان کی رانیوں کی تعداد گیارہ بیان کی ہے[4]۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پوتے کنور نونہال سنگھ نے بھی دو بیاہ کروائے تھے[5]۔

اس کے علاوہ اور بھی متعدد سکھ راجاؤں مہاراجاؤں نے ایک سے زائد شادیاں کیں۔ چنانچہ سکھ مؤرخین کو مسلم ہے کہ نابھہ۔ پٹیالہ اور دوسری سکھ ریاستوں کے والیان کا بھی تعدد ازدواج کے مسئلہ پر عمل رہا ہے[6]۔ اور مشہور سکھ ریفارمر بابو تیجا سنگھ آف بھسوڑ کی بھی ایک سے زائد بیویاں تھیں[7]۔

الغرض یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پراچین زمانہ کے ہندو بزرگوں۔ سکھ گوروؤں اور راجاؤں مہاراجاؤں کا عمل تعدد ازدواج پر رہا ہے۔ اور ان کے گھروں میں بیک وقت ایک سے زائد بیویاں رہی ہیں۔ گورو نانک جی کی دوسری شادی پر ان کے سسرال کی ناراضگی کی اصل وجہ محض گورو جی کی دوسری شادی نہ تھی۔ بلکہ یہ تھی کہ گورو جی نے ہندو دھرم ترک کر کے ایک مسلمان لڑکی سے بیاہ کر لیا تھا۔ اور ان کی لڑکی سے ازدواجی تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ پس جب یہ حقیقت واضح ہے کہ ویدک دھرم اور گورمت میں تعدد ازدواج جائز ہی نہیں۔ بلکہ ایک مستحسن فعل ہے اور گورو گرنتھ صاحب میں مرقوم ہے کہ مرد میں قدرت نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ بیک وقت ایک سے زائد بیویاں اپنے گھر میں بسا سکتا ہے۔ جیسا کہ گورو نانک جی نے فرمایا ہے:-

لیتی نار وذ ایک سمال   گور موکھ مرن جیون پربھ نال[8]

ح ۱:- رسالہ لوک ساہت امرتسر اکتوبر ۱۹۵۵ء؛ ح ۲:- تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم چھاپہ پتھر ص ۹۹؛ ح ۳:- تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم چھاپہ پتھر ص ۹۹۲؛ ح ۴:- رسالہ امرت امرتسر مئی ۱۹۳۵ء؛ ح ۵:- پنجابی دنیا پٹیالہ مارچ ۱۹۵۰ء؛
ح ۶:- مہان کوش ص ۲۷، ص ۴۲۱، ص ۸۲۸، ص ۱۴۸۵، ص ۱۵۶، ص ۲۰۷۱، ص ۲۰۸۲، ص ۲۰۸۳، ص ۲۰۸۴، ص ۲۲۰، ص ۲۴۵۶، ص ۳۰۵۶۔ تواریخ راج خالصہ ص ۱۲، ص ۱۱۰، ص ۱۸۰، ص ۲۲۱، ص ۲۲۷، ص ۲۴۸، ص ۲۵۶، ص ۲۸۳، ص ۲۸۶، ص ۲۹۲، ص ۵۵۵۔ تواریخ گورو خالصہ گورموکھی ص ۸۰۹، ص ۸۲۵۔ تواریخ گورو خالصہ چھاپہ پتھر ص ۷۹۴، تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ سوم ص ۸۵۷؛ ح ۷:- گورو بنسا دلی ص ۲۸، مالوہ اتہاس حصہ دوم ص ۲۷۴؛
ح ۸:- گورو گرنتھ صاحب راگ رام کلی محلہ ۱ ص ۹۳۳؛

یعنی۔ ایک مرد میں قدرت نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ بیک وقت ایک سے زائد بیویاں اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے۔ اور تعدد ازدواج کے مسئلہ پر عمل خدا تعالیٰ کے بندوں کو خدا سے دور کرنے کا موجب نہیں بن سکتا۔ ان کا جینا اور مرنا خدا تعالیٰ کے ہی سپرد ہوتا ہے۔ ان کی زائد بیویاں انہیں خدا سے دور نہیں کر سکتیں! اور خود سکھ گورو صاحبان بھی اس کے مطابق عمل کرتے رہے۔ اور ان کی بیک وقت ایک سے زائد بیویاں ان کے فرائض کی ادائیگی میں کوئی روک نہ بن سکیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ گورو نانک جی کے ہندو خسر۔ ہندو ساس اور ہندو بیوی اتنے برافروختہ ہوئے اور گورو نانک صاحب کے روبرو جنم ساکھی کے بقول سخت کلامی اور بدزبانی سے کام لیا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ محض دوسری شادی ہی کا مسئلہ نہ تھا۔ بلکہ اس میں گورو جی کے مذہب کی تبدیلی کا بھی دخل تھا۔ اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہو جاتی ہے کہ گورو نانک جی نے نہ صرف یہ کہ ایک مسلمان گھرانہ کی لڑکی سے دوسری شادی کی۔ بلکہ اپنی سابقہ ہندو بیوی سے قطع تعلق بھی کر لیا تھا۔ چنانچہ جنم ساکھی کے یہ الفاظ

" ایہہ جو ترکنی آن رکھی ہیس اتے اپنا ٹبر چھڈ دتا ہیس "

اسی امر کی نشان دہی کر رہے ہیں کہ گورو جی نے یہ دوسری شادی اپنا مذہب تبدیل کرنے کے بعد کی تھی۔ اور پہلی بیوی سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے تھے اور گورو جی کے سسرال اور ان کی پہلی بیوی کی ناراضگی کی اصل وجہ بھی معلوم ہوتی ہے۔ اور سکھ کتب سے یہ امر واضح ہے کہ گورو نانک جی نے دوسری شادی کے بعد اپنی پہلی بیوی سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ اور یہ بات ان کی پہلی بیوی کو بہت ناگوار گذری تھی۔ چنانچہ پوتھی ہر جی میں مرقوم ہے:-

" ماتا گھمی نے (یہ گورو جی کی پہلی بیوی کا لقب تھا) کہا۔ جی میں جان اوگنہاری ہی ہوئی۔ پر جی بھی تیری استری ہوئی کر نہ۔ کچھ تیری کمائی تے مینوں بھی بھاؤ ہووے۔ جے تدھ بھاوے "[1]

ح ۱:- پوتھی ہر جی تے پوتھی چتر بھج۔ شائع کردہ خالصہ کالج امرتسر ص ۲۷۱؛

اس سے یہ واضح ہے۔ کہ گوروجی کی پہلی بیوی نے پہلے نرمی اختیار کی تھی۔ اور بعد کو سختی۔

ایک اور مقام پر گورو نانک جی کی اس بیوی کے جذبات کا یُوں اظہار کیا گیا ہے:۔

"ایک دن گورو نانک جی کرتار پور اپنے گرہ ٹھاڈاں تھا۔ اور گورو انگد صاحب کے ساتھ ماتا چونی (یہ بھی گوروجی کی پہلی بیوی کا لقب تھا) مولے دی دھی گورو بابے کی استری لاگی باتاں کرنے تب ماتا ایہی بات کہتی تھی کہ:۔

اساڈی کائی گت ناہیں۔ جاں ایہہ اداسی ہوئے گیا سی۔ تاں اسیں روندے کرلاندے تھے۔ نہ کوئی اسانوں سکھ نہ سیؤ۔ اتے جاں ہن ایہہ آیا تاں بھی اسانوں سکھ کوئی ناہیں" [1]

یعنی۔ ایک دن گورو نانک جی کرتارپور اپنے گھر میں کھڑے تھے تو گوروجی کی اہلیہ محترمہ ماتا چونی دختر مولا نے گورو انگد جی سے باتیں کیں کہ ہمارا کیا حال ہے۔ جب یہ اداسی ہو گیا تھا۔ تو ہم روتے اور چلاتے تھے۔ تب بھی ہمیں کوئی سکھ نہ تھا۔ اور اب جبکہ یہ گھر آگیا ہے۔ تو پھر بھی ہمیں کوئی راحت نہیں ہے۔

سکھ کتب سے یہ واضح ہے کہ گورو نانک جی مہاراج نے اپنی پہلی بیوی سے بے تعلقی محض اپنے خالق اور مالک اللہ تعالیٰ کی خاطر اختیار کی تھی۔ جیسا کہ بیتر بھج جی نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ گوروجی نے اپنی اہلیہ محترمہ سے اپنی بے تعلقی کے سلسلہ میں فرمایا تھا:۔

"گھُمیئے۔ جیوں تدھ توں اساں ہے ساک۔ تیوں اساں تے پرمیشر اویں ہے ساک۔ مت توں جانئے جے ہوں اپنے خصم نال جھوٹھ کردی ہیں۔ نہ اسیں بھی اپنے خصم نال جھوٹھے ہی ہیں" [2]

گوروجی کے اس ارشاد سے یہ امر واضح ہے کہ گوروجی کو اپنے رب العزت کی رضا ہی مقدم تھی۔ اور انہوں نے اسی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی پہلی بیوی سے تعلق قطع کر رکھا تھا۔ اور اس پر ایسا پختگی سے عمل کیا تھا کہ اسکی ناراضگی کی بھی پرواہ نہ کی [3]

---

[1]:۔ پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج ص۴۶۷ ⁂ [2]:۔ پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج ص۴۶۷ ⁂ [3]: جنم ساکھی قلمی ورق ۳۵۸ ⁂

اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ گوروجی کی والدہ ماجدہ نے بھی گوروجی کو سمجھانے کی کوشش کی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ اپنی پہلی اس بیوی سے اپنے تعلقات استوار کرلیں۔ جیسا کہ مرقوم ہے:۔

" اک دن نگر کرتار پور اپنے گرہ وچ گورو بابا نانک جی بیٹھا تھا۔ ادماتا لاگی کہنے جے" اے بچہ۔ ایہہ تیری استری ہے۔ توں ایس دا پورکھ ہیں۔ ایس دی توں سار کرجا۔ ہیں تیری ماتا ہوں اُرتوں میرا پُتر سنتتی ہویا ہیں۔ ماتا پتا بنا پتر سنتتی ناہیں ہوندی۔ تدھ بھاوے تاں ماتا دا کہیا من۔ پُتر توں اپنی استری سانبھ" [1]

یعنی۔ ایک دن کرتارپور میں گوروجی اپنے گھر تشریف فرما تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ نے کہا۔ اے بیٹا یہ تیری بیوی ہے۔ تو اس کا میاں ہے۔ اس کی خبر گیری کیا کر۔ مَیں تیری ماں ہُوں۔ اور تُو میرا بیٹا ہے۔ ماں باپ کے بغیر اولاد نہیں ہوتی۔ تیری مرضی ہو تو اپنی ماں کا کہا مان کر اپنی بیوی کو سنبھال۔

جنم ساکھی بھائی بالا (قلمی) سے یہ بھی واضح ہے کہ گوروجی نے اپنے ہندو سسرال کے گھر کا کھانا پینا بھی چھوڑ دیا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ (دوسری شادی کے بعد) گوروجی پکھو کے رندھاوے گئے تو:۔

"مولے چونے (گوروجی کے ہندو خسر) نوں خبر ہوئی۔ تاں مولا چونا آیا۔ تاں آئے آکھیوس وت آیا میری ہک ساڑن نوں تاں اجتے رندھاوے آکھیا مولے جاہ۔ مولا کچھ کھاون نوں لے جاہوس۔ اتے جاٹے کے دیکھس کپڑے دی خبر لیس تاں مولا تھالی بنائیکے پرشاد دی لے گیا۔ پر کوڑیل ہوئے کے۔ تاں جائے آکھیوس لے کھاہ۔ تاں گورو نانک جی کہیا ہوں ناہی کھاندا" [2]

الغرض سکھ کتب سے یہ حقیقت واضح ہے کہ گورو نانک جی کی زندگی میں ایسا وقت بھی آیا کہ انہوں نے اپنی پہلی اہلیہ سے خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر ازدواجی تعلقات منقطع

---

[1]:۔ پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج ص۱۸۹ ⁂ [2]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۳۴۰ ⁂

کر لئے تھے۔ اور ایک مسلمان خاتون سے دوسری شادی کرلی تھی۔ گو موجودہ زمانہ کے سکھ ودوان گوروجی کی اس دوسری شادی کے منکر ہیں۔ مگر وہ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ پراچین سکھ کتب میں گوروجی کے اس بیاہ کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ملتا ہے۔ کہ گوروجی کے ہندو سسرال ان کی اس دوسری شادی سے بھڑک اُٹھے تھے اور انہوں نے گوروجی سے جھگڑا بھی کیا تھا۔ اور جلی کٹی بھی سُنائی تھیں۔ اور یہ سب کچھ گوروجی کے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ دینے کی وجہ سے تھا۔ اور اس کی وجوہات یہی تھیں کہ :۔

اوّل :۔ گوروجی نے اپنے رب العزّت کی رضاء اور محض دین کی خاطر اپنی بیوی سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ گوروجی کے ہاں ان کی پہلی بیوی کے بطن سے دو لڑکوں کے بعد کوئی اولاد نہ ہوئی۔ حالانکہ دونوں میاں بیوی نوجوان تھے! ور دوسری طرف ان کی مسلمان بیوی کے بطن سے اولاد کا ہونا سکھ کتب میں مرقوم ہے۔

دوم :۔ ماتا سلکھنی جی کے سر پر سونت آگئی تھی۔ پنجاب کا تو مشہور محاورہ "سونکڑ ساڑا" ہے۔ اور یہاں تو سونت بھی مسلمان خاتون تھی۔

سوم :۔ گوروجی نے اپنا آبائی مذہب ترک کرنے اور اسلام قبول کرنے کے بعد[1] ایک مسلمان لڑکی بی بی خانم سے دوسری شادی کی تھی اور اس حقیقت کو ہندو، سکھ اور مسلمان سبھی تسلیم کرتے ہیں کہ کوئی مسلمان اپنی دختر کسی غیر مسلم سے بیاہ نہیں سکتا۔ اور نہ کوئی غیر مسلم ہی اپنے مذہب کی رُو سے کسی مسلمان خاتون سے شادی کر کے اسے اپنے گھر بسانے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔

ف۱ :۔ مشہور سکھ بزرگ پنڈت تارا سنگھ نروتم نے بیان کیا ہے کہ گوروجی کو دین اسلام میں شامل کرنے کی رسم ادا کرتے وقت قرآن شریف کی مقدس آیات والا چولہ پہنایا گیا تھا۔ (گور تیرتھ سنگرہ ص۲۳۲) گوروجی کے قرآن شریف کی آیات والے دو چولے سکھوں کے پاس ہیں۔ ایک ڈیرہ بابا نانک میں ہے اور دوسرا گیانی کرتار سنگھ جی کے بقول موضع چولہ ضلع امرتسر میں ہے۔ اور اس گاؤں کا نام چولہ اس چولہ کی نسبت سے ہی رکھا گیا تھا۔ ملاحظہ ہو ہمارا نانک ص۳۷، مقدس چولہ ص۵۹ (گورو نانک ہندو نہیں تھے تو سکھ کیسے ہندو ہو گئے ص۶۳) ؛

چہارم :۔ سکھوں میں تو اس بات کو جائز ہی نہیں سمجھا جاتا کہ کوئی سکھ کسی مسلمان عورت سے شادی کر لے۔ اور اسے اپنے گھر میں بسا لے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ سکھ مذہب سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کے مسلمان ہونے میں شک نہیں کیا جا سکتا۔

اس حقیقت سے کسی بھی دانشور اور دیدہ ور کو انکار نہیں ہو سکتا کہ میاں بیوی کا رشتہ بہت نازک اور اہم ہے۔ اس کا اثر نہ صرف میاں بیوی کی اپنی زندگی پر ہی پڑتا ہے بلکہ آئندہ نسل بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس لئے میاں بیوی کا ہم مذہب۔ ہم عقیدہ ہم خیال۔ ہم مسلک اور ہم رائے ہونا اشد ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اور گورو گرنتھ صاحب میں اس بارہ میں نہایت عمدہ رنگ میں راہنمائی کی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے :۔

دھن پر ایہہ نہ آکھیئے بہن اکٹھے ہوئے

ایک جوت دوئے مورتی دھن پر کہیئے سوئے[1]

یعنی۔ ایک عورت اور مرد کا محض اکٹھے زندگی بسر کرنے کا نام ہی میاں بیوی نہیں ہے۔ بلکہ ان کا مذہب۔ عقیدہ۔ خیال۔ مسلک اور رائے میں ایک ہونا اشد ضروری ہے خواہ ان کی شکلیں دو ہیں یعنی ایک میاں ہیں اور دوسری بیوی۔ مگر وہ ہوں دونوں ایک وجود کی طرح۔

سکھ دُنیا یہ تسلیم کرتی ہے کہ گورو نانک جی کے دونوں لڑکے جو ان کی پہلی بیوی ماتا سلکھنی (عرف ماتا چونی) جی کے بطن سے ہوئے۔ گوروجی کے نافرمان رہے اور گوروجی کا مسلک اختیار کرنے پر رضامند نہ ہو سکے۔ اسی وجہ سے سکھ ودوانوں کے بقول گوروجی نے بھی انہیں چھوڑ دیا۔ اور اپنا جانشین گورو انگد جی کو مقرر کر دیا۔ سکھ تاریخ بتاتی ہے کہ ماتا سلکھنی جی نے گوروجی کی یہ بات ناپسند ہی کی[2] مگر گوروجی نے اسکی کوئی پرواہ نہ کی۔

گورو نانک جی کے بیٹوں کی نافرمانی کا ذکر گورو گرنتھ صاحب میں بھی کیا گیا ہے جیسا کہ مرقوم ہے :۔

پتریں قول نہ پالیو کر پیروں کن مرڑیئے ؛ دل کھوٹے عاقی پھرن بنہ بھار اچائن چھٹیئے[3]

ف۱ :۔ گورو گرنتھ صاحب ص۷۸۸ ؛

ف۲ :۔ جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ ۱۸۷۱ء ص۵۷۸ ؛

ف۳ :۔ " " ص۹۶۷ ؛

سکھ وِدوانوں کو مسلّم ہے کہ گورو گرنتھ صاحب کے اس ارشاد میں گورو نانک جی کے بیٹوں سری چند اور لکھمی چند کا نافرمان ہونا بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر وہ گورو جی کے فرمانبردار اور ہم مذہب۔ ہم رائے اور ہم عقیدہ ہوتے تو وہی گورو جی کے جانشین بنتے۔ گورو جی انہیں چھوڑ کر بھائی لہنا کو اپنا جانشین مقرر کر کے گورو انگد نہ بناتے۔

اس حقیقت سے کسی بھی وِدوان کو انکار نہیں ہو سکتا کہ گورو جی کی زندگی کا بیشتر حصّہ سفروں میں گذرا ہے۔ ایک سکھ وِدوان نے تو ان کے سفروں کے بارہ میں یہاں تک بھی لکھدیا ہے :-

"سری گورو نانک جی نے اپنی عمر کا بیشتر حصّہ اسلامی ممالک میں ہی بسر کیا"۔ [۱]

گورو جی کے دونوں لڑکے اپنی والدہ محترمہ کی زیرِ تربیت رہے اور انہوں نے اپنی ماں کا ہی زیادہ اثر لیا۔ اور سکھ تاریخ سے یہ واضح ہے کہ گورو جی کی پہلی بیوی یعنی سری چند اور لکھمی چند کی والدہ ماجدہ ہندو تھی اور آخر دم تک ہندو ہی رہی [۲] گورو نانک جی کی دوسری شادی کی بہت بڑی وجہ یہی تھی۔ سکھ کتب کی رُو سے اُس نے گورو جی کی اس دوسری شادی کے موقعہ پر جو رویّہ اختیار کیا اور گورو جی کے حق میں جو زبان استعمال کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی دھن کی پکّی تھی۔ اور گورو جی کا نیا مذہب اسے پسند نہ تھا۔ اور چونکہ گورو جی کے بچے اپنی ماں کے پاس ہی رہتے۔ اور ماں سے انہوں نے تربیت حاصل کی۔ اس لئے وہ گورو جی کے مذہب اور مسلک پر نہ آسکے۔ اور نافرمانی کی طرف جُھک گئے۔ جس کی وجہ سے گورو جی نے بھی انہیں اپنا جانشین مقرر کرنا پسند نہ کیا۔ کیونکہ ان کی جانشینی کیلئے سکھ وِدوانوں کے بقول محض ان کا بیٹا ہونا ضروری نہ تھا۔ بلکہ ان کا فرمانبردار ہونا مقدم تھا۔ اور گورو انگد نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا تھا۔ اور گورو نانک جی کی فرمانبرداری اختیار کر لی تھی۔

قرآن شریف میں ہم پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس نبی حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لڑکا نافرمان تھا۔ اور وہ اپنے مقدس باپ کے دین اور مسلک کو قبول کرنے کے لئے آخر دم تک تیار نہ ہو سکا [۳] اس کی وجہ قرآن کریم سے ہی معلوم ہو جاتی ہے۔ اور وہ ہے

۱؎ :- گورو گرنتھ تے پنتھ صفحہ ۲ ؛ ۲؎ :- جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ ۱۸۷۱ء صفحہ ۵۸۴ ؛ ۳؎ :- قرآن شریف سورۃ ھود ع ۴ پ ۱۲ ؛

اس کی والدہ حضرت نوح علیہ السّلام کی نافرمان تھی [۱] جس کا لازمی نتیجہ یہ ہؤا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے میں بھی نافرمانی اس کی ماں کی وجہ سے آگئی۔ اور وہ انجام کار ہلاک ہو گیا۔

پس حقیقت یہی ہے کہ ماں کی تربیت نے ہی حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کو باپ کا فرمانبردار بنانے میں مدد کی۔ اور نوح علیہ السّلام کے بیٹے کو نافرمان بنایا۔ اور اگر دیکھا جائے تو گورو نانک جی کے بیٹوں کی نافرمانی کی وجہ بھی ان کا اپنی ماں کی زیرِ تربیت رہنا ہے ورنہ اور کوئی معقول وجہ ہمیں ان کے نافرمان ہونے کی نظر نہیں آتی۔

خُدا تعالیٰ اپنے مقدس اور مقبول بندوں کو خود علم عطا کرتا ہے۔ اور قدم قدم پر خود ان کی راہنمائی فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ہر ایک لفظ اپنے اندر حکمتوں کے خزانے رکھتا ہے عجیب بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے گورو نانک جی کی مسلمانوں کے ہاں اس دوسری شادی کا ذکر کرتے ہُوئے "جنم ساکھیوں" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ نہ کہ "جنم ساکھی" کا۔ جیسا کہ حضور علیہ السّلام کا ارشاد ہے :-

"جنم ساکھیوں میں لکھا ہے ...." [۲]

اہل علم خوب جانتے ہیں کہ یہ جمع کا صیغہ ہے اور اس جمع کے صیغہ میں یہی بات مضمر تھی کہ گورو جی کے اس بیاہ کی ساکھی ایک سے زائد جنم ساکھیوں میں درج ہے۔ جو مختلف مصنفین اور الگ الگ زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ کیونکہ "جنم ساکھیوں" کا لفظ کسی ایک مصنّف کی لکھی ہوئی واحد جنم ساکھی پر نہیں بولا جا سکتا۔ اور نہ اس کے مختلف ایڈیشنوں پر اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ وہ تو ایک ہی مصنّف کی تصنیف ہونے کی وجہ سے ایک ہی جنم ساکھی کہلائے گی۔

جب ہم اس سلسلہ میں قدیم اور جدید سکھ کتب کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہم پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پُر حکمت ارشاد کا یہی مطلب تھا کہ گورو جی کی اس دوسری شادی کا ذکر صرف اور صرف

۱؎ :- قرآن شریف سورۃ التحریم ع ۲ پ ۲۸ ؛ ۲؎ :- نزول المسیح صفحہ ۲۰۵ ؛

جنم ساکھی بھائی بالا میں ہی نہیں۔ بلکہ دوسرے مصنفین کی لکھی ہوئی ایک سے زائد جنم ساکھیوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ پس مذکورہ بالا حقائق سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ گورو جی کی اس دوسری شادی کی ساکھی ایک سے زائد ساکھیوں میں ملتی ہے جو کہ مختلف زمانوں میں لکھی گئی ہیں۔ اور ان کے مصنفین گورو رام داس جی سے لے کر گورو ہرائے جی تک چار سکھ گورو صاحبان کے زمانہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ وہ سکھ گورو صاحبان کے رشتہ دار بھی تھے۔ چنانچہ وہ جنم ساکھیاں یہ ہیں:-

(۱) جنم ساکھی گورو نانک دیو جی۔ مصنفہ سوڈھی مہربان۔

(۲) جنم ساکھی گورو نانک دیو جی۔ مصنفہ سوڈھی ہرجی۔

(۳) جنم ساکھی گورو نانک دیو جی۔ مصنفہ باباہندال یا بابا بدھی چند جی۔

(۴) جنم ساکھی گورو نانک دیو جی۔ مصنفہ بھائی بالا۔ یا پیڑا موکھا جی۔

ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مقدس کتب نزول المسیح، تریاق القلوب اور انجام آتھم تصنیف فرمائیں۔ اس زمانہ میں ان میں سے تین اوّل الذکر جنم ساکھیاں پردۂ غیب میں ہی تھیں۔ یعنی ان میں سے کوئی بھی زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوئی تھی۔ ہاں کہیں کہیں قلمی نسخوں کی شکل میں ضرور پائی جاتی تھیں۔ اور عام سکھ ان سے بے خبر تھے۔ ان دنوں صرف جنم ساکھی بھائی بالا ہی طبع شدہ ملتی تھی۔ اور اسی سے عام لوگ متعارف تھے۔ اور سکھ گوردواروں میں بھی اسی کی کتھا کا رواج تھا۔[۱] ایسے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ گورو جی کی مسلمانوں کے ہاں شادی کا ذکر صرف ایک جنم ساکھی (بھائی بالا) میں ہی نہیں بلکہ اور بھی جنم ساکھیوں میں پایا جاتا ہے[۲] اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دیتا ہے کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے

---

[۱]: کتک کہ وساکھ صفحہ دیباچہ۔

[۲]: ممکن ہے کہ ان چار جنم ساکھیوں کے علاوہ اور بھی ایسی جنم ساکھیاں ہوں۔ جن میں گورو جی کے اس دوسرے بیاہ کا تذکرہ ہو۔ ہماری تلاش جاری ہے۔ ایسی جنم ساکھیاں عام طور پر قلمی نسخوں کی شکل میں ہیں۔ خدا کرے کہ ان تک ہمیں رسائی حاصل ہو جائے اور وہ جنم ساکھیاں ہم دیکھ سکیں۔

خود اپنے پاس سے علم عطا کیا تھا۔ آپ نے جو کچھ دیکھا خدا تعالیٰ کے نور سے دیکھا۔ اور جو کچھ بیان کیا خدا تعالیٰ کے علم کے مطابق بیان کیا۔ اور جو بات نمایاں ہو کر اس وقت تک سکھ دنیا کے سامنے نہیں آئی تھی۔ اور جس کی تفصیلات سے سکھ ودوان بھی نا آشنا تھے۔ اس کی حضور علیہ السلام نے اپنی کتب میں واضح طور پر نشان دہی کر دی۔ اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ فخر موجودات سرور کائنات۔ رحمۃ للعالمین۔ سید المرسلین۔ خاتم النبیین۔ محمد مصطفےٰ۔ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جس خدا تعالیٰ سے روشناس کرایا ہے وہ علیم کل ہے۔ اور اپنے بندوں کو اپنی طرف سے وقتاً فوقتاً علم عطا کیا کرتا ہے۔ اور قیامت تک کرتا رہے گا تاکہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ اسلام کا واقعی ایک زندہ اور پائندہ خدا ہے۔

ہم ذیل میں ان چاروں جنم ساکھیوں یعنی جنم ساکھی مصنفہ سوڈھی مہربان جی۔ جنم ساکھی مصنفہ سوڈھی ہرجی۔ جنم ساکھی مصنفہ باباہندال جی یا بدھی چند جی۔ جنم ساکھی مصنفہ بھائی بالا یا موکھا پیڑا جی کی روشنی میں گورو نانک جی کی دوسری شادی پر تبصرہ کئے دیتے ہیں۔

موجودہ زمانہ کے اکثر سکھ ودوانوں کا یہ موقف ہے کہ گورو نانک جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی بعد کو جنم ساکھیوں میں شامل کی گئی ہے۔ لیکن جہاں تک حقائق کا تعلق ہے۔ یہ ساکھی بعد کو شامل نہیں کی گئی۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ بعد کو اسے جنم ساکھیوں سے نکال دیا گیا ہے۔

اس کا ایک پختہ اور حتمی ثبوت یہ ہے کہ گورو نانک جی کے اس دوسرے بیاہ کی ساکھی جنم ساکھیوں کے تمام قدیمی قلمی نسخوں میں موجود ہے۔ ایسی ایک بھی قدیمی جنم ساکھی نہیں ملتی جس میں یہ ساکھی موجود نہ ہو۔ جنم ساکھی بھائی بالا کی پورانی سے پورانی جنم ساکھی جو اس وقت دستیاب ہے اس میں اس ساکھی کا پایا جانا۔ اور ایک بھی قدیمی نسخہ ایسا نہ ملنا جس میں یہ ساکھی نہ ہو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ساکھی بعد کی ملاوٹ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ بعد کی ملاوٹ ہوتی تو کوئی ایک تو قدیمی قلمی نسخہ ایسا مل جانا چاہیئے تھا جس میں یہ ساکھی نہ ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے سکھوں کے ذہنوں میں گورو نانک جی کا جو تصوّر ہے وہ اس گورو نانک جی کا نہیں جو اپنے کلام میں جلوہ گر ہے۔ بلکہ "گورو نانک سنگھ" کا تصوّر ہے جیساکہ ایک سکھ وِدوان ڈاکٹر سر نیدر سنگھ جی دوسانجھ نے بھی تسلیم کیا ہے :۔

"جس گورو نانک کو آج ہم جانتے ہیں وہ ساکھی کاروں (قصّہ گو لوگوں) کا نانک ہے۔ گوربانی کا گورو نانک نہیں۔" [1]

پس ہم جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ اس گورو نانک سے متعلق نہیں ہے جو سکھ دنیا کے ذہنوں کا گورو نانک ہے جس کے بارہ میں خود سکھ وِدوانوں کو مسلّم ہے کہ وہ حقیقی گورو نانک نہیں۔ سکھ دنیا نے گورو نانک جی کی جو تصاویر اب تک شائع کی ہیں اور کر رہی ہے وہ بھی فی الحقیقت ان کے ذہنی گورو نانک کی ہیں نہ کہ حقیقی گورو نانک کی۔ اس سے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے :۔

"لاکھوں تصاویر بنائی گئیں مگر ایک میں سے بھی تاریخ کا گورو نانک نہیں ملتا۔" [2]

اسی طرح ایک اور سکھ وِدوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے :۔

"ہم سکھوں نے گورو نانک دیو جی کی تصویر کی ایسی جڑھ مار دی ہے کہ آج سے چالیس سال قبل کی رائج تصویر کو بالکل بدل دیا ہے۔۔۔۔۔ پتہ نہیں کہ کل کو چھپنے والی گورو صاحب کی تصاویر کے نیچے حضور کا نام بھی بدل دیا جائے۔ اور گورو نانک دیو جی کی بجائے گورو نانک سنگھ لکھا جائے۔" [3]

گورو جی کی پرانی تصاویر "گورو نانک سنگھ" کی نہیں "گورو نانک پیر" کی ہیں۔ چنانچہ صدیوں پرانی تصاویر کے بارہ میں یہ مذکور ہے :۔

"قدیمی جنم ساکھیوں کی تصاویر میں گورو نانک مسلمان پیر ہی دکھائی دیتا ہے۔" [4]

پس ہم جب یہ ثابت کرتے ہیں کہ گورو نانک جی نے ایک مسلمان لڑکی سے شادی کی تھی۔ تو ہماری اس سے مراد گورو نانک سنگھ نہیں۔ بلکہ وہ گورو نانک ہے جسے قدیمی جنم ساکھیوں میں ایک مسلمان پیر دکھایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان پیر کسی مسلمان خاتون سے ہی شادی کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سکھوں نے اس ساکھی کو جنم ساکھیوں سے نکالنے کی ناکام کوشش کی ؛

---

[1] :۔ گورو نانک بارے سچ دی کھوج ص۳۰ ؛
[2] :۔ گورو نانک بارے سچ دی کھوج ص۶۳ ؛
[3] :۔ رسالہ سنت سپاہی امرتسر اگست ۱۹۶۳ء ؛
[4] :۔ گورو نانک بارے سچ دی کھوج ص۵۹ ؛

۱

جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی

مصنفہ سوڈھی مہربان جی

اور

گورو نانک جی کی دوسری شادی

جنم ساکھی گورو نانک دیوجی مصنّفہ سودھی مہربان

یہ جنم ساکھی گورو رام داس جی کے (جو سکھوں کے چوتھے گورو تسلیم کئے جاتے ہیں) بڑے پوتے سوڈھی منوہر داس عرف سوڈھی مہربان جی کی تصنیف ہے اور سکھ حلقوں میں اُسے خاص مقام اور مرتبہ حاصل ہے۔ جیساکہ ڈاکٹر کرپال سنگھ جی لکھتے ہیں:۔

"یہ پہلی جنم ساکھی ہے جسے ایک عظیم ہستی نے تالیف کیا ہے۔ اب تک دستیاب شدہ جنم ساکھیوں کے مصنفین کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ مگر اس جنم ساکھی کا مؤلف گورو نسل میں سے ہے۔ جسے سری گورو ارجن جی کی خدمت میں رہنے کا فخر حاصل تھا۔ اور جو گورو نانک دیوجی سے متعلقہ مروجہ روایات سے بخوبی واقف تھا۔۔۔ مہربان جی نے اپنی جنم ساکھی کا انحصار لوگوں میں مشہور غلط باتوں پر نہیں رکھا۔۔ ۔۔۔۔۔۔ بلکہ مہربان جی نے خاص طور پر گورو صاحب کی بیان کردہ بانی کو ہی ان کے سوانحی حالات بیان کرنے کا اصل ذریعہ بنایا ہے۔ اس نقطۂ نگاہ سے سوڈھی مہربان جی نے ایک دانشور "جیون لکھاری" کا کام کیا ہے۔ کیونکہ دوسرے تاریخی منبعوں کے نہ ہونے کی وجہ سے گورو صاحب کا کلام ہی ان کے سوانحی حالات بیان کرنے میں مدد دے سکتا تھا۔ یہ ایک درست اور صحیح راستہ تھا۔ جسے بعد کو جنم ساکھیوں کے دوسرے مصنفوں نے بھی اپنایا۔ لیکن اس طریق کو رائج کرنیوالے اور جنم ساکھی کے اس راستہ کو بنانے والے مہربان جی ہی نظر آتے ہیں۔" [1]

اس بارہ میں ایک اور سکھ ودوان ڈاکٹر تارن سنگھ جی لکھتے ہیں:۔

"سری مہربان جی نے گورو نانک جی کی شخصیت کا بہت سا اتہاس سچائی کے نزدیک رہ کر بیان کیا ہے۔۔۔۔۔ پس اس جنم ساکھی کے ذریعہ گورو جی کی عظمت۔ ضرورت اور اہمیت واضح ہوتی ہے۔" [2]

---

[1]:۔ جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی مصنّفہ سوڈھی مہربان دیباچہ صفحہ ۸۶؛ [2]:۔ پوتھی ہرجی تے چتربھج صفحہ ۲۹؛

مشہور سکھ سکالر سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے سوڈھی مہربان کا تعارف یوں کرایا ہے:۔

"سوڈھی مہربان۔ جس کے نام سے یہ جنم ساکھی مشہور ہے۔ چوتھے گورو سری گورو رام داس جی کے پوتے۔ پانچویں گورو ارجن دیو کے بڑے بھائی سوڈھی پرتھی چند کے اکلوتے فرزند ارجمند تھے۔ ان کا اصل نام منوہر داس اور لقب مہربان تھا۔ بعد کو دوسرے اور بعض لوگوں کی طرح ان کا اصل نام تو بھول گیا اور ذاتی لقب کو ہی شہرت حاصل ہو گئی۔" [1]

یعنی:۔

"سوڈھی مہربان۔۔۔۔ چوتھے پاتشاہ سری گورو رام داس جی کا پوتا۔ پانچویں پاتشاہ سری گورو ارجن دیوجی کا بھتیجہ اور بے باک بیٹا تھا۔ اور ان کے بڑے بھائی پرتھی چند کا پلوٹھا بیٹا تھا۔" [2]

الغرض سوڈھی مہربان جی یا سوڈھی منوہر داس کو سکھ گورو صاحبان سے بہت قرابت کا تعلق تھا۔ اور وہ گورو گھرانہ کا ہی فرد تھا۔ جسے علم سے بھی خوب دلچسپی تھی اور سکھ ودوانوں کے بقول گورو نانک جی سے متعلق صحیح اور درست روایات سے پوری پوری واقفیت حاصل تھی اور ان کے پاس گورو نانک جی کی بیان کردہ بانی بھی موجود تھی۔ اس لئے ان کی تصنیف "جنم ساکھی گورو نانک دیوجی" کا سکھ لٹریچر اور تاریخ میں ایک خاص مقام ہے۔ سردار دھرم انت سنگھ جی سابق پرنسپل سکھ شہید مشنری کالج امرتسر نے اس جنم ساکھی کے بارہ میں یہ رائے دی ہے:۔

"بابا مہربان جی کی پوتھی کیا ہے۔ گویا دمیں آسمان کے کسی بلند عرشی سورج کی بے شمار کرنوں کا حیران کُن مجموعہ۔ اس کی ایک ایک کرن ظلمت کے شکار انسان کو اس بھوساگر (دنیا کے خوفناک سمندر) کے گھٹاٹوپ اندھیرے سے نکالنے کیلئے نجات کا ذریعہ ہے۔ میرا یقین ہے کہ باباجی کی آتما کا سری گورو نانک جی ہی اوڑھنا اور بچھونا تھا۔" [3]

---

[1]:۔ پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج صفحہ ۱۴، صفحہ ۴۲ دیباچہ؛ [2]:۔ سوڈھی مہربان جیون تے ساہت صفحہ ۲، صفحہ ۳۶؛
[3]:۔ جنم ساکھی گورو نانک دیوجی مصنّفہ سوڈھی مہربان صفحہ ۱۴ دیباچہ؛

خالصہ کالج امرت سر والوں نے اس جنم ساکھی کا تعارف مندرجہ ذیل الفاظ میں کروایا ہے :-

"سری منوہر داس مہربان (۱۵۸۱ء تا ۱۶۴۰ء) جو سری گورو رام داس جی کے پوتے اور سری گورو ارجن دیو جی کے بھتیجے تھے کی تصنیف یہ جنم ساکھی قلمی نسخہ کی شکل میں خالصہ کالج امرتسر کے سکھ ہسٹری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کو تلونڈی صابو گورو کی کاشی سے دستیاب ہوئی۔

یہ جنم ساکھی نہ صرف یہ کہ آج تک کی حاصل شدہ تمام جنم ساکھیوں کے مقابل پر گورو نانک جی کے سوانحی حالات اور تعلیمات کے بارہ میں زیادہ قابل اعتماد اور تفصیلی معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ بلکہ اور بھی متعدد نقطہ نگاہوں سے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے"۔ [۱]

ایک اور سکھ ودوان نے اس جنم ساکھی کے بارہ میں یہ رائے ظاہر کی ہے :-

"منطقی اور تاریخی نقطہ نگاہ سے بھی سچ کھنڈ کی پوتھی (یعنی جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنّفہ سوڈھی مہربان) دوسری جنم ساکھیوں کے مقابلہ پر مستند تصنیف ہے۔ اس لئے بغیر کسی شک و شبہ کے سچ کھنڈ کی پوتھی مصنّفہ منوہر داس مہربان جی دوسری جنم ساکھیوں کے مقابلہ پر زیادہ مستند ہے"۔ [۲]

ایک اور سکھ ودوان نے اس جنم ساکھی کا زمانہ یوں بیان کیا ہے :-

"یہ جنم ساکھی جسے بھائی منی سنگھ نے "گوشٹاں" کر کے لکھا ہے۔ بھائی گورداس جی کی پہلی وار سے پہلے کی تصنیف ہے..... مہربان کی تصنیف جنم ساکھی بھائی گورداس جی کی واروں سے بھی قبل کی ہے"۔ [۳]

---

[۱] :- جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنّفہ سوڈھی مہربان ٹائیٹل کا اندرونی صفحہ :: [۲] :- گورو نانک جوت تے سروپ ص۱۳۵ ::
[۳] :- جنم ساکھی گورو نانک دیو جی دیباچہ ص۸ ::

ان حوالہ جات سے واضح ہے کہ سوڈھی مہربان جی کی تصنیف شدہ جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی سکھ دانشوروں اور دیدہ وروں کے نزدیک ایک مستند اور ابتدائی جنم ساکھی ہے۔ اسے دوسری جنم ساکھیوں میں اوّلیّت اور فوقیّت حاصل ہے اس کے مصنف ایک ایسے شخص ہیں جنہیں گورو ارجن جی کا لے پالک بیٹا ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور جب تک گورو جی کے ہاں ہرگوبند جی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ یہی خیال کیا جاتا تھا کہ اگر گورو جی لاولد رہے تو ان کے بعد یہی سوڈھی مہربان جی ہی ان کے جانشین اور سکھوں کے چھٹے گورو کہلائیں گے۔ جیساکہ ایک سکھ ودوان پروفیسر پرکاش سنگھ جی رقمطراز ہیں :-

"چونکہ ابھی گورو ارجن جی کے گھر کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ اس لئے اس وقت پرتھی چند کو یہ اُمید تھی کہ خواہ اسے گوریائی کی گدی نہیں مل سکی لیکن گورو ارجن جی کے بعد گوریائی اس کی اولاد کو ہی ملے گی۔ مہربان چونکہ...... لائق۔ ودوان اور شاعر تھا۔ اس لئے پرتھی چند کو پورا یقین تھا کہ وہی گورگدی کا وارث ہوگا"۔ [۱]

سوڈھی مہربان جی کے جو سوانحی حالات ہم تک پہنچے ہیں ان سے یہ واضح ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے اچھے خاصے عالم فاضل تھے اور اسلامی روایات سے بھی بہت حد تک واقف تھے اور انہیں اسلام سے لگاؤ بھی تھا۔ چنانچہ انہوں نے مختلف اسلامی موضوعات پر بھی دس کتابیں تصنیف کی ہیں جن کے نام یہ بیان کئے جاتے ہیں :-

(۱)۔ آدکتھا حضرت محمدؐ صاحب کی۔
(۲) کتھا حضرت رسولؐ کی۔
(۳) گوشٹ پیری مریدی کی۔
(۴) گوشٹ شیخ فرید کی۔
(۵) گوشٹ معرفت کی۔
(۶) مسئلہ حسنؓ حسینؓ کا۔
(۷) کتھا آدم شفیع کی۔
(۸) گفتار صادقاں۔
(۹) قصّہ سلیمان پیغمبر کا۔
(۱۰) بچارہ فقیراں کا۔ [۲]

---

[۱] :- پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج ص۸۹ دیباچہ ::   [۲] :- سوڈھی مہربان جیون تے ساہت ص۷۹ ::

اس کے علاوہ سوڈھی صاحب موصوف نے دو واریں بھی لکھی ہیں جن میں سے ایک راگ تلنگ کی ہے۔ اور دوسری پیراں دی وار بلاول محلہ ۷ ہے۔ "وار پیراں دی" میں سوڈھی مہربان جی نے اسلامی نظریات کو قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر بڑے ادب اور احترام سے کیا ہے۔ موجودہ زمانہ کے مشہور سکھ سکالر سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے اپنے ایک مضمون میں اس وار سے متعلق یہ بیان کیا ہے:-

"پرتھی چند کے بیٹے مہربان نے کچھ بانی ایسی تیار کی جس میں مسلمان پیروں، پیغمبروں کی تعریف کی گئی ہے۔ وہ بانی پیراں دی وار کے نام سے مشہور ہے۔ ...... اس بانی سے شاید پرتھی چند یا اس کی اولاد کا دلی مقصد اسلامی حکومت کو گورو صاحب کے خلاف اکسانا تھا کہ جس طرح "پیراں دی وار" میں انہوں نے مسلمان پیغمبروں کی تعریف بیان کی ہے۔ اسی طرح گورو صاحب بھی گوربانی میں کچھ تعریف کر دیں۔" [1]

ایک اور مقام پر اشوک جی کہتے ہیں:-

"مہربان جی کا مقصد مغل حکمرانوں کو خوش کرنا اور اپنے فرقہ کو اسلام کے زیادہ قریب بتا کر ناجائز فائدہ اٹھانا معلوم ہوتا ہے۔ اسی مطلب کے لئے مہربان جی نے "پیراں دی وار" میں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) امام حسنؓ اور حسینؓ اور فرید وغیرہ کے مسئلے بھی لکھے ہیں۔" [2]

یعنی:-

"مہربان پرتھی چند کا اکلوتا بیٹا تھا۔ باپ کی طرح وہ بھی بہت ودوان اور شاعر تھا۔ ...... وار پیراں کی محلہ ۷ کے تحت ہے۔ یہ پرتھی چند کی اپنے بیٹے مہربان کے ذریعہ چلائی ہوئی ڈگر کا صاف پتہ دیتی ہے کہ وہ کس طرح مسلمان پیروں فقیروں اور اولیاء۔

[1]: سکھی تے سکھ اتہاس ص۸۰، گوربانی گوردتا ص۴۵۔ پنجاب دا سنکھیپ اتہاس ص۱۳۵، سوڈھی مہربان جیون تے ساہت ص۵، ص۶۔

[2]: پنجاب دا سنکھیپ اتہاس ص۱۳۵ ؛ [3]: رسالہ گورمت پرکاش امرت سر نومبر ۱۹۶۲ء

انبیاء (علیہم السلام) کی تعریف کرکے اس وقت کی حکومت کو خوش کرنے پر تلے ہوئے تھے۔" [1]

اشوک جی نے سوڈھی مہربان جی پر حکومت کی خوشامد کرنے کا ایک غلط اور بے بنیاد الزام دیا ہے۔ ان کے نزدیک سوڈھی صاحب موصوف اس طرح حکمران طبقہ کو خوش کر کے ان سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ زمانہ ہی ایسا تھا۔ جو کہ عقائد اور خیالات کے لحاظ سے سکھ گورو صاحبان اسلام کے زیادہ قریب تھے۔ اور اپنے کلام میں اسلام اور مسلمانوں کا ذکر اچھے رنگ میں کرتے تھے۔ چنانچہ سوڈھی مہربان جی کے چچا گورو ارجن جی نے بھی اپنے کلام میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی بہت مدح کی ہے۔ جیسا کہ:-

اٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون سندڑے سول
دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چت نہ ہوئے رسول [2]

گورو ارجن جی نے اپنے اس ارشاد میں یہ بیان کیا ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت نہیں ہے وہ اس دنیا میں بھی آٹھوں پہر بھٹکتے پھریں گے اور مرنے کے بعد ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ گویا کہ انہیں دین و دنیا میں چین نصیب نہ ہوگا۔ یاد رہے کہ گورو ارجن جی کے اس ارشاد سے متعلق شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب میں یہ بیان کیا گیا ہے:-

"رسول پیغمبر (گورو)، یہ شلوک مسلمانوں سے متعلق ہے۔ اس لئے اس میں مسلمانوں کی اصطلاحیں بیان کی گئی ہیں۔" [3]

اب کون کہہ سکتا ہے کہ گورو ارجن جی نے یہ شلوک مغل حکمرانوں کی خوشنودی کے لئے اور ان سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے بیان کیا تھا۔ گورو ارجن جی نے اپنے ایک اور شبد میں فرمایا ہے:-

سگلی جان کرو موظیفہ بدعمل چھوڈ کر دہتھ کوزہ
خدائے ایک بوجھ دیوہو بانگاں بر گو برخوردار کھرا [4]

[1]: سکھی تے سکھ اتہاس ص۸۲ ؛ [2]: گورو گرنتھ صاحب۔ وار گوڑی شلوک محلہ ۵ ص۳۱۹، ص۳۲۰ ؛

[3]: شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب ص۳۲۰ ؛ [4]: گورو گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ ۵ ص۱۰۸۴ ؛

گوروارجن جی نے اپنے اس شبد میں خدائے واحد کی شناخت کرنے اور اللہ اکبر (کرتار سب سے بڑا ہے) کی اذانیں وضو کر کے دینے کی تلقین کی ہے، اور اس طرح برگزیدہ، برخوردار اور کھرا بننا بیان کیا ہے۔

گوروارجن جی مہاراج نے گورو گرنتھ صاحب میں ایسے شبد بھی درج کئے ہیں جن میں مسجد میں جاکر پانچ نمازیں ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور جو لوگ ایسا نہیں کرتے اور تارک الصلوٰۃ ہیں۔ انہیں کتے قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک مقام پر مرقوم ہے:۔

فریدا بے نمازا کتیا ایہہ نہ بھلی ریت ۔۔۔ کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت

اُٹھ فریدا وضو ساج صبح نماز گذار ۔۔۔ جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اتار

جو سر سائیں نہ نویں سو سر کیجے کائیں ۔۔۔ کنے ہیٹھ جلائیے بالن سندڑے تھائیں [1]

ایک سکھ ودوان نے گورو گرنتھ صاحب میں نماز سے متعلق درج مندرجہ بالا شبد کے بارہ میں یہ بیان کیا ہے:۔

"مندرجہ بالا شلوکوں میں شیخ فرید جی اسلامی نمازیں پڑھنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ بے نمازوں کو کتے کے برابر بتا رہے ہیں۔۔۔۔۔ کیا نماز سے مراد شیخ جی نے جپ صاحب یا جاپ صاحب لئے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ صاف اسلامی نمازوں کا ذکر ہے۔" [2]

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے:۔

"فرید جی بھی الگ اسلام کا اعلان کر رہے ہیں۔ جو شخص پانچ وقت مسجد میں نہیں جاتا اسے کتے کا لقب دے رہے ہیں۔ اور وضو کر کے نماز پڑھنے کی تلقین کر رہے ہیں۔" [3]

ایک اور سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ لکھا ہے:۔

"بابا فرید جی کے ارشادات ایک نیت راس اور نیک پاک اللہ کی بندگی

[1]:۔ گورو گرنتھ صاحب شلوک فرید ص ۱۳۸۱ ۔ [2]:۔ ست گوربناں ہور کچی ہے بانی (مصنفہ گیانی گوردیال سنگھ) ص ۱۱۵ ۔
[3]:۔ ست گور بنا ہور کچی ہے بانی (مصنفہ ہرچند سنگھ پنج خالصہ) ص ۲۷ ۔

والے بزرگ کی نماز سے متعلق ہونے کی وجہ سے گورمت میں مقبول ہیں۔ اس کا ثبوت ان کا گوروارجن جی کے ذریعہ گورو گرنتھ صاحب میں درج کیا جانا ہے۔ [1]

ایک اداسی بزرگ مہاتما کلیان داس جی لکھتے ہیں:۔

"اگر گورو گرنتھ صاحب میں درج شدہ جملہ بانی ماننے کے قابل ہے۔ تو پھر سکھوں کو مساجد میں جاکر نماز پڑھنی چاہیئے۔ اس کا جواب گیانی گوربچن سنگھ نے دیا کہ یہ مسلمانوں کے لئے ہے۔ تو راقم الحروف نے کہا کہ گیانی جی یہ عجیب بات ہے کہ یہ مسلمانوں کے لئے ہے۔ پس جو نسخہ دوسروں کے بخار اتار سکتا ہے وہ ڈاکٹر کا نہیں اتار سکتا؟ الغرض اگر یہ مسلمانوں کے لئے کہا ہے۔ تو یہ بھی کہیں نہیں کہا کہ سکھ یہ کام نہ کریں۔" [2]

یعنی:۔

"ان شلوکوں میں فرید جی نے کہا ہے کہ جو شخص مسجد میں جاکر نماز نہیں پڑھتا۔ وہ کتا ہے۔" [3]

گورو گرنتھ صاحب میں درج شدہ بھگت بانی سے متعلق سکھ ودوانوں کے ایک طبقہ کا خیال ہے کہ اس کی اصل مصنف گوروارجن جی ہیں۔ انہوں نے خود بھگتوں کے نام پر یہ بانی اچارن کی ہے۔ اس لحاظ سے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ گورو گرنتھ صاحب میں درج شدہ شیخ فرید وغیرہ کا کلام بھی دراصل گوروارجن جی کا بیان کردہ ہے۔ جو انہوں نے شیخ فرید جی وغیرہ بھگتوں کے نام پر درج کیا ہے۔ [4]

اسی طرح گوروارجن جی نے ایک شبد میں مسلمان کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے:۔

مسلمان موم دل ہووے ؁ انتر کی مل دل تے دھووے

دنیا رنگ نہ آوے نیڑے ؁ جیوں کسم پاٹ گھیو پاک ہرا [5]

[1]:۔ رسالہ جیون پریتی چنڈی گڑھ فروری ۱۹۷۵ء ۔ [2]:۔ سچی کھوج حصہ چہارم ص ۵۵ ۔ [3]:۔ سچی کھوج حصہ چہارم ص ۵۵ ۔
[4]:۔ گورمت نرنے ساگر ص ۳۹۷ ۔ بھگت بانی مترجم (پنڈت تارا سنگھ نروتم) ص ۱ ۔ کھڑگ خالصہ ص ۱۲۰ ۔ مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ اُردو ص ۱۰۳ ۔ ستے بلونڈ دی وار مترجم ص ۳۴ ۔ ساڈا اتہاس حصہ اوّل ص ۱۴۲ ۔
[5]:۔ گورو گرنتھ صاحب راگ مارو محلہ ۵ ص ۱۰۸۴ ۔

اور قرآن شریف سے متعلق گورو ارجن جی کا یہ ارشاد ہے :-

مہربان مولا توہی ایک ؛ پیر - پیغمبر - شیخ
دلاں کا مالک کرے پاک ؛ قرآن کتیب تے پاک [۱]

یعنی - مہربان اور سب کا مولیٰ ایک ہی ہے - جملہ پیر - پیغمبر اور شیخ اسی کے پیدا کردہ ہیں - وہ دلوں کا مالک یہ آواز دے رہا ہے - قرآن شریف جملہ کتب سماویہ سے پاک ہے -

گورو گرنتھ صاحب کے ان مندرجہ بالا پاکیزہ شبدوں اور شلوکوں میں اسلام اور مسلمانوں سے متعلق جن جذبات اور خیالات کا اظہار کیا گیا ہے - وہ عزت اور احترام سے بھرپور ہیں - اب کون یہ باور کر سکتا ہے کہ گورو ارجن جی نے مغل حکمرانوں کو خوش کرنے اور ان سے ناجائز فوائد حاصل کرنے کے لئے اسلام کی تعریف میں شبد درج کئے تھے - ہمارے نزدیک تو ایسے مکروہ خیال کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں - حقیقت یہی ہے کہ اس زمانہ میں سکھ گورو صاحبان اور سکھ دنیا گورو نانک جی کی صحیح تعلیم پر کاربند تھی - اور گورو نانک جی کو اسلام سے جو والہانہ محبت تھی - وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں - یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ سکھ گورو صاحبان کے دوستانہ تعلقات تھے - سکھ تاریخ کا یہ ایک ناقابل تردید واقعہ ہے کہ جب گورو ارجن جی نے ہری مندر صاحب امرت سر کی تعمیر کی تو اس کی بنیادی اینٹ ایک مسلمان بزرگ حضرت میاں میر کے ہاتھوں رکھوائی تھی - چنانچہ ایک سکھ وِدوان اس حقیقت سے یوں نقاب اٹھاتا ہے :-

"ہری مندر کی بنیاد مسلمان پیر میاں میر جی سے رکھوائی - پیار کے اس پھوٹتے چشمے کو دیکھ کر ایک شاعر کی روح وجد میں آ کر بول اٹھی :- [۲]

ابھی تک اینٹ ہر مندر کی بنیادوں کی کہتی ہے
کہ وہ اہل مذاہب میں محبت مسکرائی تھی [۲]

سکھ تاریخ سے واضح ہے کہ گورو ارجن جی کے فرزند ارجمند گورو ہرگوبند جی دو تلواریں

---

۱ :- گورو گرنتھ صاحب - اِگ را کلی محلہ ۵ صفحہ ۸۹۷ ؛

۲ :- رسالہ گورمت پرکاش امرت سر مارچ سنہ ۱۹۶۵ء ؛

لٹکایا کرتے تھے - ایک مرتبہ جہانگیر نے گورو جی سے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا :-

پن ایک آپ کے شترو ہیت ؛ ہے دتی دو کھیّن گورن کیت [۱]

یعنی - ایک تلوار تو آپ کے دشمنوں کی سرکوبی کیلئے ہے اور دوسری گورو گھر کے بدخواہوں کے لئے -

سکھ مؤرخین کو اس امر کا اقرار ہے کہ گورو ہرگوبند جی نے جہانگیر کی حمایت میں اس تلوار کو استعمال کر کے بھی دکھایا تھا - چنانچہ نالہ گڑھ کے راجہ تارا چند نے جب جہانگیر کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا تو گورو جی نے خود جا کر اس کی بغاوت فرو کی - اور اس سے حکومت کی اطاعت کروائی - [۲]

ان حقائق کی موجودگی میں کون انصاف پسند سکھ دانشور کہہ سکتا ہے کہ گورو ارجن جی نے مسلمانوں کو خوش کر کے ان سے مراعات حاصل کرنے کے لئے ہری مندر کی بنیاد حضرت میاں میر کے مقدس ہاتھوں سے رکھوائی تھی - اور ان کے فرزند ارجمند گورو ہرگوبند جی نے اپنی مطلب براری کے لئے جہانگیر کی خوشامد کی تھی - اور اسے یہ کہا تھا کہ میری دو تلواروں میں سے ایک تلوار بادشاہ کے دشمنوں کو کیفِ کردار تک پہنچانے کیلئے ہے - اور پھر ضرورت کے وقت اس سے جہانگیر کے باغیوں کی سرکوبی بھی کی تھی -

اس سلسلہ میں مشہور و معروف سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ گورو ہرگوبند جی نے ہاتھ اٹھا جہانگیر بادشاہ کے لئے دعا بھی کی تھی جیسا کہ مرقوم ہے :-

گور کر اٹھائے ام کیا بکھان چت آئے نام تھر ہے ایمان
اقبال عمر ہووے بلند رہ بنیو دین دنی آنند
ایہہ اسیس گن پرکھ روپ
خوش بھیو شاہ پچھ کے سروپ [۳]

---

۱ :- پنتھ پرکاش نواس ۱۶ ؛ ۲ :- تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۰۲ ؛

۳ :- پنتھ پرکاش نواس ۱۲ صفحہ ۱۰۷ ؛

یعنی۔ گوروجی نے ہاتھ اُٹھاکر دُعا کی۔ کہ اے بادشاہ سلامت آپ کے دل میں خُدا تعالیٰ کی یاد زندہ رہے۔ اور ایمان سلامت رہے۔ نیز آپ کا اقبال بلند ہو۔ اور عمر دراز۔ اور دین و دنیا میں سُرخروئی حاصل ہو۔ گوروجی کی یہ دُعا سُنکر جہانگیر بادشاہ بہت خوش ہوُا۔

گوروارجن جی نے اپنے زمانہ کی انصاف پسند مغلیہ حکومت کو "حلیمی راج" قرار دیا ہے۔ جیسا کہ گوروگرنتھ صاحب میں ان کا ارشاد ہے :۔

ہن حکم ہویا مہربان دا ؛ پے کوئے نہ کسے ریان دا

سب سکھالی وُٹھیا ایہہ ہوا حلیمی راج جیو [۱]

شبدارتھ گوروگرنتھ صاحب میں گوروارجن جی کے اس ارشاد کے یہ معنے بیان کئے گئے ہیں :۔

"بس اب مہربان مالک کا حکم ہوگیا ہے۔ کہ کوئی کسی پر جبر کرکے اسے دکھ نہ دے سکے گا۔ تمام رعایا سُکھ اور آرام سے زندگی بسر کرے گی۔ ایسا حلیمی راج قائم ہوگیا ہے"۔ [۲]

کون نہیں جانتا کہ گوروارجن جی کے زمانہ میں مسلمان بادشاہ جہانگیر حکمران تھا۔ گوروجی نے اسی منصف مزاج اور عادل جہانگیر کی حکومت کو حلیمی راج قرار دیا ہے۔

پس سوڈھی مہربان جی نے بھی گورو صاحبان کی پیروی کرتے ہوئے "پیراں دی وار" اور اپنی دوسری کتب لکھی ہیں۔ جن میں اسلامی عقائد اور مسلمان بزرگوں کا ذکر ادب اور احترام سے کیا ہے۔ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ انبیاء علیہم السلام کا سردار بیان کیا ہے۔ اور حضور کے دین کو سراہا ہے۔

کوی راج نارائن سنگھ بلبھ نے موجودہ مروجہ گوروگرنتھ صاحب کو اسی بناء پر "ہاف قرآن" قرار دیا ہے کہ اس میں اسلامی تعلیمات کا بکثرت ذکر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بیان کیا ہے :۔

---

[۱] :۔ گوروگرنتھ صاحب۔ سری راگ محلہ ۵ صفحہ ۷۴ ؛ [۲] :۔ شبدارتھ گوروگرنتھ صاحب صفحہ ۷۴ ؛

کھاری بیڑنوں ہی گوروگرنتھ کہندے کیوں نہ ہاف قرآن نبات سمجھو

وچ ایس دے وضو نماز ملدی ہے مسیت بھی پور صلات سمجھو

گورسد دی حد دی ہاک مارے روح قید ہووے ملے دات سمجھو

حضرت کرے سفارش تے بہشت مل جے جدوں آوے قیامتی رات سمجھو [۱]

کوی راج نارائن سنگھ جی نے اپنے مندرجہ بالا اشعار میں تسلیم کیا ہے کہ موجودہ گوروگرنتھ صاحب۔ جسے عموماً سکھ دنیا گوروگوبند سنگھ جی کے بعد اپنا دائمی گورو مانتی ہے۔ اپنی تعلیمات کے لحاظ سے آدھا قرآن شریف ہے۔ یعنی اس میں اسلامی تعلیمات اور نماز روزہ وغیرہ سے متعلق احکامات اس کثرت سے درج ہیں کہ کوی نارائن سنگھ جی بھی اس گوروگرنتھ صاحب کو نصف قرآن کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اور سکھ ودوانوں کو یہ بھی مسلّم ہے کہ سوڈھی مہربان جی نے اپنی تصنیفات کا زیادہ تر انحصار گوربانی پر ہی رکھا ہے [۲]۔ اسی لئے ان میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار ایک لازمی امر بن گیا۔ چنانچہ انکی بیان کردہ "پیراں دی وار" بھی اسی رنگ میں رنگین ہے۔ اس میں انہوں نے اسلام اور رسُول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اپنی عقیدت یوں ظاہر کی ہے :۔

اِک لکھ اسی ہزار پیغمبر حق حکم جنہاں نوں بھاوے

.. ..

سبھناں دے سر حضرت رسول نائیں جس دے کلمہ آوے

نبی سچ سبیل بتاوے۔ [۳]

سوڈھی مہربان جی نے انبیاء علیہم السّلام کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار بیان کی ہے۔ اس بارہ میں انہوں نے گورونانک جی کی ہی تقلید کی ہے۔ گوروجی کا فرمان ہے :۔

پیغمبر اک لکھ اسی ہزار رب آپ اُپائے

بہہ جماعتیں جوڑیاں بہہ پنتھ چلائے [۴]

---

[۱] :۔ گوربانی گوروتا صفحہ ۱۸ ؛ [۲] : جنم ساکھی گورونانک دیوجی مصنفہ سوڈھی مہربان جی دیباچہ صفحہ ۸۶

[۳] :۔ سکھی تے سکھ اتہاس صفحہ ۹۳ ؛ [۴] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۲۳ ؛

سوڈھی مہربان جی نے اسلام، اور رسُول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکرِ خیر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے :-

شلوک - حضرت دا دین قائمو دوہاں جہاناں ماہیں
سچے پروردگار کی صفت کرے صلاہیں

پوڑی - حضرت وڈا پیغمبری دین آیا جسدا راس
رتن حاجی دائم رسُول چار یار، ہین جس پاس
ابُوبکرؓ - عثمانؓ - صدیقؓ شاہ مرداں نوں شاباس
عمر خطابؓ سوپا دسی حسینؓ آگاہی سدھاں گھاس
خواجہ اویس قرنی نوازیا بٹھایا تخت نواس
مکّہ مدینہ تھاں ہے رب سب دل اندر واس
نال رب رہن اخلاص - [1]

گورو نانک جی فرماتے ہیں :-

سن پیغمبر مصطفےٰ صلعم تسدے چاروں یار
عمر خطابؓ - ابُوبکرؓ - عثمانؓ - علیؓ ویچار
چاروں یار مسلیں چار مصلے کین
پنجواں نبی رسُول ہے - جن ثابت کیتا دین [2]

یعنی - گورو نانک جی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار خاص اور جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مدح بیان کرتے ہوئے یہ بات خاص طور پر بیان کی ہے - رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دین کی تکمیل ہو گئی ہے - اور ایک اکمل دین - اسلام - دنیا میں ظاہر ہو گیا ہے - اور یہی بات سوڈھی مہربان نے اپنے رنگ میں اپنی "پیراں دی وار" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضور کے صحابہ کرام کا ذکر کر کے دوہرا دی ہے -

---

[1] :- سکھی تے سکھ اتہاس صہ ۹۷ ۔ [2] :- جنم ساکھی بھائی بالا صہ ۱۹۶ ۔

الغرض "پیراں دی وار" میں بہت سی ایسی باتیں درج ہیں جن سے واضح ہو جاتا ہے کہ گورو ارجن جی کے زمانہ تک سکھ گورو صاحبان کے گھروں میں اسلامی نظریات کی تعلیم کا عام چرچا تھا - اور توحید اور رسالت کے درس دیئے جاتے تھے [1] سوڈھی مہربان گورو ارجن جی کے پیارے متبنےٰ تھے - اور ایک وقت گورو جی کے بعد گوریائی کی گدی کے لئے نامزد بھی تھے [2] اس لئے سکھ ودوانوں کے نزدیک ان کی تعلیم و تربیت انہی کی زیرِ نگرانی ہوئی تھی - جیسا کہ ڈاکٹر کرپال سنگھ جی انچارج سکھ ہسٹری ڈیپارٹمنٹ خالصہ کالج امرتسر نے لکھا ہے :-

---

[1] :- سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ گورو ارجن جی کے زمانہ میں سکھوں کے عقاید میں قدرے تبدیلی آگئی تھی - اور وہ شرک میں مبتلا ہو گئے تھے - جیسا کہ سردار جی - بی - سنگھ جی لکھتے ہیں :-

"یہ درست ہے کہ گورو ارجن کے زمانہ تک گورو نانک دیو جی کو خود خُدا کہنے اور ماننے کا عقیدہ پیدا ہو چکا تھا ...... سری گورو نانک جی خود ایسے اعتقاد کو حد درجہ کا شرک سمجھتے اور کبھی گوارہ نہ کرتے" (رسالہ پنجابی ساہت جون ۱۹۴۵ء)

[2] :- تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سوڈھی مہربان کو گورو ارجن جی نے اپنا جانشین نامزد ہی نہیں کیا تھا بلکہ اسے اپنی جانشینی سونپ ہی دی تھی - جیسا کہ ڈاکٹر کرپال سنگھ جی لکھتے ہیں :-

"خوش وقت رائے نے - جو کہ امرتسر میں رہتا تھا - اور سکھوں کی روایات سے بخوبی واقف تھا - ۱۸۱۱ء (سمت ۱۸۶۸ بکرمی) کی تصنیف "تاریخ سکھاں" میں لکھا ہے :-

"از پرتھی مل مہربان نام پسرے بود او از بدو صبح یوم التمیز صحبت فقرائے کامل و مشاغل علم و ادب میراشت - نظر براں گورو ارجن از بس متوجہ احوال مے بود"

یعنی - پرتھی مل کا بیٹا مہربان تھا جب سے اس نے ہوش سنبھالی تھی صبح شروع ہونے سے قبل وہ خُدا رسیدہ فقیروں کی صحبت میں اور پڑھنے لکھنے میں مشغول ہو جاتا تھا اس لئے گورو ارجن جی اس کی طرف زیادہ متوجہ رہتے تھے -

اسی طرح تاریخ پنجاب مصنفہ بوٹے شاہ میں لکھا ہے کہ :- "گورو ارجن جی مہربان کے سبھاؤ اور عادات پر اسقدر خوش ہوئے کہ انہوں نے اس نوجوان کو گورگدی دینے کا فیصلہ کر دیا کیونکہ ان کے اپنے ہاں کوئی اولاد نہ تھی" :-

"درخانہ ارجن مل پسرے نبود - چوں عمرش نصفے رسید مہربان نامی برادر زادہ خود بر مسندِ خلافت بنشاند -

یعنی - گورو ارجن صاحب کے گھر اولاد نہیں تھی - جب ان کی آدھی عمر گذر گئی - مہربان نام کے اپنے بھائی کے لڑکے کو اپنی گدی پر بٹھا دیا" (جنم ساکھی سوڈھی مہربان - دیباچہ صہ ۳)

"مہربان گورو ارجن صاحب کے بہت ہی قریب تھا۔ اور ان کے قریبی رشتے داروں میں سے تھا۔ اس لئے گورو صاحب کا اسے تعلیم دلانے اور اس کے خیالات کی تکمیل میں..... جو اس کی تحریروں سے واضح ہے۔ اور نظم لکھنے کی ترکیب میں کافی ہاتھ تھا۔" [۱]

پس گورو رام داس جی کے سب سے بڑے پوتے۔ اور گورو ارجن جی کے بھتیجے اور گود لئے بیٹے سوڈھی مہربان جی کی بیان کردہ یہ "پیراں دی وار" اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ گورو نانک جی کی وفات کے بعد کافی عرصہ تک ان کے جانشین سکھ گورو صاحبان کے گھروں میں اسلامی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور گورو رام داس جی کے بیٹے اور پوتے بھی اسلامی تعلیمات سے بہت متاثر تھے۔ ان کے دلوں میں اسلام، پیغمبر اسلامؐ۔ صحابہ کرامؓ۔ اور اولیائے دین کے لئے عزت اور عظمت کے جذبات موجزن رہتے تھے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق گورو ارجن جی کا یہ ارشاد آج بھی گورو گرنتھ صاحب میں پایا جاتا ہے:۔

اٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون سندڑے سول

دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چت نہ ہوئے رسول [۲]

اور یہ گورو نانک جی کے اس فرمان کی ہی تشریح ہے:۔

سیئی چھوٹے نانکا حضرت جنہاں پناہ [۳]

یعنی۔ نجات کے حقدار وہی لوگ ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے پناہ لیں گے۔

اور سوڈھی مہربان جی فرماتے ہیں:۔

اک لکھ اسی ہزار پیغمبر حق حکم جہاں نوں بھاوے

... ...

سبھناں دے سر حضرت رسول نانہیں جس دے کلمہ آوے

نبی پیچ بسیل بتاوے۔ [۴]

---

[۱]:۔ جنم ساکھی سوڈھی مہربان دیباچہ ص۳ ؛ [۲]:۔ گورو گرنتھ صاحب۔ وار گوڑی شلوک محلہ ۵ ص۳۲ ؛
[۳]:۔ پراچین جنم ساکھی سری گورو سنگھ سبھا والی مطبوعہ ۱۸۸۴ء ص۲۵ ؛ [۴]:۔ سکھی تے سکھ اتہاس ص۹۳ ؛

یعنی:۔

حضرت کا دین قائم دوہاں جہاناں ماہیں

سچے پروردگار کی صفت کرے صلاہیں

حضرت وڈا پیغمبری دین آیا جس دا راس [۱]

گورو نانک جی نے فرمایا ہے:۔

م۔ محمد من توں من کتاباں چار

من خدائے رسول نوں سچائی دربار [۲]

یعنی:۔

ص۔ صلاحت محمدی مکھ ہی آکھو نت

خاصہ بندہ سجیا سرمتراں ہوں مت [۳]

ان مندرجہ بالا پاکیزہ اقوال سے ایک ہی نقطہ نظر کی وضاحت ہو رہی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے تمام مقبولوں اور رسولوں کے سردار ہیں۔ جو لوگ حضور کی غلامی سے باہر رہیں گے۔ وہ اس دنیا میں آٹھوں پہر بھٹکتے رہیں گے اور مرنے کے بعد ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے سوڈھی مہربان کی وار پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"پیراں دی وار میں..... سارے پیروں کا سردار اسلام کے بانی مبانی حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تسلیم کیا ہے۔ (سبھناں سر حضرت رسول نائیں جس دے کلمہ آوے) اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ توحید کا پرستار ہونے کی وجہ سے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین اسلام دونوں جہانوں میں قائم ہے (حضرت کا دین قائم دوہاں جہاناں ماہیں۔ سچے پروردگار کی صفت کرے صلاہیں) اس لئے جو لوگ غصہ اور خودی کو مٹا کر روزے رکھتے نمازیں پڑھتے ہیں وہی خدا تعالیٰ کے

---

[۱]:۔ سکھی تے سکھ اتہاس ص۹۳ ؛ [۲]:۔ پوراتن جنم ساکھی سری گورو سنگھ سبھا والی (مطبوعہ ۱۸۸۴ء ص۲۴۷۔ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی ایڈٹ کردہ ڈاکٹر پیار سنگھ ص۹۱ ؛ [۳]:۔ جنم ساکھی سری گورو سنگھ سبھا والی ص۲۴۶ ؛

کے دربار میں مقبول ہوتے ہیں"۔ [۱]

اب جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ سوڈھی مہربان نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارہ میں جس عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ وہ مخلصانہ نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح وہ حکومت کی خوشنودی حاصل کر کے دنیاوی مفاد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ انہیں اس بارہ میں ٹھنڈے دل سے سوچنے کی ضرورت ہے کہ سوڈھی مہربان نے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے۔ اس میں ایک بھی بات ایسی نہیں جس کا منبع اور ماخذ گورو گرنتھ صاحب اور جنم ساکھیوں میں نہ پایا جاتا ہو۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دل اور سنجیدگی سے غور کیا جائے۔

پس سوڈھی مہربان جی کی تحریرات سے واضح ہے کہ وہ سچے دل سے اسلام کے مداح تھے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل اور نبیوں کا سردار تصور کرتے تھے۔ جیساکہ ان کا ارشاد ہے "سبھناں سر حضرت رسول نائیں جسد ے کلمہ آوے"۔ اور یہ ان کا اپنا ذاتی نظریہ نہ تھا۔ بلکہ انہوں نے اسے گورونانک جی کی بانی سے ہی اخذ کیا تھا۔ گوروجی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور عظمت بیان کرتے ہوئے۔ "سر متراں ہوں مت" کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ "سبھناں سر" اور "سر متراں ہوں مت" کے الفاظ اپنے مفہوم اور معانی کے لحاظ سے ایک ہی ہیں۔

سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ سوڈھی مہربان جی کے پاس گورونانک جی کی بیان کردہ بانی اپنی اصل شکل میں موجود تھی۔ انہوں نے اس "اصل بانی" میں جو کچھ پڑھا اور محسوس کیا۔ وہ یہی تھا کہ گورونانک جی اسلام کے شیدائی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی تھے۔ [۲]

---

[۱]: سکھی تے سکھ اتہاس صفحہ ۸۵ ؛ [۲]: موجودہ زمانہ کے گرنتھ دان بھی یہی تسلیم کرتے ہیں کہ گوربانی میں اسلامی عقاید کی تعریف کی گئی ہے۔ اور ہندو مذہب کا رد۔ جیساکہ ایک ودوان رقم طراز ہیں: -

گوربانی میں ہم ..... مسلمانوں کے ..... پیغمبوں۔ نمازوں۔ روزوں وغیرہ کی مخالفت کم ہی دیکھتے ہیں۔ اکثر جگہ تو ان کی تعریف ہی کی گئی ہے۔ اور عزت سے یاد کیا گیا ہے"۔ (رسالہ سنت سپاہی امرتسر جنوری ۱۹۶۲ء)

یعنی: - "گوربانی میں سب سے زیادہ ہندو مذہب کا ردّ ہے۔ ہندوؤں کے وہمات اور رسومات کی لاگ سے بچانے کیلئے بہت اپدیش ہے۔ گورو صاحبان کو معلوم تھا کہ سکھی منڈلی کو ہندو لاگ سے خطرہ رہے گا"۔ (دکھ قانون صفحہ ۲۵۷)

نیز سکھ ودوان اس امر کے بھی معترف ہیں کہ سوڈھی صاحب موصوف کو گورونانک جی سے متعلقہ صحیح اور درست روایات سے بھی بخوبی واقفیت حاصل تھی۔ جیساکہ ڈاکٹر کرپال سنگھ جی انچارج سکھ ہسٹری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ خالصہ کالج امرتسر لکھتے ہیں: -

"اس جنم ساکھی کا مصنف (سوڈھی مہربان) گورونسل میں سے ہے۔ جسے گورو ارجن جی کے قرب میں رہنے کا شرف حاصل تھا۔ اور سری گورونانک جی سے متعلق چلی آرہی روایات سے اچھی طرح واقفیت حاصل تھی۔

...... مہربان کی تصنیف جنم ساکھی کا پوراتن جنم ساکھیوں کے سلسلہ میں خاص مقام ہے۔ اور یہ ایک ابتدائی نوشت ہے جس سے دیگر جنم ساکھیاں متاثر ہوئی ہیں۔ یہی اس جنم ساکھی کی سب سے بڑی دین ہے"۔ [۱]

اس لئے سوڈھی مہربان جی نے اپنی جنم ساکھی میں گورونانک جی کی اس دوسری شادی کا تذکرہ بھی کر دیا۔ تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ گورونانک جی نے ایک مسلمان حیات خاں افغان کی دختر نیک اختر بی بی خانم سے شادی کر کے مسلمانوں سے تمدنی اور معاشرتی تعلقات بھی قائم کر لئے تھے۔ مگر اب خالصہ کالج امرتسر والوں نے سوڈھی مہربان کی اس جنم ساکھی کو شائع کرتے وقت گوروجی کی اس شادی کی ساکھی نکال دی۔ سوڈھی مہربان جی گورو ارجن جی کے تربیت یافتہ تھے۔ انہیں اپنی جنم ساکھی میں کسی جھوٹی اور فرضی ساکھی کو درج کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ انہوں نے اپنے بزرگوں سے گورونانک جی سے متعلق جو روایات سُنیں۔ انہیں اپنی جنم ساکھی میں درج کرنا ضروری سمجھا۔ اس سے یہ امر واضح ہے کہ ان دنوں گورو گھر میں یہ روایت درست تسلیم کی جاتی تھی کہ گورونانک جی نے اپنی دوسری شادی ایک مسلمان خاتون سے کی تھی ورنہ سوڈھی صاحب موصوف اسے کبھی بھی درج نہ کرتے۔ اور اپنی جنم ساکھی کو اس ساکھی سے پاک ہی رکھتے۔

گورو رام داس جی کے پوتے۔ گورو ارجن جی کے لے پالک بیٹے اور سری پرتھی چند جی کے اکلوتے فرزند ارجمند اور گورو ہرسہائے کی گدی کے مورث اعلیٰ کے پہلے جانشین سوڈھی

---

[۱]: - جنم ساکھی سری گورونانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان - دیباچہ صفحہ ۸۶ ؛

مہربان جی کی تصنیف "جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی" سے متعلق سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے۔ کہ اسے دوسری تمام جنم ساکھیوں میں اوّلیت حاصل ہے۔ اور یہ بھائی گورداس جی کی واروں سے بھی قبل وجود میں آچکی تھی۔ جیساکہ ڈاکٹر کرپال سنگھ انچارج سکھ ہسٹری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ خالصہ کالج امرتسر نے لکھا ہے کہ :-

"مہربان کی تصنیف کردہ جنم ساکھی بھائی گورداس جی کی واروں سے قبل کی تصنیف ثابت ہوتی ہے"۔ [۱]

یاد رہے کہ سکھ ودوانوں نے بھائی گورداس جی کی واروں کے وجود میں آنے کا زمانہ سمت ۱۶۸۶ بکرمی (مطابق ۱۶۲۹ء) سے سمت ۱۶۹۴ بکرمی (مطابق ۱۶۳۷ء) تک تسلیم کیا ہے [۲]۔ ان دنوں سکھوں کے چھٹے گورو ہرگوبند جی گورگدی پر تشریف فرما تھے۔ اس تعلق میں ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں :-

"بھائی صاحب نے چوتھے۔ پانچویں ست گورو کے زمانہ میں ہندوستان میں دھرم پرچار کرتے ہوئے کبت اور سوئیے لکھے اور چھٹے گورو کے عہد میں واراں لکھ کر پنجابیوں پر احسان کیا"۔ [۳]

پس جب سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ سودھی مہربان کی جنم ساکھی بھائی گورداس کی واروں سے قبل کی تصنیف ہے۔ اور واریں گورو ہرگوبند جی کے زمانہ میں کسی وقت وجود میں آئی تھیں۔ تو اس صورت میں سودھی مہربان جی کی جنم ساکھی کا گورو ارجن جی کے آخری دور میں یا گورو ہرگوبند جی کے ابتدائی دور میں وجود میں آنا ثابت ہوگا۔ ایک اور سکھ ودوان سردار ملبھ سنگھ جی لکھتے ہیں :-

"سودھی مہربان کی جنم ساکھی سمت ۱۶۰۱ کے قریب قریب لکھی گئی"۔ [۴]

اس بارہ میں پروفیسر دیوان سنگھ جی نے یہ لکھا ہے :-

---

[۱] :- جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی مصنفہ سودھی مہربان شائع کردہ خالصہ کالج امرتسر دیباچہ ص ۸۲ ؛
[۲] :- گورو دوارے درشن ص ۱۹ ؛ [۳] :- جیون سندیش پٹیالہ اتہاس انک مئی ۱۹۵۷ء ؛
[۴] :- پوتھی ہرجی تے پوتھی چتر بھج دیباچہ ص ۱۹ ؛

"مہربان ۱۵۸۱ء (سمت ۱۶۳۸ بکرمی) میں پیدا ہوا۔ اور ۱۶۳۹ء (سمت ۱۶۹۶ بکرمی) میں فوت ہوا۔ پس یہ جنم ساکھی یقیناً ۱۶۳۹ء (سمت ۱۶۹۶ بکرمی) سے بھی قبل کی ہے۔ تاہم بغیر کسی شک کے جنم ساکھی مہربان پنجابی لٹریچر کی سب سے پراتن اور مستند نثر کی تصانیف میں سے ہے۔ یہ بات اس کی خاص اہمیت پر دلالت کرتی ہے"۔ [۱]

یہ جنم ساکھی اب تک قلمی نسخوں میں ہی چلی آرہی تھی اسے ۱۹۶۲ء میں خالصہ کالج امرتسر کے سکھ ہسٹری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ نے شائع کیا ہے۔ اور جس کے ایڈیٹر سردار کرپال سنگھ پروفیسر انچارج سکھ ہسٹری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ خالصہ کالج امرتسر۔ اور نائب ایڈیٹر سردار شمشیر سنگھ جی اشوک ایسے مشہور و معروف سکھ ودوان ہیں۔ اس جنم ساکھی کے نسخوں میں سکھ ودوانوں کے بقول گورو نانک جی کی اس دوسری شادی کا ذکر موجود تھا جیساکہ ایک سکھ ودوان ڈاکٹر جگجیت سنگھ جی بیان کرتے ہیں :-

"ایک ساکھی سودھی مہربان کی جنم ساکھی میں ایسی بھی ہے جو گورو نانک دیو جی کی شخصیت کو بدنام کرنے کیلئے لکھی گئی ہے۔ وہ ماتا منجھوت کی ساکھی ہے"۔ [۲]

ہم یہ نہیں سمجھ سکے کہ گورو جی کی اس باقاعدہ شادی میں ان کی بدنامی والی بات کونسی ہے؟ گورو جی کا (اسلام قبول کرنے کے بعد) ایک مسلم خاتون سے شادی کرنا سودھی مہربان کی جنم ساکھی کے قدیمی نسخوں میں درج ہے۔ اور یہ سکھ ودوانوں کو بھی مسلّم ہے۔ جو لوگ اس ساکھی کو گورو نانک جی کو بدنام کرنے والی خیال کرتے ہیں۔ انہیں اس امر پہ ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ گورو نانک جی اور دوسرے سکھ گورو صاحبان اہلی زندگی گذارنے کے قائل تھے۔ ان کے نزدیک مجرد رہ کر زندگی بسر کرنا قانون فطرت کے سراسر خلاف ہے۔ انہوں نے خود شادیاں کیں اور صاحب اولاد بھی ہوئے۔ اور سکھ تاریخ شاہد ہے کہ سکھ گورو صاحبان میں مسئلہ تعدد ازدواج پہ بھی عمل رہا۔ اور بیک وقت انکی ایک

---

[۱] :- پوتھی ہرجی تے پوتھی چتر بھج ص ۱۵ دیباچہ ؛ [۲] :- گورو نانک جوت تے سروپ ص ۱۳۴ ؛

سے زائد بیویاں ثابت ہیں ۔ اس صورت میں گورو نانک جی کی یہ باقاعدہ شادی انکی بدنامی کا باعث کیونکر بن سکتی ہے؟ جبکہ وہ صدق دل سے اسلام قبول کر چکے تھے اور اپنے مومن ہونے پر الہ العرش کے شکر گذار تھے ۔ پس انہوں نے ایک مسلمان خاتون سے شادی کی ۔ اور اس پاک دامن بیوی کے بطن سے آپ کے ہاں اولاد بھی ہوئی ۔ اور یہ سب کچھ قدیمی سکھ کتب میں مرقوم ہے ۔ آج اگر ایک شخص سکھ دھرم قبول کر کے کسی سکھ عورت سے شادی کرے تو کیا یہ بدنامی والی بات ہوگی؟ اگر نہیں ۔ اور یقیناً نہیں ۔ تو گورو جی کی اس دوسری شادی پر اعتراض کیسا؟ اور آج سکھ ودوانوں کا یہ کہنا کہ یہ ساکھی گورو جی کو بدنام کرنے والی ہے ۔ اس ساکھی میں تحریف کرنے کی وجہ بنانے کی ناکام کوشش ہے اور کچھ بھی نہیں ۔ کیونکہ بعد والوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مہربان جیسے مستند مصنف کے کلام کو یہ بہانہ بنا کر غلط قرار دیں کہ یہ ساکھی بعد کو وضع کی گئی ہے ۔ اصل حقیقت یہی ہے کہ چونکہ اس ساکھی سے گورو نانک جی کی صرف دوسری شادی ہی ثابت نہیں ہوتی بلکہ ان کا مسلمان ہونا بھی واضح ہو جاتا ہے ۔ اور آج کل کے سکھ ودوان گورو جی کو دل سے مسلمان تسلیم نہیں کرتے ۔ اس لئے اس ساکھی کا انکار کیا جا رہا ہے ۔

اگر یہ روایت جعلی اور بناوٹی ہوتی تو دوسری جنم ساکھیوں میں اسے درج نہ کیا جاتا بلکہ دوسری جنم ساکھیاں لکھنے والے اس روایت کو ضعیف سمجھ کر ترک کر دیتے ۔ لیکن جب دوسری قدیمی جنم ساکھیوں میں بھی یہ روایت موجود ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ روایت ان لوگوں کو اپنے ذرائع سے مسلسل پہنچتی رہی ہے ۔ اور وہ اس کی صحت کے منکر نہیں ۔ لہذا زمانہ حال کے کسی بھی شخص کو یہ ساکھی غلط قرار دینے کا کوئی حق نہیں ۔ اور بعض سکھوں کا اسے حذف کر دینا تو بلا وجہ تحریف ہے ۔ جو ایک گھناؤنا فعل ہے ۔ عقلاً یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ چونکہ یہ جنم ساکھی گورو ارجن جی کے شاگرد اور لے پالک بیٹے کی تصنیف ہے ۔ اس لئے اسے گورو ارجن جی کی تصدیق کے بغیر نہیں لکھی ہوگی ۔ بلکہ گورو جی سے ہی انہیں یہ روایت پہنچی ہوگی ۔ یہ ناممکن ہے کہ گورو ارجن جی نے یہ جنم ساکھی نہ دیکھی ہو ۔ اور انہیں اس کا کوئی علم نہ ہو ۔

بعض اور سکھ ودوانوں کو بھی مسلّم ہے کہ سوڈھی مہربان جی کی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کی اس دوسری شادی کا ذکر ہے ۔ اور اسے سوڈھی مہربان نے خود ہی درج کیا ہے نہ کہ کسی اور نے یہ مشہور سکھ ودوان سردار گوربخش سنگھ جی چیف ایڈیٹر رسالہ پریت لڑی لکھتے ہیں :-

"ایک جنم ساکھی میں مرقوم ہے کہ گورو نانک جی نے اپنی آخری عمر میں ایک مسلمان رنگھڑی سے شادی کروائی تھی" [۲]

اس سے یہ بات واضح ہے کہ سوڈھی مہربان جی نے اپنی تصنیف کردہ جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی میں گورو جی کی اس شادی کا ذکر کیا تھا ۔ اور اس کے قلمی نسخہ میں وہ ذکر موجود ہے ۔ مگر خالصہ کالج امرت سر والوں نے ۱۹۶۲ء میں جب اس جنم ساکھی کو ایڈٹ کر کے شائع کیا ۔ تو اس میں سے یہ ساکھی بلا دلیل از خود خارج کر دی ۔ یہ تحریف کی ایک بدترین مثال ہے ۔ جسے کوئی بھی دانشور اور دیدہ ور مستحسن قرار نہیں دے سکتا ۔

جب "پریت لڑی" میں ہم نے یہ پڑھا کہ ایک جنم ساکھی میں گورو نانک جی کا مسلمان خاتون سے شادی کرنا مذکور ہے ۔ تو اس بارہ میں ایڈیٹر صاحب رسالہ پریت لڑی سے استفسار کیا گیا کہ وہ کونسی جنم ساکھی ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے تو پریت لڑی کے ایڈیٹر صاحب نے اپنی چٹھی مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۸ء میں لکھا :-

"یہ حوالہ مہربان کی جنم ساکھی میں ہے ۔ جو ایڈٹ ہو کر شائع ہوئی ہے ۔ اور اس میں سے خارج کر دیا ہے ۔ یہ خالصہ کالج امرتسر نے شائع کی ہے" [۳]

اس کے کچھ عرصہ بعد ہم نے اپنے کرم فرما اور دیرینہ دوست سردار شمشیر سنگھ جی اشوک سے جو اس جنم ساکھی کے نائب ایڈیٹر ظاہر کئے گئے ہیں ۔ اس بارہ میں حقیقت معلوم کرنے کے لئے لکھا ۔ اشوک جی نے جواب میں اپنی چٹھی مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۷۱ء میں تحریر فرمایا :-

---

[۱] :- پراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کی شائع کردہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی دیباچہ ص ۲۸ ۔

[۲] :- رسالہ پریت لڑی اگست ۱۹۶۸ء ۔

[۳] :- ہمارا نانک ص ۲۲۱ ، اسلام اور سکھ مت ص ۳۲۱ ، مجلہ جلد ۵ نمبر ۳ ۔

سے زائد بیویاں ثابت ہیں۔ اس صورت میں گورو نانک جی کی یہ باقاعدہ شادی انکی بدنامی کا باعث کیونکر بن سکتی ہے؟ جبکہ وہ صدق دل سے اسلام قبول کر چکے تھے اور اپنے مومن ہونے پر الله العرش کے شکر گذار تھے۔ پس انہوں نے ایک مسلمان خاتون سے شادی کی۔ اور اس پاک دامن بیوی کے بطن سے آپ کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ اور یہ سب کچھ قدیمی سکھ کتب میں مرقوم ہے۔ آج اگر ایک شخص سکھ دھرم قبول کر کے کسی سکھ عورت سے شادی کرے تو کیا یہ بدنامی والی بات ہوگی؟ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو گورو جی کی اس دوسری شادی پر اعتراض کیسا؟ اور آج سکھ ودوانوں کا یہ کہنا کہ یہ ساکھی گورو جی کو بدنام کرنے والی ہے۔ اس ساکھی میں تحریف کرنے کی وجہ بنانے کی ناکام کوشش ہے اور کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ بعد والوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مہربان جیسے مستند مصنف کے کلام کو یہ بہانہ بنا کر غلط قرار دیں کہ یہ ساکھی بعد کو وضع کی گئی ہے۔ اصل حقیقت یہی ہے کہ چونکہ اس ساکھی سے گورو نانک جی کی صرف دوسری شادی ہی ثابت نہیں ہوتی بلکہ ان کا مسلمان ہونا بھی واضح ہو جاتا ہے۔ اور آج کل کے سکھ ودوان گورو جی کو دل سے مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔ اس لئے اس ساکھی کا انکار کیا جا رہا ہے۔

اگر یہ روایت جعلی اور بناوٹی ہوتی تو دوسری جنم ساکھیوں میں اسے درج نہ کیا جاتا بلکہ دوسری جنم ساکھیاں لکھنے والے اس روایت کو ضعیف سمجھ کر ترک کر دیتے۔ لیکن جب دوسری قدیمی جنم ساکھیوں میں بھی یہ روایت موجود ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ روایت ان لوگوں کو اپنے ذرائع سے مسلسل پہنچتی رہی ہے۔ اور وہ اس کی صحت کے منکر نہیں۔ لہٰذا زمانہ حال کے کسی بھی شخص کو یہ ساکھی غلط قرار دینے کا کوئی حق نہیں۔ اور بعض سکھوں کا اسے حذف کر دینا تو بلاوجہ تحریف ہے۔ جو ایک گھناؤنا فعل ہے۔ عقلاً یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ چونکہ یہ جنم ساکھی گورو ارجن جی کے شاگرد اور لے پالک بیٹے کی تصنیف ہے۔ اس لئے اسے گورو ارجن جی کی تصدیق کے بغیر نہیں لکھی ہوگی۔ بلکہ گورو جی سے ہی انہیں یہ روایت پہنچی ہوگی۔ یہ ناممکن ہے کہ گورو ارجن جی نے یہ جنم ساکھی نہ دیکھی ہو۔ اور انہیں اس کا کوئی علم نہ ہو۔

بعض اور سکھ ودوانوں کو بھی مسلّم ہے کہ سوڈھی مہربان جی کی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کی اس دوسری شادی کا ذکر ہے۔ اور اسے سوڈھی مہربان نے خود ہی درج کیا ہے نہ کہ کسی اور نے یہ مشہور سکھ ودوان سردار گوربخش سنگھ جی چیف ایڈیٹر رسالہ پریت لڑی لکھتے ہیں:۔

"ایک جنم ساکھی میں مرقوم ہے کہ گورو نانک جی نے اپنی آخری عمر میں ایک مسلمان زنگھڑی سے شادی کروائی تھی" [ھ۲]

اس سے یہ بات واضح ہے کہ سوڈھی مہربان جی نے اپنی تصنیف کردہ جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی میں گورو جی کی اس شادی کا ذکر کیا تھا۔ اور اس کے قلمی نسخہ میں وہ ذکر موجود ہے۔ مگر خالصہ کالج امرت سر والوں نے ۱۹۶۲ء میں جب اس جنم ساکھی کو ایڈٹ کر کے شائع کیا۔ تو اس میں سے یہ ساکھی بلا دلیل از خود خارج کر دی۔ یہ تحریف کی ایک بدترین مثال ہے۔ جسے کوئی بھی دانشور اور دیدہ ور مستحسن قرار نہیں دے سکتا۔

جب "پریت لڑی" میں ہم نے یہ پڑھا کہ ایک جنم ساکھی میں گورو نانک جی کا مسلمان خاتون سے شادی کرنا مذکور ہے۔ تو اس بارہ میں ایڈیٹر صاحب رسالہ پریت لڑی سے استفسار کیا گیا کہ وہ کونسی جنم ساکھی ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے تو پریت لڑی کے ایڈیٹر صاحب نے اپنی چھٹی مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۸ء میں لکھا:۔

"یہ حوالہ مہربان کی جنم ساکھی میں ہے۔ جو ایڈٹ ہو کر شائع ہوئی ہے۔ اور اس میں سے خارج کر دیا ہے۔ یہ خالصہ کالج امرتسر نے شائع کی ہے۔" [ھ۳]

اس کے کچھ عرصہ بعد ہم نے اپنے کرم فرما اور دیرینہ دوست سردار شمشیر سنگھ جی اشوک سے جو اس جنم ساکھی کے نائب ایڈیٹر ظاہر کئے گئے ہیں۔ اس بارہ میں حقیقت معلوم کرنے کے لئے لکھا۔ اشوک جی نے جواب میں اپنی چھٹی مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۷۱ء میں تحریر فرمایا:۔

ھ۱:۔ پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کی شائع کردہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی دیباچہ ص ۲۸:

ھ۲:۔ رسالہ پریت لڑی اگست ۱۹۶۸ء:

ھ۳:۔ ہمارا نانک ص ۲۲۱، اسلام اور سکھ مت ص ۳۲۱، مجلہ جلد ۵ نمبر ۳:

"آپ کی مرسلہ چٹھی موصول ہوئی۔ جواباً عرض ہے کہ مَیں اس جنم ساکھی گورو نانک دیو مصنفہ سوڈھی مہربان جی کے پہلے حصّہ کا ایڈیٹر ہُوں۔ دوسرے حصّہ کا ایڈیٹر کوئی اور شخص ہے۔ ماتا سُلکھنی کی ساکھی کا تعلق دوسرے حصّہ سے ہو سکتا ہے پہلے سے نہیں۔ وہاں یہ ساکھی کس نے شامل کی؟ یا کس نے نکال دی؟ اس بارہ میں مجھے کچھ علم نہیں۔" آپ کا مخلص شمشیر سنگھ اشوک۔ [۵۱]

اشوک جی نے اس چٹھی میں اپنا پیچھا چھڑانے والی بات کی ہے۔ البتہ ان کے اس خط سے ایک وضاحت ضرور ہوگئی ہے کہ گورو نانک جی کی اس شادی کا ذکر جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان جی کے دوسرے حصّہ میں ہے۔ پہلے میں نہیں۔ ہم نے اشوک جی کا مرسلہ خط اپنے پاس محفوظ کر رکھا ہے۔ اشوک جی کے اس خط سے یہ نشاندہی بھی ہوتی ہے۔ کہ ان کے ساتھی ایڈیٹر صاحب نے یہ تحریف کر کے گورو نانک جی کی اس دوسری شادی کا تذکرہ سوڈھی مہربان کی جنم ساکھی سے خارج کر دیا ہے۔ اسلئے اشوک جی خود بھی اس تحریف کی ذمّہ داری سے بری قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ کیونکہ دوسری جگہ انہوں نے خود ہی یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ اس جنم ساکھی کے ایڈیٹر ہیں اور شروع سے آخر تک انہوں نے اسے ایڈٹ کیا ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے:۔

"جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی مصنّفہ سوڈھی مہربان...... پرنسپل دریام سنگھ جی اور کالج کے سکھ ہسٹری ڈیپارٹمنٹ کے پروفیسر کرپال سنگھ ...... کے ساتھ کئے گئے معاہدہ کے مطابق مَیں نے ایڈٹ کی تھی اور یہ کتاب پرنسپل صاحب کے حکم کے مطابق شروع سے آخر تک مَیں نے ہی ایڈٹ کر کے تیار کی تھی۔ مگر بعد کو کتاب چھپنے کے وقت عہد شکنی کر کے پروفیسر کرپال سنگھ اس کے ایڈیٹر بن گئے اور میرا نام زبردستی معاون ایڈیٹر چھاپ دیا گیا۔" [۵۲]

۵۱:۔ ہمارا نانک ص۲۲۴۔ غلبۂ اسلام اور سکھ مت ص۳۲۲۔ مجلہ جلدہ نمبر ۳ ؛

۵۲:۔ سوڈھی مہربان جی جیون تے ساہت ص۱، ص۲ ؛

اشوک جی کے اس بیان کو صحیح تسلیم کرنے سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ اگر اشوک جی نے خود یہ تحریف نہیں کی تو اُن کو معاون ایڈیٹر ظاہر کرنے والے سردار کرپال سنگھ ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ سکھ ہسٹری ریسرچ خالصہ کالج امرتسر کا یہ کارنامہ ہے۔ وہ اس تحریف کے ذمہ دار ہیں۔ بہرحال اشوک جی اس تحریف کو اپنے ذمے لینے کے لئے تیار نہیں جیسا کہ ان کے خط سے ظاہر ہے۔

کسی مسئلے میں اختلاف کا پیدا ہو جانا کوئی حیرانی کی بات نہیں۔ کیونکہ اختلاف تو اس جہان کی زینت کا باعث ہے۔ خود گورو گرنتھ صاحب میں یہ بیان کیا گیا ہے:۔

میرے پربھ ساچے اک کھیل رچایا
کوئے نہ کس ہی جیہا اپایا
آپے فرق کرے ویکھ وگسے سب رس دیہی ماہا ہے [۵۳]

پس جب یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی شکلوں اور طبائع میں خود اختلاف رکھا ہے۔ تو اس صورت میں ان کی آراء میں اور خیالات میں اختلاف کا پیدا ہو جانا کوئی عجوبہ نہیں۔ بلکہ قدرت کے اس اختلاف پر اگر جہان کے امن کی بنیاد رکھی جائے تو یہ ایک سچائی ہی ثابت ہوگی۔ کیونکہ دو شخصوں کا آپس میں ہر لحاظ سے یکساں ہو جانا فساد کا دروازہ کھولنے کا موجب ہوگا۔ ایک کا جرم دوسرے کے ذمہ لگ جائے گا۔ اور اصل مجرم کی شناخت محال ہو جائے گی۔ مگر کسی بھی مصنف کی تصنیف کو اپنے کسی نجی خیال یا عقیدہ کے منافی پا کر سرے سے بدل دینا۔ یا اس میں سے کوئی حصّہ خارج کر کے اسے اپنے ذاتی خیال اور ذوق کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنا کسی لحاظ سے بھی درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ نہ مذہبی لحاظ سے نہ اخلاقی لحاظ سے نہ تاریخی لحاظ سے اور نہ ادبی لحاظ سے۔ مگر افسوس ہے کہ اس جنم ساکھی مصنّفہ سوڈھی مہربان کو شائع کرنے والے سکھ حضرات نے اس بات کا خیال نہیں رکھا اور محض از راہ تعصب جنم ساکھی میں تحریف کر دی۔ اس قسم کی تحریفات کے پیش نظر مشہور سکھ ودوان پرنسپل تیجا سنگھ جی نے ایک مرتبہ یہ بیان کیا تھا:۔

۵۳:۔ گورو گرنتھ صاحب ص۱۰۵۱ ؛

"یہ ہنر ہماری ہڈیوں میں اتنا سما گیا ہے کہ بڑے بڑے وِدوان اور دھرمی لوگ جو ویسے جھوٹ بولنے سے بہت نفرت کرتے ہیں۔ دھارمک اتہاس کو بگاڑنے میں شرم نہیں کرتے...... بہت سے لوگ رہت ناموں اور دوسری مستند کتب میں عمداً ردوبدل کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ جو کتب ابھی تک زیادہ تر قلمی ہیں۔ ان میں جتنی چاہیں تبدیلیاں کر دی جائیں۔ سب مستند تسلیم کر لی جائیں گی۔...... ہم میں سے ایک گیانی صاحب سورج پرکاش کا بھی یہی حال کرنے لگے تھے۔ اور کئی "نامناسب" ساکھیاں نکال کر دوسری ساکھیاں شامل کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر یاروں دوستوں کے سمجھانے پر اس بات سے باز رہے"۔ [1]

ہمیں اس بات کا اقرار ہے کہ موجودہ زمانہ کے سکھ وِدوان گورونانک جی کو مسلمان اور اسلام کا پیروکار ماننے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن بایں ہمہ ان کی طرف سے یہ بھی برملا کہا جا رہا ہے کہ:۔

(۱) "گورونانک جی نے مسلمانوں کے عقیدہ خدائے واحد کو تسلیم کیا ہے"۔ [2]

(۲) "(حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گورونانک جی خدا تعالیٰ کا ایک خاص پیغمبر مانتے تھے"۔ [3]

سکھ وِدوانوں کو مسلّم ہے کہ توحید اور رسالت کا اقرار ہی اسلام کی بنیاد ہے۔ جو شخص ان دونوں باتوں کا اقرار کر لے۔ وہ مسلمان ہے۔ اور قرآن اور حدیث کی رو سے اسے مسلمان کہا جائے گا۔ گوروگرنتھ کوش میں مرقوم ہے:۔

کلمہ۔ مسلمانوں کا مول منتر جو یوں ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یعنی کوئی نہیں ہے قابلِ پرستش سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں"۔ [4]

---

[1]:۔ بھہ ملے اتہاسک لیکھ ص۱۱۱، ص۱۱۲ و رسالہ پھلواڑی کا [illegible] بر جنوری ۱۹۳۰ء۔

[2]:۔ جیون چرتر گورو نانک دیو ص۲۰۷۔ [3]:۔ جیون چرتر گورو نانک دیو ص۲۰۵۔

[4]:۔ گوروگرنتھ کوش ص۳۴۷۔

سکھ وِدوانوں کو مسلّم ہے کہ گورونانک جی نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان بھی غیر مبہم الفاظ میں کیا ہے۔ جیسا کہ گوروجی کا ارشاد ہے:۔

وطغاۃ ھند ستان یدعونی لھم؛ شکرا الہ العرش انی مومنا

یعنی۔ ہندوستان کے سرکش لوگ مجھے اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں۔ خدائے ذوالعرش کا شکر ہے کہ میں مومن مسلمان ہوں۔ (ان کے دین کی طرف مائل نہیں ہوں)

مگر بعض سکھ وِدوان یہ تسلیم نہیں کرتے کہ گوروجی نے مسلمانوں میں شامل ہو کر ان سے معاشرتی تعلقات قائم کرنے کی غرض سے ایک نیک سیرت اور پاک دامن مسلمان خاتون سے شادی کر لی تھی۔ اس لئے وہ گوروجی کے اس بیاہ سے منکر ہیں۔ گویا کہ ان کے نزدیک گوروجی مسلمانوں سے معاشرتی تعلقات پیدا کرنا نہیں چاہتے تھے۔ انکا معاشرتی تعلقات میں میلان ہندوؤں کی طرف تھا۔ اور اس پر پردہ ڈالنے کی غرض سے سکھ کتب میں ردّوبدل کرنے سے بھی دریغ نہیں کر رہے۔ مگر وہ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ پراچین سکھ کتب میں گوروجی کی اس شادی کا ذکر موجود ہے۔ اور ابتدائی دور میں لوگوں کا یہی نظریہ تھا کہ گوروجی کی دوسری شادی ایک مسلمان خاتون بی بی خانم بنت حیات خاں سے ہوئی تھی۔ اور گوروجی کی اس بیوی کے بطن سے اولاد بھی ہوئی تھی۔ کیونکہ اگر ان کا یہ نظریہ نہ ہوتا تو سکھ کتب میں اس روایت کے داخل ہونے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اور پھر سکھ گوروصاحبان کے زمانہ میں۔ اور سکھ گوروصاحبان کی اولاد کے ذریعہ تو کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ ان دنوں تو سکھ گوروصاحبان خود بنفسِ نفیس سکھ قوم کی مذہبیات، اخلاقیات۔ معاشیات اور سیاسیات میں راہنمائی کر رہے تھے۔ اس لئے اس شادی کو ایک تاریخی حقیقت تسلیم نہ کرنا۔ اور اس سے انکار تو ہر شخص کا اپنا ذاتی فعل ہوگا مگر اپنے کسی ذاتی خیال کو بنیاد بنا کر اپنے پراچین بزرگوں کی تصنیفات میں ردّوبدل کر دینے کا تو کسی کو بھی حق حاصل نہیں۔ لہٰذا اس جنم ساکھی کے ایڈیٹر صاحبان خواہ وہ سردار کرپال سنگھ ہوں یا شمشیر سنگھ جی اشوک اس بارہ میں اپنا اختلافی نوٹ تو لکھ سکتے تھے۔ اور اپنا ذاتی نظریہ تو پیش کر سکتے تھے۔ مگر ان کا اس واقعہ کو سرے سے

خارج کر دینا دیانتدارانہ فعل قرار نہیں پا سکتا۔ اشوک جی یہ بیان کر کے کہ جنم ساکھی کے وہ ایڈیٹر ہیں۔ اور انہوں نے شروع سے آخر تک اسے ایڈٹ کیا ہے۔ اس تحریف کی ذمہ داری سے کلیتہً بری قرار نہیں پاتے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس قسم کی تحریفات سکھ ودوانوں کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے۔ اور اپنے پراچین بزرگوں کی تحریرات کو سکھ ودوان جہاں بھی اپنے ذاتی خیالات اور نظریات کے خلاف پاتے ہیں۔ بدل دیتے ہیں۔ اور اس قسم کی تبدیلیوں کو وہ عیب نہیں سمجھتے بلکہ ان کو خالصہ پنتھ اور سکھ مت کی بہت بڑی خدمت تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ صورت نہ ہو تو وہ اپنے بزرگوں کی تحریرات میں ردوبدل کر کے انہیں اپنے خیالات اور عقائد کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کرتے۔ چنانچہ ذیل میں ہم اشوک جی کی سکھ کتب میں تحریف کی ایک اور مثال پیش کئے دیتے ہیں۔ انہوں نے بھائی بالا کو ایک تاریخی وجود ثابت کرنے کی غرض سے لکھا ہے:۔

"جنم ساکھی بھائی پیڑا سے متعلق جب ہم سری گورو ارجن دیو جی کے زمانہ کے "سوچک پرسنگ گورو کا" (مصنفہ بھائی بہلو) میں دیکھتے ہیں۔.....
اس میں بھائی بالے سندھو سے متعلق یہ الفاظ پڑھتے اور سوچتے ہیں:۔

گورو انگد پہہ بالا آیا
جنم پرسنگ سو بھاکھ سنایا

تو صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ بھائی بالا سندھو صرف فرضی وجود نہیں[1] بلکہ تاریخی شخصیت تھی۔"[2]

اشوک جی نے اس جگہ بھائی بہلو اپنے پاس سے لکھ دیا ہے۔ اس بارہ میں ایک اور سکھ ودوان رقم طراز ہیں:۔

---

[1]:۔ یاد رہے کہ بھائی بالا کا وجود سکھ دنیا میں بحث کا ایک خاص موضوع چلا آ رہا ہے۔ سکھ ودوان اسے عموماً فرضی وجود تسلیم کرتے ہیں۔ ہم اس بحث میں نہیں جانا چاہتے کہ بھائی بالا کی دراصل کیا پوزیشن ہے۔

[2]: پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کی دیباچہ ص ۲۱۔

"سوچک پرسنگ کے جس قلمی نسخہ کا ذکر سردار شمشیر سنگھ اشوک نے کیا ہے وہ ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی کے پاس محفوظ ہے۔ اس میں..... پنجاب لفظ ہڑتال پھیر کر بہلو بنایا گیا ہے۔ یہ تبدیلی سوچک پرسنگ کو "بہلو" کی تصنیف ثابت کرنے کے لئے کی گئی۔ علمی ہیرپھیری سے زیادہ کچھ بھی نہیں"۔

پنجاب سنگھ بھائی بہلو کی نسل میں سے تھے اور انہوں نے سوچک پرسنگ کے بعد اپنی نسل کا شجرہ نسب دیا ہے۔ جس کے آخر میں یہ دوہرا لکھا ہے۔

اُنّی تے ست سال میں ماگھ مہینے ماہیں
پنجاب سنگھ کبتا کہی پٹھت پرم سکھ پاہیں

اس سے "سوچک پرسنگ" کے لکھے جانے کا زمانہ سمت ۱۹۰۷ بکرمی ثابت ہوتا ہے یہ ۱۸۵۰ء بنتا ہے۔ اس لئے سوچک پرسنگ سے بالا کی جنم ساکھی کے وجود میں آنے کے زمانہ کو ثابت کرنے کے لئے استعمال کرنا مفید نہیں۔ غلط فہمی پیدا کرنے کا موجب ضرور ہے۔"[1]

اس "بھائی بہلو" پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک اور سکھ ودوان ڈاکٹر رتن سنگھ جی جگی لکھتے ہیں:۔

"بھائی بالا کے وجود سے متعلق..... اشوک جی نے بہلو کی تصنیف "سوچک پرسنگ گورو" کا حوالہ پیش کیا ہے۔ جس میں بالے والی جنم ساکھی..... اور بالا کا ذکر بھی ہے۔

گورو انگد پہہ بالا آیا ٭ جنم پرسنگ سو آکھ سنایا

یہ قلمی نسخہ ۱۸۵۰ء مطابق (سمت ۱۹۰۷ بکرمی) کی نوشت ہے۔ اور اس کا مصنف ۱۹۱۶ء تک اشوک کے بقول نامعلوم تھا۔ لیکن پتہ نہیں ۱۹۶۹ء میں شائع شدہ جنم ساکھی میں اشوک نے اس کا نام بھائی پرتاپ سنگھ بہلو کیونکر لکھ دیا۔ اپنے خیالات کی تائید کیلئے اس قسم کے ردوبدل کر دینا پنجابی میں بہت پرانا رواج ہے۔"[2]

---

[1]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی ص ۲۶، ۲۸۔

[2]: جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ گورو نانک یونیورسٹی ص ۱۵

مشہور سکھ ودوان پرنسپل تیجا سنگھ جی آنجہانی نے ایک مرتبہ اپنے ایک مضمون میں
لکھا تھا۔ ایک سکھ بزرگ گور پرتاپ سورج گرنتھ میں ردّوبدل کرنا چاہتے تھے مگر دوسرے
ودوانوں کے سمجھانے بجھانے پر اس سے باز رہے۔ جیسا کہ انہوں نے بیان کیا تھا:۔

"یہ ہنر ہماری ہڈیوں میں اتنا رچ گیا ہے کہ بڑے بڑے ودوان کہلانے
والے اور دھرمی لوگ جو ویسے جھوٹ بولنے سے سخت نفرت کرتے ہیں دھارمک
تاریخ کو بگاڑنے میں شرم محسوس نہیں کرتے ...... ان کا خیال ہے کہ جو کتابیں ابھی
زیادہ تر قلمی ہیں۔ ان میں جتنی تبدیلیاں کر دی جائیں۔ وہ تمام مستند تسلیم کر لی
جائیں گی ....

ہم میں سے ایک گیانی جی سورج پرکاش کا بھی یہی حال کرنا چاہتے تھے۔ اور
متعدد "نامناسب" ساکھیاں نکال کر دوسری ساکھیاں ملانے کی کوشش کر رہے
تھے۔ مگر یاروں دوستوں کے سمجھانے سے اس بات سے باز رہے۔" ۱؎

پس کسی مسئلہ میں اختلاف اور بات ہے۔ مگر اپنے خیال کی پختگی اور صداقت ثابت
کرنے کی غرض سے قدیمی سکھ کتب میں ردوبدل کسی طرح بھی پسندیدہ فعل قرار نہیں دیا
جا سکتا۔ مگر افسوس۔ اکثر سکھ ودوانوں کے نزدیک یہ بھی ایک پنتھ سیوا ہے۔ یہ
کس قدر افسوسناک بات ہے کہ ایک ایسی جنم ساکھی میں بھی ردوبدل کرنے سے دریغ
نہیں کیا گیا۔ جسے سکھ ودوان خود ہی گورو نانک جی کی ایک مستند اور پہلی جنم ساکھی قرار
دیتے ہیں۔ اس تحریف کی صرف اور صرف یہی وجہ ہے کہ گورو نانک جی کا ایک نیک اور
پاکباز مسلمان خاتون سے شادی کرنا سکھی مسلمات کی رُو سے بھی انہیں مسلمان ثابت کر رہا
تھا۔ چنانچہ اس کا حل یہی سوچا گیا کہ اس ساکھی کو سکھ کتب سے خارج کر دیا جائے لیکن
اہل دانش خوب جانتے ہیں کہ اس قسم کے ردوبدل سے مسائل حل نہیں کئے جا سکتے
ہاں خود اپنی پوزیشن کو ہی مضحکہ خیز ضرور بنایا جا سکتا ہے۔

ایک سکھ ودوان ڈاکٹر تارن سنگھ کا بیان ہے کہ سوڈھی مہربان چونکہ سکھ گورو صاحبان

۱؎:۔ بہہ ملے تہاسک لیکھ ص ۲، ص ۲۱۳۔ رسالہ پھلواڑی سکھ اتہاس نمبر جنوری ۱۹۳۰ء۔

کے گھرانہ کا ہی ایک فرد تھا۔ اس لئے اسے گورو نانک جی اور دوسرے سکھ گورو صاحبان
کی اصل بانی حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کی بانی سے
مثالیں پیش کرتے وقت صحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب
موصوف لکھتے ہیں:۔

"سری مہربان جی کے تعلقات سری گورو ارجن دیو جی سے بہت اچھے
تھے۔ اور پیار بھرے تھے۔ انہیں گورو نانک صاحب کی بانی کی نقل بھی مل
چکی تھی۔ ممکن ہے کہ گورو جی کی اس پوتھی تک بھی رسائی حاصل ہو گئی ہو جسے
گورو ارجن جی تیار کر رہے تھے ...... اس خاندان کے پاس پہلے گورو جی
کی بانی کا ہر طرح مکمل مجموعہ تھا۔ ممکن ہے کہ دوسرے۔ تیسرے وغیرہ گورو
صاحبان کی بانی کا مجموعہ بھی ان کے پاس ہو۔ لیکن انہیں اچھی طرح علم تھا کہ
کونسا شبد کس گورو جی کی تصنیف ہے۔ انہوں نے الگ الگ گورو صاحبان
کی بانی کو ناواقفیت کی وجہ سے کہیں بھی جنم ساکھی میں ملایا نہیں ہے جس طرح
کہ پراتن جنم ساکھی کے مصنف نے کیا ہے۔ یہ بہت بڑی اہم بات ہے۔
اس قسم کی قدیمی نوشتوں میں بانی کو ملا جلا دینا عام بات تھی۔ سائنٹیفک
اور تاریخی نقطہ نگاہ سے یہ بہت اہم بات ہے۔" ۱؎

لیکن جب ہم سوڈھی مہربان کی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کے نقل کردہ بعض شبدوں
کا گورو گرنتھ سے مقابلہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ گورو ارجن جی نے ان شبدوں کو گورو
گرنتھ صاحب میں درج کرتے وقت جہاں مناسب خیال کیا تبدیلیاں کر دیں۔ چنانچہ
سوڈھی جی اپنی جنم ساکھی میں بیان کرتے ہیں:۔

حق پرایا نانکا اس سؤر اس گائے ٭ محمدؐ حامان تاں بھرے جاں مردار نہ کھائے ۲؎

مہربان جی نے گورو نانک جی کا مندرجہ بالا ارشاد نقل کرنے کے بعد اس کی تشریح بھی
وہ درج کی ہے۔ جو گورو نانک جی کی اپنی بیان کردہ ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

۱؎:۔ پوتھی سرچی تے پوتھی چتر بھج ص ۲۳۔ ۲؎:۔ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان ص ۹۵۔

"تب گورو بابا نانک جی نے کہا سن قاضی جی۔ مناہی کس کا نام ہے۔ جو خُدا کا کلام ہے۔ وہی حضرت رسولؐ نے بیان کیا ہے۔ جو خُدا کے لکھے میں منع ہے وہی حضرت رسُولؐ نے منع کیا ہے۔ بندوں کے بارہ میں جو پرایا حق حرام ہے۔ نہیں کھانا۔ ہندوؤں کو کھانے میں گائے منع ہے۔ اور مسلمانوں کو سؤر منع ہے کھانوں میں۔ پس سؤر جو ہے وہ پرایا حق ہے......اے قاضی جی جو مسلمان ہوکر پرایا حق کھائے گا۔ وہ مردار کھائے گا۔ پرایا حق نہیں کھانا۔ حدیث حضرت میں لکھا ہے۔ ہندوؤں کو گائے ممنوع ہے۔ اور یہی پرایا حق گائے ہے۔ جس نے دوسروں کا حق کھایا اُس نے گائے خوری کی.....۔ اے قاضی۔ محمد اس کی ہی حامی بھرے گا۔ (یعنی شفاعت کرے گا) جو یہ مردار نہ کھائے گا۔ حق پرایا اسی کو کہے گا کہ یہ میرا ہے۔ اور میرے دین میں آیا ہے۔ اس کو بخشیئے۔ لیکن جن لوگوں نے پرایا حق کھایا ہے۔ وہ مُردار ہے۔ ان کی حامی محمدؐ نہیں بھرے گا۔" ؎[1]

لیکن، گورو نانک جی کے اس شبد کو گورو گرنتھ صاحب میں درج کرتے وقت اسمیں علاوہ دوسری لفظی تبدیلیوں کے یہ تبدیلی بھی کردی گئی کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نکال دیا گیا۔ اور اس کی بجائے "گور پیر حامہ" کر دیا گیا۔ چنانچہ اب یہ درج ہے:۔

حق پرایا نانکا اوس سؤر اوس گائے ؛ گور پیر حاماں تا بھرے جاں مُردار نہ کھائے ؎[2]

اسی طرح ایک اور مقام پر سوڈھی مہربان جی نے گورو جی کا یہ فرمان درج کیا ہے:۔

○ قرآن کتیب کمائیے ؛ بھو وٹی ات تن لائیئے
سبح بوجھن آن جلائیئے ؛ بن تیل دیوا ایوں بلے
کر چانن صاحب تو ملے ؎[3]

ؔ[1]:۔ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان صفحہ ۹۵ ؛ ؔ[2]:۔ گورو گرنتھ صاحب وار ماجھ شلوک محلہ ۱ صفحہ ۱۴۱ ؛ ؔ[3]:۔ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی۔ مصنفہ سوڈھی مہربان صفحہ ۹۵ ؛

سوڈھی مہربان جی کے بقول گورو نانک جی نے اپنے اس ارشاد کی تشریح خود ہی یوں فرمادی تھی کہ:۔

"گورو بابا نانک جی کہیا جے اے شیخ جی۔ قرآن جے کہندا ہے سے کمائیئے کتیب جے کہندی ہے سے کمائیئے۔ اور صاحب تھیں ڈریئیے۔ ڈر کر سمارگ چلیئیے۔ قرآن کتیب دا فرمایا کیجیئے۔ صاحب دے خوف تھیں ڈریئیے۔ بھو کیچے۔ کتیباں دا کہیا کمائیئے۔ سوایہہ تیل ہویا۔ پر میشر کا بھو جے ایس وچ آیا۔ جے ایہہ وٹی ہوئی۔ سچ نام صاحب دا جن بوجھیا تن صاحب بوجھیا جتھے سچ دے اندر آیا۔ تتھے جوت جاگی۔ دیوا بلیا۔ جب دیوا بلیا تتھے اندر چانن ہوآ۔ تب تریئیے لوک نانھ جو کہی دا ہے۔ سو ایس دے اندر آئے وسیا۔ جاں تیری لوک نانھ اندر آیا۔ تب تریئی لوک ایس نوں نظر آئے۔ ایت سنجم تیل بناں دیوا بلیا۔ تاں صاحب ایس نوں ملیا ایت چانن"۔ ؎[1]

گورو نانک جی کے اس ارشاد کو بھی ترمیم کرنے کے بعد گورو گرنتھ صاحب میں درج کیا گیا ہے۔ موجودہ مروجہ گورو گرنتھ صاحب میں اس شبد کی یہ شکل ہے:۔

پوتھی پوران کمائیئے ؛ بھو وٹی ات تن لائیئے
سچ بوجھن آن جلائیئے ؛ ایہہ تیل دیوا انج بلے
کر چانن صاحب تو ملے ؎[2]

گویا کہ "قرآن کتیب" کی بجائے "پوتھی پوران" لکھدیا گیا۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ گورو نانک جی پوتھیوں اور پورانوں کے سرے سے مخالف تھے۔ البتہ قرآن شریف سے انہیں خاص لگاؤ تھا۔ اور ان کا یہ ارشاد آج بھی گورو گرنتھ صاحب میں موجود ہے۔

کل پروان کتیب قرآن ؛ پوتھی پنڈت رہے پوران ؎[3]

سوڈھی مہربان جی کے بیان کے مطابق گورو نانک جی نے خود ہی اس کے معنے

ؔ[1]:۔ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان صفحہ ۹۵ ؛ ؔ[2]:۔ گورو گرنتھ صاحب صاحب سری راگ محلہ ۱ صفحہ ۲۵ ؛ ؔ[3]:۔ گورو گرنتھ صاحب۔ راگ رام کلی محلہ ۱ صفحہ ۹۰۳ ؛

یوں بیان کئے ہیں :۔

"کل کے لکھے کتیب قرآن پروان ہیں۔ نہ پوتھی ہی چلتی ہے۔ اور نہ پوران ہی چلنا ہے۔ ایہہ سب لہ ہے ان کا امر رہا۔ سب رہے۔ کل وچ امر ہوا کتیب قرآن کا۔" [1]

الغرض سوڈھی مہربان کی جنم ساکھی میں مذکورہ گورو نانک جی کے ارشاد "محمد حامان تاں بھرے" میں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس نام نکال دیا گیا۔ اور اس کی جگہ "گور پیر حامان تاں بھرے" لکھ دیا گیا۔ نیز "قرآن کتیب کمائیئے" کو "پوتھی پوران کمائیئے" میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور اب سوڈھی مہربان جی کی جنم ساکھی کو ایڈٹ کرتے وقت اس میں سے گورو جی کی مسلمانوں کے ہاں شادی کی ساکھی سرے سے خارج کر دی گئی۔ اور یہ سب تبدیلیاں ایک ہی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں۔ انکا مقصد سوائے اسکے اور کچھ بھی نہیں کہ گورو نانک جی کے اسلام کو کسی نہ کسی طرح چھپایا جا سکے۔ مگر خدا تعالیٰ کے مقدس مسیح[1] اور اس زمانہ کے امام[2] نے اس بارہ میں پہلے سے ہی فرما دیا ہے :۔

"باوا صاحب کا اسلام ایک ایسے چمکدار ستارہ کی طرح ہے۔ جو کسی طرح چھپ نہیں سکتا۔" [2]

پس یہ حقیقت ہے کہ ہمارے سکھ دوست اپنی کتب میں ردو بدل کر کے یا گورو نانک جی کے بیان کردہ پاکیزہ شبدوں میں من مانی تحریف کر کے گورو جی کے اسلام کو چھپانے میں تو کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ کیونکہ وہ تو ایک چمکدار ستارے کی مانند ہے۔ البتہ ان کا یہ ردو بدل اہل علم۔ اور اہل دانش کے نزدیک ان کی شکست پر مہر تصدیق ضرور ثبت کر دیگا۔ ہمارے سکھ دوست ہم سے علمی اختلاف رکھتے ہوئے بھی اپنی کتب میں تحریف کرنے سے اجتناب کریں۔ کتابوں میں ردّو بدل کرنا کوئی اچھی بات نہیں۔ سکھ وِدوانوں کو مسلّم ہے کہ سوڈھی مہربان جی کو گورو نانک جی کا بیان کردہ کلام

---

[1]: جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان ص۲۲۵ ؛ [2]: تریاق القلوب ص۱۲۰ ؛

اپنی اصل حالت میں ملا تھا۔ نیز انہیں گورو ارجن جی کی محبت بھی حاصل تھی۔ جیسا کہ ایک سکھ وِدوان رقم طراز ہیں :۔

"سری مہربان جی کے سری گورو ارجن جی سے بہت گہرے اور پیار بھرے تعلقات تھے۔ انہیں سری گورو نانک جی کے بیان کردہ کلام کی نقل بھی حاصل ہو سکتی تھی۔ ...... سری مہربان جی کے لڑکوں کو بانی کا مجموعہ مہربان جی سے حاصل ہوا ہو گا ...... اس گھرانہ کے پاس پہلے گورو جی کی بیان کردہ بانی کا ہر طرح مکمل مجموعہ تھا۔" [1]

نیز ان کے پاس گورو نانک جی کے سوانحی حالات کا مجموعہ بھی موجود تھا۔ چنانچہ گیانی الشیر سنگھ جی نارا نے بیان کیا ہے :۔

"اصل جنم ساکھی گورو انگد جی کی طرف سے لکھوائی گئی۔ پہلے گورو امر داس جی کے پاس پھر گورو رام داس جی کے پاس نشانی کے طور پر گھر میں تھی۔ اور بعد کو پرتھی چند نے بزرگوں کی نشانی سنبھال کر رکھی ہوئی تھی۔ ہو نہیں سکتا کہ اس نے کسی کو دی ہو۔" [2]

یعنی :۔

"اصل جنم ساکھی گورو رام داس جی کے گھر میں تھی۔ وہ گوئندوال جا کر جوتی جوت سمائے تھے۔ بعد کو سب کچھ پرتھی چند کے قبضہ میں تھا۔ اور پھر مہربان جی کے پاس تھا۔" [3]

الغرض سوڈھی مہربان جی کے پاس گورو نانک جی کے کلام کا مجموعہ بھی تھا اور ان کے سوانحی حالات بھی تھے۔ اس لئے اس کی بیان کردہ باتوں کا رد آسان نہیں۔

سوڈھی مہربان جی کے بارہ میں اشوک جی کو یہ شکوہ ہے کہ انہوں نے گورو نانک جی کے مکہ معظمہ جانے کی ساکھی نقل کرتے ہوئے گورو جی کا کعبہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سونا اور پھر اپنے پیروں کے ساتھ کعبہ گھما دینا اپنی جنم ساکھی میں بیان نہیں کیا۔ چنانچہ اشوک جی لکھتے ہیں :۔

"مکے کی ساکھیوں میں سوڈھی مہربان نے گورو نانک کے مکہ پھیرنے یا دہاں

---

[1]: پوتھی ہرجی تے چتربھج دیباچہ ص۴۲ ؛ [2]: دساکھ نہیں کتک ص۹۴ ؛ [3]: دساکھ نہیں کتک ص۲۱۱ ؛

جا کر کعبہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سونے کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ تاکہ مغل حکمرانوں کو کسی طرح خوش رکھا جائے۔ اور ان کی مدد سے گورگدی اپنے قبضہ میں رکھی جائے۔ دوسرے سکھ ودوانوں کو گورو نانک جی کے جیون میں ایسے الٹ پھیر کرنے کی حاجت نہ تھی۔ اس لئے بھائی بالا والی جنم ساکھی اور واراں۔ گیان رتناولی (بھائی گورداس) میں اس کے برخلاف گورو نانک جی کے پاؤں کے ساتھ مکہ پھرنے کا ذکر صاف موجود ہے ‘‘۔ ؎۱

ایک اور مقام پر اشوک جی نے یہ بیان کیا ہے :۔

’’جنم ساکھی بھائی بالا کے بقول ..... گورو نانک جی خانہ کعبہ کی طرف پاؤں کر کے سوئے تھے۔ یہاں اس ساکھی کو توڑ مروڑ کر سوڈھی مہربان کا مغل حکمرانوں کو جن سے ان کی دوستی تھی۔ خوش کرنے کی کوشش کرنا معلوم ہوتا ہے‘‘۔ ؎۲

اپنی دوسری کتاب میں اشوک جی لکھتے ہیں :۔

’’مکہ کی ساکھی میں ..... کسی مخفی تحریک کے ماتحت بھائی گورداس جی کے اس قول ’’پھریا مکہ کلا دکھاری‘‘ کو سرے سے ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ اس لئے بھائی منی سنگھ کا یہ کہنا کہ اس جنم ساکھی میں جھوٹے میل والوں نے ’’اجگت‘‘ باتیں شامل کر دی ہیں۔ لفظ بلفظ صحیح اور درست ہے‘‘۔ ؎۳

اشوک جی کے مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک سوڈھی مہربان جی نے اپنی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کے پیروں کے ساتھ کعبہ گھومنے والی ساکھی بدیں وجہ درج نہیں کی کہ اس طرح وہ مغل حکمرانوں کو خوش کر سکیں گے۔ حالانکہ سوڈھی صاحب موصوف کا اس غلط اور بے بنیاد روایت کو اپنی جنم ساکھی میں درج نہ کرنا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ انہوں نے اس روایت کو سچا نہیں سمجھا۔ اور نہ ان کے زمانہ میں اس غیر معقول اور خلاف واقعہ روایت کو شہرت حاصل تھی۔ ایسی غیر معقول اور بے بنیاد روایت کو ترک کرنے میں مسلمانوں کی خوشنودی ان کے مدنظر نہ تھی۔ انہوں نے اس روایت کو اس لئے ترک کیا ہوگا کہ مسلمان

؎۱ :۔ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان حاشیہ صفحہ ۴۶۱ ؎۲ :۔ ایضاً صفحہ ۴۹ ؎۳ :۔ سوڈھی مہربان جیون تے ساہت صفحہ ۸۵

اس بات کو پڑھ کر غیر معقول جانیں گے۔ اور سکھوں کی ہنسی اڑائیں گے جو اس قسم کی غلط باتوں کو اپنے مذہب کا حصّہ تصور کرتے ہیں۔ بعد کی جنم ساکھیوں میں اس روایت کا درج ہونا اس کی صحت کا ثبوت نہیں۔ بلکہ سکھوں کی سادہ لوحی کی وضاحت ہے۔

ہمارے مہربان دوست سردار نانک سنگھ جی ناولسٹ (آنجہانی) نے ایک مرتبہ اس سلسلہ میں یہ بیان کیا تھا :۔

’’ایک کرامت مکہ گھومنے سے متعلق گورو نانک جی کے نام کے ساتھ جوڑ دی گئی ہے۔ میرا یقین ہے کہ نہ کبھی کٹے ہوئے سر جڑ سکتے ہیں۔ اور نہ ہی عمارت گھوم سکتی ہے۔ یہ سب عقیدتمندوں کی اندھی تقلید کرنے والوں کی خود ساختہ باتیں ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ ماضی کے جہالت کے زمانہ میں خواہ ایسی ساکھیوں کی کوئی وقعت بھی سمجھی جاتی ہو۔ موجودہ سائنٹیفک زمانہ میں ایسی باتوں پر یقین کرنا اپنی تاریخ کا مضحکہ اڑانے والی بات ہے‘‘۔ ؎۱

اشوک جی کے اس استدلال سے واضح ہے۔ کہ جنم ساکھی بھائی بالا سے متعلق ان کی معلومات سطحی ہے۔ کیونکہ جہاں تک جنم ساکھی بھائی بالا کے قدیمی قلمی اور مطبوعہ نسخوں کا تعلق ہے۔ اس میں گورو جی کا مکہ معظمہ جانا تو مذکور ہے۔ مگر یہ کہیں بھی درج نہیں کہ گورو جی نے وہاں جا کر اپنے پاؤں خانہ کعبہ کی طرف کر دیئے تھے اور پھر اپنے پیروں کے ساتھ مکہ یا کعبہ گھما دیا تھا۔ ہمارے پاس جنم ساکھی بھائی بالا کا ایک مطبوعہ ایڈیشن ہے جسے ۱۸۷۱ء میں دیوان بوٹا سنگھ جی نے چھاپہ پتھر میں شائع کیا ہے۔ اس میں اس بات کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ؎۲ البتہ اس جنم ساکھی کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں بعد کو یہ واقعہ درج کر دیا گیا کہ گورو جی نے مکہ معظمہ پہنچ کر رات کو سوتے وقت اپنے پاؤں مکہ شریف کی طرف پھیلا دیئے اور پھر مکہ معظمہ گھما دیا تھا۔ ؎۳ سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے خود

؎۱ :۔ لوک ساہت امرتسر جنوری ۱۹۵۱ء ؎۲ :۔ جنم ساکھی بھائی بالا ۱۸۷۱ء والی۔ چھاپہ پتھر صفحہ ۲۵۴

؎۳ :۔ جنم ساکھی بھائی بالا ۱۸۸۶ء والی چھاپہ پتھر صفحہ ۲۵۵ اشوک جی کی اس جنم ساکھی سے متعلق ایک سکھ ودوان نے یہ بیان کیا ہے :۔ ’’پچھلے دنوں اشوک جی نے ایک جنم ساکھی پراتن جنم ساکھی کے نام پر شائع کی ہے۔ جسے شرومنی گوردوارہ

بھی ایک جنم ساکھی "پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کی" ایڈٹ کی ہے جس کی اشاعت شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرت سر نے ۱۹۶۹ء میں گورو نانک جی کے پانسو صد جشن ولادت کے موقعہ پر کی تھی۔[ا] اس میں نمبرہ ۴ کی ساکھی "بابا پھیر مکے گیا" کے عنوان پر درج ہے۔ اس ساکھی کے حاشیہ میں اشوک جی نے ایک اور قدیمی نسخہ کا حوالہ دیا ہے۔ جس میں گورو نانک جی کے مکہ معظمہ جانے کی غرض "زیارت" بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے:۔

"بھلا جی ہم مکے کی زارت (زیارت) کو چلے جی۔ جیوں خدا ئے لے جائے گا۔ تیوں جائیں گے۔"[۵۰]

اب کون دانشور اور دیدہ در یہ تسلیم کر سکتا ہے کہ مکہ معظمہ زیارت کی خاطر جانے والا گورو نانک وہاں جا کر عمداً اور قصداً کعبہ کے احترام کے خلاف کسی حرکت کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ پس یہ تو گورو جی کے احتراماً حج پر پردہ ڈالنے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ سمجھدار سکھ ودوانوں نے خود ہی اس غیر معقول روایت کی صحت کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں سردار گوربخش سنگھ جی ایڈیٹر رسالہ پریت لڑی کا بیان ہے کہ:۔

"امرت سر میں ہمارا ہر مندر صاحب ہے۔ اس طرف ہم بھی پاؤں نہیں کرتے ہم گوروگرنتھ صاحب کی طرف بھی پاؤں نہیں پھیلاتے۔ یہ ایک قدرتی جذبہ ہے۔ لیکن اگر کوئی پیر یا ولی ہمارے کسی متبرک مقام کی طرف پاؤں کر دے تو ہم اسے ٹوکیں کہ وہ اس طرف پاؤں نہ پھیلائے تو کیا سات عالموں پر نازاں کسی نیک روح کے لئے یہ مناسب ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے متبرک مقام کو جھکا دیوے۔ برگزیدہ لوگ اخلاقی ذمہ داریوں سے آزاد نہیں ہوتے..........

میں ناراض ہونے کا حق رکھتا ہوں کہ یہ روایت مشہور کرنے والوں نے گورو

بقیہ حاشیہ:۔ پربندھک کمیٹی نے شائع کیا ہے۔ بعض ودوانوں نے مندرجہ بالا قلمی جنم ساکھی کو مطبوعہ کتاب کے ساتھ یکساں ماننے کی غلطی کی ہے۔ مطبوعہ کتاب الگ الگ اطراف سے ساکھیاں لے کر تیار کی گئی ایک نئی کتاب ہے۔ مندرجہ بالا قلمی کتاب کی نقل نہیں۔" (آدساکھیاں دیباچہ ص ۱۴ حاشیہ)

[ا]:۔ پوراتن جنم ساکھی گورو نانک دیو جی ص ۲۸ دیباچہ۔ [۵۰]:۔ پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کی ایڈٹ کردہ اشوک جی ص ۱۰۳

نانک جی کے اخلاقی حسن سے انصاف نہیں کیا۔"[۵۱]

"میں اس ساکھی کو گورو نانک جی کی بزرگی کے خلاف سمجھتا ہوں۔"[۵۲]

یعنی۔ "گورو نانک جی کا...... منشا نہ کسی اسلامی رسم کا رد کرنا تھا۔ اور نہ کسی کا دل دکھانا...... گورو جی نے پورے ادب اور احترام کے ساتھ مکہ کا حج کیا۔ حج شروع کرنے کے وقت سے ہی حاجیوں والی رسومات ادا کرنا شروع کر دیں۔"[۵۳]

الغرض گورو نانک جی کا مکہ معظمہ جا کر کعبہ کی طرف پاؤں کر کے سونا اور پھر اپنے پیروں سے مکہ یا کعبہ گھما دینا۔ ایک بیہودہ اور لغو قصہ ہے جس کی تغلیط خود سمجھدار سکھ بھی کر رہے ہیں۔

اشوک جی کی ایڈٹ کردہ جنم ساکھی میں یہ گوہر فشانی بھی کی گئی ہے کہ:۔

"تب گورو بابا مکے وچ جائے وڑیا۔ تب اگے قبلے وچ لکھیا آہا۔ جو اک دن نانک درویش آوے گا تاں مکے دے کھوہاں وچ پانی پیدا ہووے گا۔"[۵۴]

اشوک جی نے اس بارہ میں کچھ بھی نہیں فرمایا کہ یہ پیشگوئی کس بزرگ کی بیان کردہ تھی؟ اور قبلہ میں کس نے لکھی تھی؟ اور کس زبان میں تھی؟ اور اس کا پوراتن جنم ساکھی کے مصنف کو کیونکر علم ہوا؟ صاف ظاہر ہے کہ یہ محض گپ ہے۔

اشوک جی کی جنم ساکھی سے تو واضح ہے کہ یہ پیشگوئی قبلہ میں لکھی ہے۔ لیکن ایک پوراتن جنم ساکھی میں جسے خالصہ سماچار امرت سر والوں نے شائع کیا ہے۔ "قبلے وچ لکھیا آہا" کی بجائے "کتاباں وچ لکھیا آہا"[۵۵] مذکور ہے۔ مگر وہ کتابیں کونسی تھیں؟ ان کے مصنف کون تھے؟ اور جب گورو جی مکہ معظمہ میں گئے وہ کتابیں کس کے پاس تھیں؟ اور کس زبان میں تھیں؟ اس بارہ میں کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی۔

---

[۵۱]:۔ رسالہ پریت لڑی ستمبر ۱۹۴۳ء۔ [۵۲]:۔ رسالہ پریت لڑی مارچ ۱۹۵۲ء

[۵۳]:۔ رسالہ سنت سپاہی امرتسر اکتوبر ۱۹۶۱ء۔ [۵۴]:۔ پوراتن جنم ساکھی گورو نانک دیو جی کی۔ ایڈٹ کردہ اشوک جی ص ۱۰۴۔ [۵۵]:۔ پوراتن جنم ساکھی شائع کردہ خالصہ سماچار امرت سر ص ۱۲۳

سردار جی۔بی۔سنگھ جی ریٹائرڈ پوسٹماسٹر جنرل نے اس پر یہ تبصرہ کیا ہے :۔

"یہاں بعض کتابوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔جو عرب میں موجود تھیں۔
اور جن کا قاضی رکن دین کو علم تھا۔پیشگوئی یہ تھی کہ نانک درویش کے آنے پر
مکّے کے کوؤں میں جو خشک ہو گئے تھے۔پانی بھر جائے گا۔آخری حوالہ
میں صرف ایک کوئیں کا ذکر ہے۔(واہگورو کہن نال پانی کھوہ وچ پیدا
ہؤا۔بابے دی خوشی ہوئی)......۔
یہودیوں اور عیسائیوں نے (حضرت) عیسیٰ کی آمد سے متعلق پیشگوئیاں
نکالی تھیں.....سکھوں کو دیکھا دیکھی یہ خیال پیدا ہؤا اور ساکھی میں یونہی لکھدیا
کہ اگے کتاباں وچ لکھیا آہا" [۳]

وہ کتابیں جن میں یہ پیشگوئی درج تھی۔مسلمانوں کے پاس ہونی چاہئیں۔سکھوں کو ان کا علم کیسے ہو گیا؟ مسلمان تو ایسی پیشگوئی کو ضرور محفوظ رکھتے اور کتب میں بار بار اس کا ذکر کرتے کہ ہمارے فلاں بزرگ نے گورونانک جی سے متعلق یہ پیشگوئی بیان کی تھی۔جو پوری ہو گئی اور گوروجی نے اس پیشگوئی کے مطابق حج کیا۔

پس جنم ساکھیوں میں ردّوبدل آج کی بات نہیں۔سکھ دانوں کو بھی مسلّم ہے۔اور سردار شمشیر سنگھ جی اشوک کو بھی اس کا اعتراف ہے۔اور بھولے پن سے وہ ایسی باتوں کو پھر خود ہی تسلیم بھی کر رہے ہیں۔[۴]

حال ہی میں ایک کتاب "آدساکھیاں" کے نام پر پروفیسر پیارا سنگھ جی نے شائع کی ہے۔اس میں گوروجی کے سفر مکہ کے حالات بیان کرتے ہوئے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ گوروجی نے برس دن مکہ معظمہ میں قیام کیا تھا۔اور وہاں ایک مسجد میں امام الصلوٰۃ بن کر نمازیں پڑھاتے رہے تھے۔جیسا کہ مرقوم ہے :۔

"پھر اونہاں فقیراں مکے کے جو لوگ تھے۔تناں نوں پچھیا کہ جو بھائی
لوگہو ایہہ فقیر ایتھے کدو کنا کو ہے۔تب اونہاں لوکاں آکھیا۔اس فقیر کو ایہاں

سے ۳ :- رسالہ پنجابی ساہت مارچ ۱۹۷۴ء ؛ سے ۴ :- پوراتن جنم ساکھی گورونانک دیو جی کی ص۱۱ : ص۲۴
ص۲۶ دیباچہ ؛

(آئے) برس دن ہوآ ہے۔تب اونہاں فقیراں.....راہ کیاں گلاں کر سایاں
اوہنوں لوکاں کو جو مکے کے لوک تھے تناں کہیا ایہہ ہندو ناہیں۔ایہہ دانشمند
ہے۔نماز پوش (نماز پڑھنے کا پابند) ہے۔ایہاں جتنے لوگ ہیں سب
اسی کے پیچھے نماز کرتے ہیں سبھناں کے آگے ایہی نماز کرتا ہے.....
.....تب اوہنوں کہیا ایہہ مسلمان ہے۔تب ایسی پہنچ ہے۔.....
برس دن بابا مکے رہیا۔" [۵]

یاد رہے کہ یہ کتاب "آدساکھیاں" پوربی پنجاب کی تین یونیورسٹیوں۔پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ۔پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ۔اور گورونانک دیو یونیورسٹی امرتسر کی طرف سے ایم۔اے (پنجابی) کے نصاب میں شامل ہے۔اس میں گورونانک جی کا مکہ معظمہ میں سال بھر ٹھہرنا اور اپنے اس قیام کے دوران وہاں امام الصلوٰۃ بن کر اور کعبہ کی طرف رُخ کر کے نمازیں پڑھانا بیّن الفاظ میں مرقوم ہے۔گوروجی نے جس طرف رُخ کر کے نمازیں ادا کی ہوں۔اور اپنے ربّ العزّت کے حضور سجدے کئے ہوں۔اس طرف ان کا پاؤں پھیلا کر سونا قرینِ قیاس نہیں ہو سکتا۔ہم گورونانک جی ایسے بزرگ سے اس قسم کی بیہودگی کی توقع نہیں کر سکتے۔اور نہ ہم یہ قیاس ہی کر سکتے ہیں کہ گوروجی نے سال بھر مکہ معظمہ میں منافقت سے کام لیا تھا۔اور محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے امام الصلوٰۃ بن کر کعبہ کی طرف رُخ کر کے نمازیں پڑھائی ہیں۔اور نہ ہم یہی باور کر سکتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے لوگ گوروجی کے اس بہروپ کو پہچان نہ سکے۔اور سال بھر ایک منافق کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔اور نہ ہم یہ گمان کر سکتے ہیں کہ پوربی پنجاب کی ایک نہیں تین یونیورسٹیاں اپنے ایم۔اے کے طالب علموں کو غلط تعلیم دے کر گمراہ کر رہی ہیں۔اور انہیں ایسی باتیں پڑھا رہی ہیں۔جو سراسر غلط اور بے بنیاد ہیں۔حقیقت یہی ہے کہ گورونانک جی صدقِ دل سے اسلام قبول کر چکے تھے۔اور اسی لئے انہوں نے مکہ معظمہ میں سال بھر امام الصلوٰۃ بن کر نمازیں پڑھانا منظور کر لیا تھا۔یاد رہے کہ گورونانک جی کا مکہ معظمہ میں سال بھر

سے ۵ :- آدساکھیاں ص۱۴۱، جنم ساکھی سری گورونانک دیو جی ایڈٹ کردہ ڈاکٹر پیار سنگھ ص۱۰۳

ٹھہرنا اور وہاں کی ایک مسجد میں امام الصلوٰۃ بن کر نمازیں پڑھاتا ایک اور جنم ساکھی میں بھی مذکور ہے [1] اور یہ جنم ساکھی انڈیا آفس لنڈن کی لائبریری میں موجود ہے۔ وہاں اس کا نمبر PANJ B-۴۰ ہے۔ اس کی نقل پروفیسر پیار سنگھ نے حال ہی میں جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کے نام پر شائع کی ہے۔

جناب ڈاکٹر سرندر سنگھ جی کوہلی اور ڈاکٹر جگجیت سنگھ جی نے مل کر جنم ساکھی بھائی بالا حال ہی میں ایڈٹ کی ہے۔ جس کی اشاعت پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ نے ۱۹۷۵ء میں کی ہے۔ ان دونوں ڈاکٹر صاحبان نے پورانی سے پورانی جنم ساکھیوں کو مدنظر رکھ کر اس جنم ساکھی کو ایڈٹ کیا ہے۔ اس بارہ میں ان کا اپنا ہی ارشاد ہے:۔

"جنم ساکھی بھائی بالا کو پیڑے موکھے کی جنم ساکھی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ بھائی پیڑے موکھے نے گورو انگد دیو کی حضوری میں بھائی بالا کی طرف سے لکھوائے گئے واقعات کو قلم بند کیا تھا۔ بھائی پیڑے کا لکھا ہوا نسخہ اب نہیں ملتا۔ اس لئے جنم ساکھی کے ایڈٹ کرنے کے لئے کسی بہت پورانی نوشت یا کم سے کم ساکھیاں والے نسخہ کو بنیاد بنانا مناسب سمجھا گیا ہے۔

اس تعلق میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کا قلمی نسخہ نمبر ۳۶۲۸ منتخب کیا گیا۔ سکھ عجائب گھر والی قلمی جنم ساکھی نمبر ۲۵۱۲ اور سمت ۱۷۱۵ بکرمی (۱۶۵۸ء) والے پیارے لال کپور کے قلمی نسخہ سے ملا کر اسے ایڈٹ کیا گیا اور اصلاح کی گئی۔ اور نامناسب ساکھیاں نکال دی گئیں" [2]

اس ایڈٹ شدہ جنم ساکھی بھائی بالا کے صفحہ ۱۸۴ سے صفحہ ۱۸۶ تک گورو نانک جی کے مکہ معظمہ جانے کی ساکھی درج ہے [3] گو اس میں بھی بہت سی غیر معقول اور بے بنیاد باتیں شامل ہیں۔ مثلاً اس میں گورو نانک جی سے یہ کہلوایا گیا ہے کہ ایک مرتبہ کسی خوندکار جیسی بادشاہ کے زمانہ میں پتھر کی مورتی نے باتیں کی تھیں [4] حالانکہ یہ عقل اور نقل دونوں کے

---

[1]:۔ جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی شائع کردہ ڈاکٹر پیار سنگھ صفحہ ۱۰۳ ؛ [2]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی دیباچہ صفحہ ۷ ؛ [3]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی صفحہ ۱۸۵ ؛

خلاف ہے۔ اور گوربانی کے بھی۔ گورو گرنتھ صاحب اس کی تردید کرتا ہے اور برملا کہتا ہے کہ مورتی بات نہیں کر سکتی۔ اگر واقعہ میں ایسا ہوتا تو خانہ کعبہ آج بھی شولنگ کا مندر ہی ہوتا۔ اور وہاں وہ باتیں کرنے والی مورتی تو ضرور ہوتی۔ گیانی گیان سنگھ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ گورو نانک جی نے خود ہی یہ فرمایا تھا کہ پتھر کی مورتی پوجنا فعل عبث ہے کیونکہ وہ کسی سے بات نہیں کر سکتی [1] اس بارہ میں گورو گرنتھ صاحب کا یہ ارشاد ہے:۔

نہ پاتھر بولے نہ کچھ دے ؛ پھوکٹ کرم نہپھل ہے سیو [2]

یعنی۔ پتھر کی مورتی نہ کوئی بات کر سکتی ہے۔ اور نہ کوئی نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر ہو سکتی ہے۔ اس کی پرستش تو فعل عبث ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔ تاہم اس جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع شدہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ میں کہیں بھی اسکا ذکر نہیں ہے کہ گورو نانک جی مکہ معظمہ پہنچ کر مکہ معظمہ یا کعبہ شریف کی طرف پاؤں پھیلا کر سو گئے تھے۔ اور پھر انہوں نے اپنے پیروں سے مکہ یا کعبہ یا مکے کا مہرہ یا مکے کا محراب گھما دیا تھا۔

جیسا کہ ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ اس مذکورہ بالا جنم ساکھی بھائی بالا کا انحصار جن قلمی جنم ساکھیوں پر رکھا گیا ہے۔ ان میں سب سے پورانی وہ جنم ساکھی ہے۔ جو پیارے لال کپور کے پاس دہلی میں ہے اور وہ سمت ۱۷۱۵ بکرمی مطابق ۱۶۵۸ء کی نوشت ہے۔ اور ادھر سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے خود ہی تسلیم کیا ہے کہ گورو رام داس جی کے سب سے بڑے پوتے سوڈھی مہربان جی سمت ۱۶۲۶ بکرمی مطابق ۱۵۶۹ء میں پیدا ہوئے تھے [3] اور ان کی وفات سمت ۱۶۹۴ بکرمی مطابق ۱۶۳۶ء میں ہوئی تھی۔ [4]

پس اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ سمت ۱۷۱۵ بکرمی (۱۶۵۸ء) اس جنم ساکھی بھائی بالا کے لکھے جانے کا زمانہ ہے۔ تو یہ زمانہ وہ تھا جبکہ سکھوں کے ساتویں گورو گدی پر تشریف فرما تھے۔ ساتویں گورو ہررائے جی کا زمانہ سکھ ودوانوں نے سمت ۱۶۸۶ بکرمی (۱۶۲۹ء) سمت ۱۷۱۸ بکرمی (۱۶۶۱ء) بیان کیا ہے [5] تو اس صورت میں یہ ثابت ہو گا کہ یہ جنم ساکھی

---

[1]:۔ تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۲ ؛ [2]:۔ گورو گرنتھ صاحب بھیروں محلہ ۵ صفحہ ۱۱۶۰ ؛ [3]:۔ سوڈھی مہربان جیون تے ساہت صفحہ ۶۲، صفحہ ۶۳ ؛ [4]:۔ سوڈھی مہربان جیون تے ساہت صفحہ ۹۵ ؛ [5]:۔ مہان کوش صفحہ ۱۹۹، سکھ اتہاس حصہ اوّل صفحہ ۲۶۸۔ گورو بنسا دلی صفحہ ۱۱۱، صفحہ ۱۱۲ ؛

سوڈھی مہربان جی کی وفات سے انیس سال بعد وجود میں آئی تھی۔ اس لئے یہ سوال پیدا نہیں ہوسکتا کہ سوڈھی مہربان نے اس کے بیان کردہ کسی واقعہ کو بگاڑنے کی کوشش کی ہو۔ ایک سکھ ودوان پروفیسر پیارا سنگھ نے تو یہاں تک لکھدیا ہے :-

"بھائی بالے والی جنم ساکھی کے مصنف نے پوراتن جنم ساکھی اور سوڈھی مہربان والی جنم ساکھی سے بہت استفادہ کیا ہے"۔ [1]

پس اشوک جی کا یہ بیان کرنا کہ سوڈھی مہربان جی نے اپنی جنم ساکھی میں جنم ساکھی بھائی بالا کے خلاف لکھا۔ اور گوروجی کے پیروں کے ساتھ مکہ یا کعبہ گھومنے والی روایت کو بدل ڈالا۔ بالکل خلاف واقع ہے اور سرے سے بے بنیاد بات ہے۔ قدیمی جنم ساکھیوں میں تو یہ روایت سرے سے موجود ہی نہیں۔ واقعات بتاتے ہیں کہ ۱۸۷۱ء تک جنم ساکھی بھائی بالا میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ دیوان بوٹا سنگھ جی نے جو جنم ساکھی ۱۸۷۱ء میں شائع کی۔ اس میں بھی یہ روایت درج نہیں۔ اس کے بعد کی جنم ساکھیوں میں اس روایت کو داخل کیا گیا۔ باقی رہا سوڈھی مہربان جی کا بھائی گورداس کے قول "پھریا مکہ کلا دکھاری" کے خلاف لکھنا اور اسے بدل ڈالنا۔ اس بارہ میں بھی اشوک جی کو ٹھوکر ہی لگی ہے۔ اور انہوں نے تحقیق نہیں کی۔ اشوک جی نے اپنے اس بیان میں سوڈھی مہربان پر بھائی گورداس جی کے "پھریا مکہ کلا دکھاری" کو بدلنے کا الزام دیا ہے یہ بیان ان کے خود اپنے دوسرے بیان کی رُو سے غلط ہے جس میں انہیں اعتراف ہے کہ سوڈھی مہربان کی جنم ساکھی بھائی گورداس جی کی واروں سے قبل کی تصنیف ہے چنانچہ جنم ساکھی سوڈھی مہربان کے دیباچہ میں مرقوم ہے :-

"مہربان کی تصنیف شدہ جنم ساکھی بھائی گورداس کی واروں سے بھی قبل کی تصنیف ثابت ہوتی ہے"۔ [2]

اس صورت میں یہ کیونکر باور کیا جاسکتا ہے کہ سوڈھی مہربان نے اپنی جنم ساکھی میں واراں بھائی گورداس کا قول "پھریا مکہ کلا دکھاری" بدل ڈالا تھا۔ جب مہربان نے

---

[1] :- جنم ساکھی گورو نانک جی سوڈھی مہربان والی دیباچہ صفحہ ۹۱ ؛ [2] :- جنم ساکھی گورو نانک دیوجی مصنفہ سوڈھی مہربان دیباچہ صفحہ ۸۲ ؛

اپنی جنم ساکھی لکھی۔ اس وقت تو واروں کا وجود ہی نہ تھا۔ البتہ اس سے یہ ضرور واضح ہوجاتا ہے کہ بھائی گورداس جی نے خواہ مخواہ ایک غلط۔ بے بنیاد اور خلاف واقعہ بیہودہ بات واروں میں خود درج کردی۔ یا کسی اور نے بعد میں شامل کردی۔ سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ واراں بھائی گورداس بھی دوسرے لوگوں کے تصرف سے نہیں بچ سکیں۔ اور اس میں ردّ و بدل کردیئے گئے۔ [1]

جب ہم اس بارہ میں مزید غور کرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ گورو ارجن جی کے زمانہ تک گورو نانک جی کے مکہ یا کعبہ کو گھما دینے والی روایت سے کوئی سکھ آشنا نہ تھا! ورنہ گورو ارجن جی ہی اس کے قائل تھے کہ گورو نانک جی نے اپنے پیروں کیساتھ مکہ یا کعبہ کو پھیر دیا تھا۔ اگر ایسی بات ہوتی تو گورو ارجن جی اسے گورو گرنتھ صاحب مرتب کرواتے وقت ضرور ضرور درج کروا دیتے۔ ہم گورو گرنتھ صاحب میں ایک جگہ نہیں بلکہ پانچ مختلف مقامات پر پڑھتے ہیں کہ بھگت نام دیوجی نے مندر گھما دیا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے :-

(۱) اہنکاریاں نندکاں پٹھ دے نام دیو مکھ لایا۔ [2]

(۲) کھتری براہمن سُودُ دے چھوڈے ہر نام دیو مکھ لائے۔ [3]

(۳) جیوں جیوں نامہ ہرگن اچرے بھگت جناں کو دیہرا پھرے۔ [4]

(۴) جو گور دیو دیہرا پھرے۔ [5]

(۵) پھیر دیا دیہرا نامے پنڈتن کو پچھوارلا۔ [6]

مگر کعبہ گھومنے یا مکہ پھرنے کا ایک جگہ بھی ذکر نہیں ملتا۔ اس سلسلہ میں ایک سکھ ودوان نے یہ بیان کیا ہے :-

"ست گوروجی نے مندر گھوم جانے کی شہادت دی ہے۔ بعض لوگ جو کرامت

---

[1] :- شبد انتک لگاں ماتراں دے گجھے بھید صفحہ ۹ ؛ [2] :- گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۱۵۴ ؛

[3] :- گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۷۳۳ ؛ [4] :- گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۱۶۴ ؛

[5] :- گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۱۶۷ ؛ [6] :- گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۲۹۳ ؛

کے قائل نہیں۔ اس کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ مندر کا منہ پھر جانے سے مُراد اچھوت جاتیوں کے لئے مندر کھل جانا ہے۔" ؎۱

نام دیو جی کے لئے مندر کے گھوم جانے سے مراد خواہ کچھ ہی ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ گورو ارجن جی نے خود یہ بات گورو گرنتھ صاحب میں درج کروائی۔ کہ ان کے لئے مندر گھوم گیا تھا۔ اب قابل غور سوال یہ ہے کہ اگر فی الحقیقت گورو نانک جی نے کعبہ یا مکہ معظمہ کو گھما دیا تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ گورو ارجن جی نے ایک ہندو بھگت نام دیو جی کا یہ "معجزہ" تو گورو گرنتھ صاحب میں پانچ مرتبہ درج کر دیا کہ انہوں نے مندر گھما دیا تھا۔ مگر گورو نانک جی کے مکہ یا کعبہ گھمانے کا کوئی اشارہ تک نہ کیا۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہے کہ اس وقت تک سکھ دنیا کو کعبہ یا مکہ پھر جانے کی کوئی روایت نہیں ملی تھی۔ ورنہ گورو ارجن جی جو سکھ ودوانوں کے بقول گورو نانک جی کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھتے تھے:۔

"سب تے وڈا ست گور نانک جن کل راکھی میری" ؎۲

ان کا مکہ معظمہ یا کعبہ شریف کو گھما دینا گورو گرنتھ صاحب میں ضرور درج کروا دیتے۔

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب سکھوں نے گورو گرنتھ صاحب میں یہ پڑھا کہ بھگت نام دیو کے لئے مندر گھوم گیا تھا؎۳ تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ گورو نانک جی کی

؎۱:۔ رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۵۸ء ؎۲:۔ گورو گرنتھ صاحب ص ۷۵۰

؎۳:۔ مشہور سکھ سکالر سردار جی بی سنگھ جی ریٹائرڈ ڈپٹی پوسٹماسٹر جنرل (آنجہانی) کے نزدیک بھگت نام دیو جی کا مندر گھمانا بھی بعد کو لوگوں نے مشہور کر دیا ہے۔ ان کی سوانح عمری میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ (ملاحظہ ہو بھگت نام دیو جی کا جیون چرتر ٹریکٹ خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی ص ۲۸۵ ص ۲۸۶ ص ۲۸۷ و رسالہ پنجابی ساہت اپریل ۱۹۴۴ء)۔ سردار جی بی سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ نام دیو گورو کی تلاش کے لئے گھر سے نکلا۔ تو دسوبا نام کا ایک شخص جوتوں کے ساتھ ہی ایک مندر میں داخل ہوا۔ اور ٹھاکروں پر پاؤں رکھ کر سو گیا۔ نام دیو نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا۔ اس نے نام دیو سے کہا کہ جدھر تیرے ٹھاکر نہیں ہیں میرے پاؤں ادھر کر دیں۔ ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ نام دیو یہ سنکر سوچ میں پڑ گیا کہ دیو کے بغیر تو کوئی جگہ خالی نہیں۔ یہ بات نام دیو کے دل میں لگی۔ (ملاحظہ ہو بھگت نام دیو کا جیون چرتر ٹریکٹ ۲۸۶، ص ۲۳۲ و رسالہ

طرف بھی کوئی اس قسم کی کرامت منسوب کر دینی چاہیئے۔ ورنہ وہ سب سے بڑے گورو ثابت نہ ہو سکیں گے۔ تو انہوں نے بھگت نام دیو جی کے مندر گھمانے کی نقل میں لکھدیا کہ گورو نانک جی نے بھی مکہ پھیر دیا تھا۔

چنانچہ اس بارہ میں ایک سکھ ودوان سردار جی۔ بی سنگھ جی ریٹائرڈ ڈپٹی پوسٹماسٹر جنرل لکھتے ہیں:۔

"اب سوچو کہ مکے کے پھرنے یعنی کعبہ کے گھومنے کا خیال کہاں سے آیا؟ صوفی فقیروں کی سوانح عمریوں میں سے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔ خود گورو گرنتھ صاحب میں درج شدہ بانی میں نام دیو کے لئے مندر کا گھوم جانا بیان کیا گیا ہے۔" ؎۱

سردار صاحب موصوف نے آگے چل کر یہ بیان کیا ہے:۔

"مکہ گھومنے والی کہانی شروع سے لے کر آخر تک کیسی بناوٹی اور جھوٹی نظر آتی ہے۔ نقل بھی کی ہے تو ایسی کہ پڑھ کر نقل کرنیوالے کی عقل پر رونا آتا ہے۔

یاد رہے کہ نام دیو پنجاب میں پھرتا رہا۔ اس کے نام پر ایک مندر موضع گھمان ضلع گورداسپور میں اس ذات برادری کے چھینبوں کا بنایا ہوا موجود ہے۔ نام دیو کی ہندی زبان کی تصنیف مرہٹی الفاظ کی ملاوٹ (جس کو پدے کہتے ہیں)، پنجاب میں عام رائج تھی۔ اور خود گورو گرنتھ صاحب میں بھی بہت سی درج ہے۔ پس یہ کہنا پڑے گا کہ مکے کی گوشٹ لکھنے والے نے نام دیو والی کہانی سرقہ کر کے اپنی بے سمجھی سے ایک بے جوڑ قصہ بنا کر لکھدیا۔" ؎۲

پس سکھ محققین کے بقول گورو نانک جی کا اپنے پاؤں سے مکہ یا کعبہ گھمانا کوئی تاریخی واقعہ نہیں۔ یہ تو نام دیو جی کے مندر گھمانے کی نقل میں ایک افسانہ ہے جو کسی

؎۱:۔ رسالہ پنجابی ساہت اپریل ۱۹۴۴ء ص ۵۹

؎۲:۔ " " " " ص ۶۳، ۶۴

نااہل نے گورو نانک جی کے نام سے جوڑ دیا ہے۔ اگر گورو ارجن جی کے نزدیک گورو نانک جی نے ایسا کوئی معجزہ دکھایا ہوتا تو یہ ضروری تھا کہ وہ بھگت نام دیو جی کا مندر گھمانا درج کرنے کے ساتھ اسے بھی گورو گرنتھ صاحب میں درج کر دیتے۔

سوڈھی مہربان جی نے کوئی ردوبدل نہیں کیا۔ جب ان کے وقت یہ روایت ہی موجود نہیں تھی۔ وہ کیسے لکھ دیتے۔ جنم ساکھی بھائی بالا میں بھی اسے بہت دیر کے بعد شامل کیا گیا ہے۔ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ تو گورو گوبند سنگھ جی کے بعد وجود میں آئی ہے

اشوک جی نے جنم ساکھیوں میں کئے گئے ردوبدل اور خانہ کعبہ یا مکہ معظمہ کے گھوم جانے کے سلسلہ میں جنم ساکھی بھائی منی سنگھ کا ذکر سند کے طور پر کیا ہے حالانکہ سکھ محققین کو مسلّم ہے کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے۔ جو غلط طور پر بھائی منی سنگھ جی کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ دراصل بھائی صاحب موصوف اس کے مصنّف نہیں ہیں۔ اس بارہ میں سردار کرم سنگھ ہسٹورین نے بیان کیا ہے:۔

"دوسری جنم ساکھی بھائی منی سنگھ جی کی ہے۔ بہت لوگوں نے یہ شک کیا ہے کہ یہ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ جی کی نہیں ہے۔" [1]

ایک اور سکھ ودوان گیانی ایشر سنگھ جی نارا نے اس جنم ساکھی کے متعلق یہ بیان کیا ہے:۔

"بھائی منی سنگھ جی کے نام کی جنم ساکھی بھی اسی بنا پر بعد کو ہی (مہربان کی اولاد میں سے کسی نے) لکھی اور نام بھائی منی سنگھ رکھا۔ بھائی منی سنگھ نے نہ کوئی جنم ساکھی لکھی اور نہ لکھوائی ہے۔ اور نہ اپنے دستخط کئے ہیں۔" [2]

ایک اور مقام پر گیانی صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

"بھائی منی سنگھ کے نام کی جو جنم ساکھی ہے وہ بعد کو کسی نے من مرضی سے لکھی ہے۔ اور جعلی نام بھائی منی سنگھ کا شامل کیا ہے۔ تاکہ اس مشہور مصنّف کے

---

[1]: ۔ کتک کہ وساکھ صفحہ ۲۵ ؛ [2]: ۔ وساکھ نہیں کتک صفحہ ۲۷ ؛

نام سے ان کی طرف سے لکھا گیا۔ گورو نانک کا جنم دن وساکھ شدی تیج شہرت پا جائے۔" [1]

ایک اور سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے:۔

"بھائی منی سنگھ جی۔ یہ ساکھی بھائی منی سنگھ کے نام پر مشہور ہے۔ خواہ اسکا مصنّف کوئی اور شخص ہے۔ کیونکہ اس کی زبان موجودہ زمانہ کی ہے۔ اور اگر بھائی منی سنگھ نے ہی ساکھی بنائی ہے۔ تو وہ گم ہو چکی ہے۔" [2]

جو لوگ اس جنم ساکھی کو بھائی منی سنگھ جی کی تصنیف تسلیم کرتے ہیں وہ اس بات کے قائل ہیں کہ اس میں بھی لوگوں نے بعد کو بہت ردّوبدل کر دیئے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی بیان کرتے ہیں:۔

"یہ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ نے بابا بندہ کی شہادت کے بعد لکھی وہ بولتے گئے اور کاتب لکھتے گئے۔ پتھر کے چھاپوں اور پرانے نسخوں کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں اداسیوں۔ ویدانتیوں اور پورانک کتھاؤں کے ماہروں نے کئی باتیں ملا دی ہیں۔" [3]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے لکھا ہے:۔

"گیان رتناولی بھائی گورداس کی پہلی وار کی تفسیر بھائی منی سنگھ جی کی تصنیف ہے..... بھائی صاحب کی تصانیف میں دوسرے مذاہب کے لوگوں نے بہت گڑبڑ کر دی ہے جسکا فیصلہ کرنا عام ودوانوں کیلئے محال ہے۔" [4]

ان باتوں کے باوجود سکھوں میں ایسے ودوان بھی موجود ہیں جو اس جنم ساکھی سے متعلق یہاں تک لکھتے ہیں کہ:۔

"سکھ پنتھ میں آپ یعنی (بھائی منی سنگھ) کی دو تصانیف "جنم ساکھی گورو نانک دیو جی" اور "سکھاں دی بھگت مال" قابل قبول اور مستند کتب ہیں۔" [5]

---

[1]: ۔ وساکھ نہیں کتک صفحہ ۲۲۲ ؛ [2]: ۔ جنم ساکھی میکالف والی دیباچہ صفحہ ۳ ؛ [3]: ۔ جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۲۳۹ ؛ [4]: ۔ گورمت سدھاکر صفحہ ۳۶۳ حاشیہ ؛ [5]: ۔ خالصہ جی دے پنج ہیرے صفحہ ۲۵۳ ؛

سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے بھی اس جنم ساکھی کو سند کے طور پر پیش کیا ہے گویا کہ یہ ان کے نزدیک ایک مستند کتاب ہے۔ مگر ایک ایسی جنم ساکھی کو جس کی اپنی حیثیت ہی مشکوک ہو۔ اور جس میں کافی ردّوبدل بھی ہو چکے ہوں۔ کسی مسئلہ کی چھان بین یا تحقیق کے لئے سند تسلیم کرنا سردار شمشیر سنگھ جی اشوک کی صریح غلطی ہے جس کتاب کی اپنی ہستی ہی مشکوک ہو وہ دوسرے شکوک کا ازالہ نہیں کر سکتی۔

ایک اور سکھ ودوان گیانی گرجا سنگھ جی نے بھائی منی سنگھ جی کی "تاریخ ولادت مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی ہے:۔

"بھائی (منی سنگھ) جی کی پیدائش چندر بنسی بھاردواجی پنوار گوت کے راجپوت بھائی مائی داس کے ہاں یکم چیتر شدی دوادشی انوار سمت ۱۷ بکرمی ۱۰ مارچ ۱۶۴۴ء کو ماتا مدھری بائی کے شکم سے موضع علی پور شمالی میں ہوئی۔ جو آج کل ضلع مظفر گڑھ (پاکستان) میں ہے۔" [۱]

گویا کہ بھائی منی سنگھ جی سوڈھی مہربان کی وفات سمت ۱۶۹۴ بکرمی مطابق ۱۶۳۷ء کے سات آٹھ سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ اور ان کی طرف منسوب شدہ جنم ساکھی سمت ۱۷۹۰ بکرمی مطابق ۱۷۳۳ء میں وجود میں آئی تھی۔ یعنی سوڈھی مہربان جی کی وفات سے ۹۶ سال بعد۔ اس صورت میں اشوک جی کا یہ بیان کرنا سوڈھی مہربان جی نے جنم ساکھی بھائی منی سنگھ جی کے کسی واقعہ میں کوئی ردوبدل کیا۔ ایک لایعنی بات ہے۔ جس کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ میں گورو نانک جی کا مکّہ جانا بیان کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے وہ بھی مضحکہ خیز ہے۔ اور جنم ساکھیوں سے نرالا ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے:۔

"بابا جی مسیت دے ممبر نال سمادھ لائے بیٹھے۔ ...... مکّے دے محراب ول قدم کر کے بابے جی خواب کیتا ہو یا سی ...... تاں جیون جھاڑو کش نے بابے نوں ٹنگوں پکڑ گھسیٹیا۔ پر جدھر بابے دے پیر جاون اودھر مکّے دا محراب چلیا جائے۔ تاں سب حاجی حیران ہو کر تعظیم کرنے لگے۔" [۱]

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اشوک جی نے جنم ساکھی بھائی منی سنگھ دیکھے بغیر ہی اسے سند کے طور پر پیش کر دیا ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورو نانک جی مکہ معظمہ میں رات کے وقت کسی مسجد میں سوئے تھے کیونکہ ممبر تو مساجد میں ہوا کرتے ہیں۔ اور اس جنم ساکھی میں بھی یہی مرقوم ہے کہ گورو جی مسجد کے ممبر کے ساتھ سمادھ لگا کر سوئے تھے۔ اور اپنے پاؤں گورو جی نے مکّے کے محراب کی طرف کر دیئے تھے۔ مکّہ تو ایک شہر ہے اور محراب مساجد میں بنائے جاتے ہیں۔ شہر کا محراب تو ایک بے معنی سی بات ہے۔

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے محراب سے متعلق یہ بیان کیا ہے

"محراب۔ مسجد کا وہ ڈاٹ جو مکّے کی طرف ہوتا ہے۔ جس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھی جاتی ہے۔" [۲]

الغرض جنم ساکھی بھائی منی سنگھ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورو نانک جی نے مکہ معظمہ پہنچ کر کسی مسجد میں قیام کیا تھا۔ اور وہاں رات کو اس مسجد کے ممبر کے ساتھ ٹیک لگا کر سو گئے تھے۔ اور اپنے پاؤں مکّے کے محراب کی طرف کر دیئے تھے۔ نہ معلوم مکّے کے محراب سے کیا مراد ہے۔ کیونکہ مکّہ تو ایک شہر ہے۔ اور شہر کے محراب کا کیا مطلب؟ محراب میں مساجد[۳] امام الصلوٰۃ کے کھڑا ہونے کیلئے بنائے جاتے ہیں۔ اور ان کا رُخ مکّہ کی طرف نہیں بلکہ کعبہ کی طرف ہوتا ہے۔ اس صورت میں اشوک جی کا گورو نانک جی کے پیروں کے ساتھ مکّہ یا کعبہ گھومنے کے ثبوت میں بھائی منی سنگھ جی کی جنم ساکھی کا حوالہ دینا ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ بھائی منی سنگھ جی نے تو کعبہ یا مکّہ پھرنے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ بلکہ مکّے کے محراب کا گھوم جانا بیان کیا ہے۔ اور مکہ ایک شہر ہے جس کا محراب کوئی ہے ہی نہیں۔ اور نہ کسی شہر کا کوئی محراب بنایا جاتا ہے۔

ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے سوڈھی مہربان جی پر یہ الزام

---

[۱]:۔ شہید بلاس ص ۲۱، ص ۲۲ دیباچہ۔

[۱]:۔ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ (چھاپہ ٹائپ) ص ۳۵۵۔ [۲]:۔ مہان کوش ص ۲۶۔

لگایا ہے کہ اس نے مغلیہ حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اپنی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کا اپنے پیروں کے ساتھ مکہ یا کعبہ گھومنے کا ذکر نہیں کیا۔ اور ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ گورو ارجن جی نے پانچ مختلف مقامات پر ایک ہندو بھگت نام دیو جی کا مندر گھما دینا درج کیا ہے۔ مگر جس گورو نانک جی کو وہ "سب توں وڈا" یقین کرتے تھے۔ اس کا کعبہ یا مکہ کو گھما دینا ایک جگہ بھی درج نہیں کیا۔ کیا گورو ارجن جی نے بھی مسلمان حکومت سے ڈر کر ایسا کیا تھا؟ ہمارے نزدیک اس قسم کا خیال گورو جی کی شان کے سراسر خلاف ہے۔ پس حقیقت یہی ہے کہ اس وقت ایسی کوئی روایت موجود نہ تھی۔ یہ بعد کی بناوٹ ہے۔ ورنہ گورو ارجن جی اسے گورو گرنتھ صاحب میں ضرور شامل کروا دیتے اور اس تعلق میں کوئی شبد بھی بیان کر دیتے۔

پس سوڈھی مہربان جی نے اپنی تصنیف جنم ساکھی گورو نانک دیو جی میں وہی کچھ لکھا جو اسے گورو گھرانہ سے ملا۔ اور ان روایات کو ہی جمع کیا جو اس وقت مشہور تھیں۔ من جملہ ان روایات کے ایک روایت یہ بھی تھی کہ گورو نانک جی نے اپنی دوسری شادی ایک مسلمان خاتون سے کی تھی۔ آج سکھ ودوانوں کا محض اپنے تعصب کی بنا پر گورو جی کی اس شادی کا انکار کرنا۔ اور اس شادی سے متعلقہ ساکھی کو سکھ کتب سے خارج کر دینا کوئی پسندیدہ بات نہیں ہے۔

۲

پوتھی ہر جی

مصنفہ سوڈھی ہر جی ولد سوڈھی مہربان جی

اور

گورو نانک جی کی دوسری شادی

پوتھی ہرجی

مصنّفہ سوڈھی ہرجی ولد سوڈھی مہربان جی

اور

گورو نانک جی کی دوسری شادی

جب ہم گورو نانک جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی کے متعلق پراچین سکھ کتب کی چھان بین کرتے ہیں۔ تو "جنم ساکھی گورو نانک دیو جی" مصنّفہ سوڈھی مہربان کے بعد دوسری کتاب ان کے بیٹے ہرجی کی تصنیف "پوتھی ہرجی" ہمارے سامنے آتی ہے۔ ہرجی سکھ ودوانوں کے بقول سکھوں کے چوتھے گورو رام داس جی کے پڑپوتے۔ اور سوڈھی مہربان جی کے دوسرے فرزند تھے۔ سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے لکھا ہے:-

"سوڈھی مہربان (منوہر داس) کے تین لڑکے ہوئے[1] (۱) کرشن یا کمن مل (۲) ہرجی۔ اور (۳) چتربھج"۔[2]

بعض اور سکھ ودوانوں نے بھی ہرجی کو سوڈھی مہربان کا دوسرا بیٹا بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ یہ اپنے باپ مہربان کی وفات کے بعد اس کی گدی پر بیٹھا تھا۔ اور آٹھواں گورو کہلایا تھا۔ ان دنوں ان میں گورو صاحبان کی یہ ترتیب مانی جاتی تھی۔

(۱) گورو نانک جی (۲) گورو انگد جی (۳) گورو امرداس جی (۴) گورو رام داس جی۔ (۵) گورو ارجن جی (۶) گورو پرتھی چند جی (۷) گورو مہربان جی (۸) گورو ہرجی۔[3]

---

[1]:- سردار اشوک جی نے اپنی اسی کتاب میں ایک جگہ غلطی سے ہرجی کو سوڈھی مہربان کا اکلوتا بیٹا لکھ دیا تھا۔ (ملاحظہ ہو سوڈھی مہربان جیون تے ساہت ص۲) مگر انہیں جب اس غلطی کا احساس ہوا تو اس کی اصلاح کر دی (سوڈھی مہربان جیون تے ساہت ص۳)۔

[2]:- سوڈھی مہربان جیون تے ساہت ص۔

[3]:- پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج ص۲ دیباچہ، جنم ساکھی سوڈھی مہربان ص۲۸۶ دیباچہ۔ سوڈھی مہربان جیون تے ساہت ص۳۵۔

سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ سوڈھی مہربان اور ہرجی نے بانی بھی اچارن کی ہے۔ اور ان میں پہلے سکھ گورو صاحبان کی طرح نانک تخلّص کا بھی استعمال کیا ہے[1] اور ان کی بیان کردہ یہ بانیاں محلہ ۷ اور محلہ ۸ کے نام پر ملتی ہیں[2] بعض سکھ ودوانوں کے بقول اس گدی سے تعلق رکھنے والے بزرگوں نے اپنا گرنتھ بھی مرتب کیا تھا جس میں اپنی بانی کے ساتھ ساتھ پہلے چار گورو صاحبان۔ گورو نانک جی۔ گورو انگد جی۔ گورو امرداس جی اور گورو رام داس جی کی بانی بھی شامل کی تھی[3] گویا کہ یہ سوڈھی صاحبان خود کو گورو نانک جی کی گدی کا اصل وارث خیال کرتے تھے۔

سکھ ودوانوں کے بقول ہرجی نے گورو نانک جی کی جنم ساکھی بھی مرتب کی تھی۔ جیسا کہ ایک ودوان رقمطراز ہیں:-

"ہرجی پوتھی۔ یہ پوتھی گورو نانک کے سوانحی حالات کے ایک حصہ کو پیش کرتی ہے۔ اسے سوڈھی منوہر داس مہربان جی کے فرزند ہرجی نے لکھا اور لکھوایا ہے اس میں کل ۱۶۱ گوشٹیاں ہیں۔ اس پوتھی کا ایک قلمی نسخہ خالصہ کالج امرتسر کے سکھ ہسٹری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کی لائبریری میں محفوظ ہے.......

اس پوتھی کا کاتب کیشو داس تھا جس کے ذریعہ یہ سمت ۱۷۰۷ بکرمی (۱۶۵۰ء) ودی سات بھادوں کو مکمل ہوئی"۔[4]

بعض اور سکھ ودوانوں نے لکھا ہے کہ جنم ساکھی مہری گورو نانک دیو جی مصنّفہ سوڈھی مہربان کے آخر میں یہ مرقوم ہے:-

"اد پوتھی سچ کھنڈ ۱۶۷ ایک سو ستاسٹھ گوشٹی کی۔ تس دے آگے ہرجی پوتھی دوسری ۲-۶۱ اکاسٹھ گوشٹی کی۔ دوہاں پوتھیاں کی گوشٹیاں ۲۲۸ سمت ۱۷۰۰ بکرمی (در کھے ماہیں مِتی تے ہڑتال پھیری ہے) بھادوں ودی آیت وار

---

[1]:- بنسا ولی نامہ دساں پاتشاہیاں کا چرن ۵ - پرکھ ص۵ - پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج ص۵۔

[2]:- سوڈھی مہربان جیون تے ساہت ص۔

[3]:- بنسا ولی نامہ دساں پاتشاہیاں کا چرن ۵ پرکھ ص۵۔ سوڈھی مہربان جیون تے ساہت ص۲؟۔

[4]:- جنم ساکھی بھائی بالا ایڈٹ کردہ سردار سریندر سنگھ کوہلی ص۱، ص۱۱ (دیباچہ)۔

محمدی پور ہرجی پوتھی سمپورن ہوئی۔ گوشٹاں ۱۱۴۔ بھائی کیشوداس براہمن دی اکھریں لکھی گورو منشا پوری کیتی"۔ ؎۱

سردار کرپال سنگھ جی نے اس پوتھی کا تعارف یوں کروایا ہے :-

"یہ پوتھی ان ۶ جنم ساکھیوں میں سے ہے۔ جس کی اطلاع جنم ساکھی سوڈھی مہربان جی کے آخر میں دی ہوئی ہے۔ یہ پوتھی جنم ساکھی مہربان کے سلسلہ میں ہی لکھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں گورو نانک جی کے سوانح کو آگے چلایا گیا ہے۔ اور گورو نانک جی کے کرتار پور کے جیون کے متعلق لکھا گیا ہے۔ جنم ساکھی مہربان میں گورو نانک جی کے کرتار پور پہنچنے تک کے حالات کا ہی تذکرہ کیا گیا ہے"۔ ؎۲

خالصہ کالج امرت سر والوں نے اس پوتھی "ہرجی تے پوتھی چتر بھج" کو ایڈٹ کر کے ۱۹۶۹ء میں پہلی بار شائع کیا ہے۔ اس سے قبل یہ قلمی نسخوں کی شکل میں ہی چلی آ رہی تھی۔ اس کی اشاعت کے وقت جس نسخہ کو مدنظر رکھا گیا۔ وہ سمت ۱۸۳۷ بکرمی مطابق ۱۷۸۰ء کی نوشت ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے :-

"پوتھی ہرجی ابتداء میں ۱۶۵۰ء میں لکھی گئی۔ اور اس کی ایک نقل سمت ۱۸۳۷ بکرمی مطابق ۱۷۸۰ء میں ہوئی۔......

اس سے یہ واضح ہے کہ اس جنم ساکھی کا مسودہ جو شائع کیا جا رہا ہے۔ سمت ۱۸۸۵ بکرمی (۱۸۲۸ء) کی نقل ہے۔ اور اس سے قبل کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں۔ خواہ پوتھی ہرجی اور پوتھی چتر بھج سمت ۱۷۰۰ و سمت ۱۷۰۸ بکرمی میں لکھی گئی۔ انکا نسخہ کہیں نہیں ملتا۔ اور نہ سمت ۱۷۰۷ سے لے کر سمت ۱۸۸۵ بکرمی تک کوئی اور نسخہ ملتا ہے"۔ ؎۳

سکھ وِدوانوں کو مسلم ہے کہ پوتھی ہرجی میں گورو نانک جی کی مسلمانوں کے ہاں شادی کا تذکرہ موجود ہے۔ گو مختصر الفاظ میں۔ چنانچہ ڈاکٹر سریندر سنگھ جی کوہلی لکھتے ہیں۔ کہ

؎۱:- جنم ساکھی گورو نانک دیوجی مصنفہ سوڈھی مہربان صفحہ ۳۷ (دیباچہ)۔ پوتھی ہرجی تے چتر بھج صفحہ ۱۹ (دیباچہ)

؎۲:- " " " صفحہ ۳۶ ؎۳:- پوتھی ہرجی تے چتر بھج صفحہ ۶

ہرجی کی پوتھی میں یہ ساکھی یوں درج ہے :-

"اب ساکھی گورو بابے کی چلی۔ رنگھڑی نال گورو بابے دا دیاہ۔ رنگھڑی نال گورو بابے دا دیاہ ہوا۔ گورو بابا رنگھڑی منجھوت لیکر کرتار پور آیا"۔ ؎۱

ایک اور سکھ وِدوان سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ پوتھی ہرجی میں گورو نانک جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی درج ہے۔ اور یہ ساکھی اس پوتھی میں کسی اور نے نہیں۔ بلکہ خود سوڈھی ہرجی نے۔ جو اپنے زمانہ میں آٹھویں گورو کہلاتے تھے۔ درج کی ہے۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے :-

"سوڈھی ہرجی نے...... اپنی "ساکھی۔ پستک" میں پوتھی ہرجی کی ۷۷ ویں ساکھی ماتا منجھوت نام کی ایک رنگھڑی کی ساکھی بھی جو ایک "مصنوعی" ساکھی ہے۔ گورو جی کی دوسری شادی شدہ بیوی بنا کر گورو نانک کے نام کے ساتھ جوڑ دی ہے"۔ ؎۳

سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے سوڈھی ہرجی کا تعارف یوں کروایا ہے :-

"سمت ۱۶۹۶ بکرمی میں سوڈھی مہربان جی کی وفات پر اس کی جگہ سوڈھی ہرجی گدی نشین ہوا۔ یہ بھی باپ کی طرح بہت عالم۔ شاعر اور اعلیٰ درجہ کا انسان تھا...... سوڈھی ہرجی کو امرت سر میں ان دنوں بابا ہریا بھاگیں بھریا کہا جاتا تھا۔ سمت ۱۶۹۶ بکرمی (۱۶۳۹ء) سے سمت ۱۷۵۳ بکرمی (۱۶۹۶ء) تک تقریباً ۵۷ سال سوڈھی ہرجی کا دربار صاحب امرتسر پر قبضہ رہا"۔ ؎۴

اب قابل غور امر یہ ہے کہ سوڈھی ہرجی اپنے زمانہ کے ایک مشہور بزرگ وِدوان تھے انہیں گورو رام داس جی کا پڑپوتا۔ اور گورو ارجن کے بھائی کا پوتا ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور

؎۱:- پوتھی ہرجی قلمی ورق ۳۸۷ منقول از جنم ساکھی بھائی بالا ایڈٹ شدہ سریندر سنگھ کوہلی شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ صفحہ ۲۶ دیباچہ ؎۲:- پوتھی ہرجی کی جملہ ساکھیاں ۸۲ ہیں۔ پوتھی ہرجی تے پوتھی چتر بھج صفحہ ۶۱ دیباچہ ؎۳:- پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی کی صفحہ ۲۸ دیباچہ

؎۴:- پوتھی ہرجی تے پوتھی چتر بھج دیباچہ صفحہ ۶۱

جسے علم میں بھی کافی مہارت حاصل تھی۔ لوگ بھی عزّت اور احترام کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ اسے گورو نانک جی کی طرف کوئی مصنوعی ساکھی منصوب کرنے کی کیا ضرورت تھی وہ خود بھی سکھوں کا آٹھواں گورو کہلانے کی وجہ سے گورو نانک جی کو اپنی گدّی کا مورث اعلیٰ اور اپنا پیشوا سمجھتا تھا۔ اور خود محلہ ۸ کے عنوان سے بانی بھی بیان کیا کرتا تھا اور اس کے آخر میں "نانک" کا تخلص بھی استعمال کرتا تھا۔ اشوک جی نے خود ہی بیان کیا ہے :۔

"سوڈھی پرتھی چند اپنے فرقہ کی نگاہ میں محلہ ۶ ۔ سوڈھی مہربان محلہ ۷ ۔ اور سوڈھی ہرجی محلہ ۸ تھے۔" [1]

یعنی :۔

"مہربان پرتھی چند کا اکلوتا بیٹا تھا۔ باپ کی طرح وہ بہت بڑا عالم اور شاعر تھا۔ اس کی اور اس کے بیٹے ہرجی کی بانی محلہ ۷ اور محلہ ۸ کے عنوان پہ ملتی ہے۔" [2]

ان ہر دو حوالوں سے واضح ہے کہ اشوک جی کے نزدیک بھی سوڈھی ہرجی خود کو سکھ گورو صاحبان سے کوئی الگ وجود نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ اسی سلسلہ کا فرد تصوّر کرتے تھے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ وہ فی الحقیقت آٹھویں گورو تھے یا نہیں۔ تاریخ سے یہ ثابت ہے۔ اور سکھ ودوانوں کو بھی مسلّم ہے۔ کہ سوڈھی ہرجی کو ان کے والد سوڈھی مہربان جی نے (جو ساتویں گورو کہلاتے تھے) اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ اور اپنے بعد گور گدّی سونپی تھی۔ اور ہفتہ دو ہفتے نہیں۔ مہینہ دو مہینے نہیں۔ سال دو سال نہیں۔ پورے ۵۷ سال تک آٹھویں گورو کی حیثیت سے دربار صاحب امرتسر پر قابض رہے تھے۔ اور ان کو اتنا اثر و رسوخ اور دبدبہ حاصل تھا کہ گورو گوبند سنگھ جی کے والد ماجد گورو تیغ بہادر جی کو بھی انہوں نے دربار صاحب امرتسر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی تھی [3] اور سکھ ٹس سے مس نہ ہوئے تھے۔ عقل سلیم یہ تسلیم کرنے سے قاصر ہے کہ سوڈھی ہرجی

---

[1] :۔ پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج دیباچہ صفحہ ۶ ؛ [2] :۔ سکھی تے سکھ اتہاس صفحہ ۸۲

[3] :۔ " " " " صفحہ ۶۱ ؛

جس گورو نانک جی کا خود کو جانشین سمجھ کر آٹھواں گورو کہلاتا تھا۔ اسی نانک کو بدنام کرنے کے لئے اُس کے پاک و مطہر چہرے پر کلنک کا ٹیکہ لگانے کے لئے اور اس نے اسی کی زندگی کو داغدار کرنے کے لئے کوئی مصنوعی ساکھی اپنی جنم ساکھی میں داخل کر دی ہو۔ جس گدّی کا مورث اعلیٰ اپنے جانشین کہلانے والے کے نزدیک ہی گندہ ہو۔ وہ خود پاک مطہر کہلانے کے مستحق کیونکر ہو سکتا ہے ؟

سکھ ودوان عموماً یہ کہتے ہیں کہ ان کے تسلیم شدہ سکھ گورو صاحبان کے علاوہ جن لوگوں نے بھی اپنے کلام میں "نانک" تخلص استعمال کیا ہے۔ وہ قابل قبول نہیں۔ ان کے نزدیک یہ حق صرف اور صرف ان لوگوں کو ہی حاصل ہے جو گورو مقرر ہوئے۔ لیکن اس حقیقت سے کسی بھی واقف کار کو انکار نہیں ہو سکتا کہ گورو گرنتھ صاحب میں ایسا کلام بھی درج ہے۔ جو سکھ گورو صاحبان کے اس دور سے تعلق رکھتا ہے جبکہ وہ ابھی گورو مقرر نہیں ہوئے تھے۔ اور اس میں "نانک" کا لفظ بطور تخلص کے مستعمل ہے [1] اور بعض جگہ ایسی بانی بھی درج ہے۔ جو غیر گورو کی ہے۔ اور اس میں بھی نانک لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ راگ بہاگڑا کی وار میں بھائی مردانہ جی کے بیان کردہ تین شلوک [2] یہ سب جانتے ہیں کہ بھائی مردانہ جی کسی زمانہ میں بھی گورو نہیں بنے تھے۔ اور وہ گورو نانک جی کے بعد بھی زندہ رہے تھے۔ [3]

یہ عجیب بات ہے کہ ہمیں کوئی غیر مستند کتاب بھی ایسی نظر نہیں آتی جس میں یہ مرقوم ہو کہ گورو نانک جی نے کوئی ایسی وصیّت کی تھی کہ فلاں فلاں شخص اپنی بانی میں میرا نام "نانک" بطور تخلص کے استعمال کر سکتا ہے۔ اور فلاں فلاں نہیں۔ پس جتنے لوگوں نے اپنی بیان کردہ بانی میں "نانک" کا لفظ تخلص کے طور پر استعمال کیا۔ وہ ان کی اپنی خواہش کا نتیجہ تھا۔ گورو نانک جی کی طرف سے انہیں ایسی کوئی ہدایت یا اجازت نہیں تھی۔ چونکہ سوڈھی مہربان اور سوڈھی ہرجی وغیرہ خود کو گورو نانک جی کا جانشین سمجھتے تھے اور محلہ ۷ اور محلہ ۸ کہلاتے تھے۔ ان کے عقیدتمند اور مرید بھی انہیں اپنے ساتویں اور

---

[1] :۔ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱، صفحہ ۹۴، صفحہ ۵۹۲، صفحہ ۹۱۷ ؛ [2] :۔ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۵۵۳ ؛

[3] :۔ پوراتن جنم ساکھی گورو نانک دیو جی کی شائع کردہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر ۱۹۰۱، صفحہ ۲۱ ؛

آٹھویں گورو ہی تسلیم کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے گورو نانک جی کی نیابت میں اپنی بانی بیان کی ہے۔ اور اس میں نانک کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور امتیاز کے لئے اس پر محلہ ۷ اور محلہ ۸ کا عنوان دیا ہے۔ پس اس صورت میں ان کی بانی کو فرضی یا جعلی بانی قرار دینے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ سردار اشوک جی نے بیان کیا ہے۔ سوڈھی مہربان نے اپنے آخری وقت اپنے فرزند ارجمند سوڈھی ہرجی سے یہ کہا تھا۔ وہ اپنا کلام "نانک" نام سے پیش کرے۔ جیسا کہ مرقوم ہے:۔

"سوڈھی مہربان نے ..... اپنے آخری وقت میں اپنے بیٹے ہرجی کو ہدایت کی تھی:۔

"تیری بانی بھی ہووے گی۔ پر بھوگ نانک کا ہی پادنا"۔ [۱]

کسی اور گورو نے یا خود گورو نانک جی نے اپنے جانشین کو ایسی کوئی وصیت کی ہو کہ وہ اپنی بانی میں نانک کا لفظ استعمال کر سکتا ہے ہماری نظر سے نہیں گذری۔ سکھ کتب میں محلہ ۶۔ محلہ ۷ اور محلہ ۸ کے عنوانوں پر بانی ملتی ہے [۲] جسے سکھ دنیا سوڈھی پرتھی چند۔ سوڈھی مہربان اور سوڈھی ہرجی کی بیان کردہ بانی تسلیم کرتی ہے [۳] اور اسے فرضی اور جعلی بانی قرار دے کر گوربانی کا درجہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ مگر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جن بزرگوں کو سکھ دنیا اصل اور حقیقی چھٹا گورو۔ ساتواں گورو اور آٹھواں گورو تسلیم کرتی ہے۔ یعنی گورو ہرگوبند جی۔ گورو ہررائے جی اور گورو ہرکرشن جی (جو سکھ عقیدہ کے مطابق گورو نانک جی کے ہی "جامہ" میں آئے تھے [۴]) ان کا بیان کردہ کوئی شبد یا شلوک

---

[۱]:۔ پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج صفحہ ۹۳ ؛ پوراتن جنم ساکھی گورو نانک دیو جی صفحہ ۱۹ و صفحہ ۱۹۳ و صفحہ ۲۱۰ ؛

[۲]:۔ گورمت مارتنڈ حصہ دوم (مصنفہ گیانی لال سنگھ) صفحہ ۱۱۔ پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج صفحہ ۸۹ دیباچہ ؛

[۳]:۔ سوڈھی مہربان جی۔ جیون تے ساہت صفحہ ۶ رسالہ جیون سندیش پٹیالہ اتہاس نمبر مئی ۱۹۵۱ء۔ پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج دیباچہ صفحہ ۸۹ ؛

[۴]:۔ گیانی اودہم سنگھ جی بیان کرتے ہیں:۔ "گورو جوت ایک تھی۔ ... گورو صاحبان کے دسوں جاموں میں ایک ہی جوت روشن تھی۔ ... ہمارے گورو دس نہیں۔ گورو کے دس جامے ہیں۔ گورو ایک ہی گورو نانک ہے"۔

(سچا گورو صفحہ ۸۵)

کہیں دستیاب نہیں۔ سکھ ودوانوں کے بقول انہوں نے کوئی شبد یا شلوک اچارن ہی نہیں کیا تھا۔ حالانکہ ایسے وقت میں جبکہ مقابل پر چھٹا گورو۔ ساتواں گورو اور آٹھواں گورو کہلانے والے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اصل حقداروں کے لئے ضروری تھا کہ وہ میدان میں آکر "جھوٹے گوروؤں" کا مقابلہ کرتے۔ اور بانی اچارن کر کے لوگوں کی راہنمائی کرتے۔ تاکہ دنیا ان کی بیان کردہ بانی اور جھوٹے گوروؤں کی بانی کا موازنہ کر کے فیصلہ کر لیتی کہ اصل بانی کونسی ہے۔ اور جعلی کونسی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔

یہ درست ہے کہ گورو نانک جی کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی لوگوں نے ان کے نام پر جعلی شبد بنانے شروع کر دیئے تھے۔ لیکن ان شبدوں پر کسی نے بھی خود کو نانک کا جانشین ظاہر کرنے کے لئے اپنا نام نہیں دیا۔ بلکہ انہوں نے محلہ اکی بانی ہی ظاہر کی۔ لیکن سوڈھی مہربان۔ سوڈھی ہرجی وغیرہ نے جو بانی تصنیف کی اس میں انہوں نے محلہ ۶۔ محلہ ۷ اور محلہ ۸ کے عنوان دیئے۔ اور یہ ظاہر کیا کہ وہ گورو جی کی نیابت میں اور ان کا جانشین ہونے کی حالت میں اپنا کلام پیش کر رہے ہیں نہ کہ سکھ گورو صاحبان کے مقابل پر۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان پروفیسر پرکاش سنگھ جی بیان کرتے ہیں:۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ سوڈھی مہربان ایک اچھا عالم تھا۔ اور اچھا شاعر بھی۔ اس نے ..... محلہ ۶ اور اس کی اولاد نے محلہ ۷ اور محلہ ۸ کے تحت نقلی بانی بیان کی۔ بعض قلمی گورو گرنتھ صاحب کے نسخوں میں غلطی سے یا دھوکہ سے ان کی بانی بھی شامل ہو گئی۔ یا عمداً شامل کر دی گئی"۔ [۱]

بقیہ حاشیہ:۔ ایک اور مقام پر گیانی صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

"جسم کبھی بھی کسی کا گورو نہیں ہوا۔ اور نہ ہی سکھ پنتھ کا گورو جسم تھا۔ گورو پہلے بھی "شبد" ہی تھا۔ جوت روپ ہے۔ اور آج بھی شبد ہی ہے۔ دوسرے یہ کہ سکھ قوم کے گورو دس نہیں ہوئے۔ جامے دس تھے۔"

(رسالہ گورمت پرکاش امرتسر فروری ۱۹۶۲ء)

[۱]:۔ پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج صفحہ ۸۹ دیباچہ ؛

ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ یہاں پر محلہ ۶ - محلہ ۷ اور محلہ ۸ کا بیان کردہ ایک ایک شلوک یا شبد نمونہ کے طور پر پیش کر دیں۔ جیساکہ مرقوم ہے :-

شلوک محلہ ۶ چھیواں

جو سنتاں دی سیوا کرے سو آیا پروان

سنت منتر لے ہر دے راکھے تاں تھر ہوئے پران

جس ملیاں من سنتوکھ ہوئے کوئی ایسا ہووے سنت

بابا موہ مٹائیکے دان کرے ہر منت

محلہ ۶

نانک ست گور پورا تاں ملے جو پورن ہووے بھاگ

من اچھے پھل پائیئے تاں سدا کھیلا ٹیٹے پھاگ [۱]

اس مندرجہ بالا بانی میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں۔ جسے گورو گرنتھ صاحب میں درج شدہ بانی کے خلاف قرار دیا جائے۔ بلکہ سارا گورو گرنتھ صاحب اسی کی تائید کرتا ہے۔

اسی طرح محلہ ۷ کا ایک شبد یوں ہے :-

سری راگ محلہ ۷

من اسے سب سکھ ست گور پاس

ہوئے جنم سکار تھا کارج آوے داس

بن تدھ ہمرا کو نہیں تاکو تو سرنائے

راکھیو نانک داس کو اپنا نام جپائے [۲]

نیز محلہ ۸ کا شلوک اس طرح ہے :-

شلوک محلہ ۸ آٹھواں

مینہہ وٹھا ہوئی ہریاول پورن ہوئی بسنت

ہر نام سب سرشٹ چھڈائی نانک پورن سنت [۳]

---

[۱] :- گورمت مارتنڈ (مصنفہ گیانی لال سنگھ) حصہ اوّل صفحہ ۱۲۱ ::: [۲] :- سوڈھی مہربان جیون تے ساہت صفحہ ۲۷ ::

[۳] :- گورمت مارتنڈ (مصنفہ گیانی لال سنگھ) حصہ اوّل صفحہ ۱۱۹ ::

پس سوڈھی پرتھی چند۔ مہربان اور ہرجی نے خود کو محلہ ۶ - محلہ ۷ اور محلہ ۸ ظاہر کر کے گورو نانک جی سے علیحدگی ظاہر نہیں کی بلکہ اپنی وابستگی ہی پختہ کی ہے۔ موجودہ زمانہ کے اکثر سکھ انہیں محلہ ۶ - ۷ - اور ۸ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مگر اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سوڈھی مہربان جی اور ہرجی خود کو گورو نانک جی کا جانشین ہی ظاہر کرتے رہے۔ اور ان کے عقیدتمند بھی انہیں سکھ گورو صاحبان کا گدی نشین ہی تصور کرتے رہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ انہوں نے گورو نانک جی کے مقابل پر بانی اچارن کی درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔

پس اس صورت میں اشوک جی یا ان کے کسی ہم خیال کا یہ بیان کرنا کہ بابا ہرجی نے گورو نانک جی کا مسلمان خاتون سے شادی کرنا اس لئے اپنی جنم ساکھی میں داخل کیا۔ کہ وہ گورو نانک جی کے نام پر کلنک کا ٹیکہ لگانا چاہتے تھے۔ ایک ایسا ناپاک خیال ہے جو کسی بھی اہل علم اور اہل دانش کے نزدیک درست نہیں ہو سکتا۔ کسی بزرگ کا خود کو جانشین ظاہر کرنے والے اپنے پیشوا پر جھوٹے الزام لگا کر اسے بدنام کرنے کی کوشش نہیں کیا کرتے۔ پس ہرجی کے زمانہ تک گورو نانک جی کی اس شادی کی روایت درست سمجھی جاتی تھی اسی لئے انہوں نے اپنی جنم ساکھی میں اسے درج کر دیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ کسی بھی سکھ گورو نے اس ساکھی کے خلاف کوئی آواز نہیں اُٹھائی اور نہ کسی اور شخص نے۔ پس یہ بات اس روایت کے درست ہونے پر روشن دلیل ہے۔

سوڈھی مہربان جی اور ہرجی کے زمانہ میں فارسی کے مشہور و معروف مصنف محسن فانی گذرے ہیں۔ انہوں نے دبستان مذاہب کے نام پر ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اس میں سکھ گورو صاحبان کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ ایک سکھ وِدوان ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے یہ لکھا ہے :-

"دبستان مذاہب کا مصنف محسن فانی سری گورو ہر گوبند جی اور گورو ہر رائے کے زمانہ میں ہوا ہے۔ ...... اس نے جو کچھ بھی لکھا ہے۔ نیک نیتی اور ہمدردی کے خیال سے آنکھوں دیکھے اور کانوں سُنے حالات لکھے ہیں جو تاریخی

نقطۂ نگاہ سے بہت قیمتی چیز ہے...... گورو ہرگوبند جی سے محسن فانی کی اچھی واقفیت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ان سے اس کی خط و کتابت ہوتی رہی ہے جس کا وہ خود ہی ذکر کرتا ہے۔ اور گورو ہررائے جی کا بھی خود کو اچھا واقف کار ظاہر کرتا ہے۔" [1]

ایک اور مقام پر ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں :۔

"ہم یہ وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ محسن نے سکھ پنتھ اور اس کے گورو صاحبان کے متعلق اپنی ملاقاتوں کے دَوران میں جو کچھ دیکھا یا سنا اُسے بالکل غیر جانبدارانہ بے رو رعایت درج کر دیا۔ بقول خود وہ گورو ہرگوبند اور گورو ہررائے صاحبان کا ذاتی طور پر واقف تھا۔ یہ اس بات کی صریح شہادت ہے کہ ان بزرگ ہستیوں سے میل ملاقات کی وجہ سے اس کے دل میں ان مقدس شخصیتوں کی محبت اور قدر و قیمت اور ان کی تعلیم کی تحسین کا جذبہ کارفرما تھا۔" [2]

فارسی کے اس مشہور مصنف نے جس کے دل میں ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی کے بقول سکھ گورو صاحبان کے لئے عزت اور محبت کے جذبات تھے۔ اور جو گورو ہرگوبند جی اور گورو ہررائے جی کا دوست بھی تھا۔ اور جس کی گورو ہرگوبند جی سے خط و کتابت بھی تھی۔ اور جو بالکل غیر جانبدار اور بے رو رعایت لکھنے والا مصنف تھا۔ اور جس نے آنکھوں دیکھے اور کانوں سُنے حالات قلم بند کئے اور اُس نے سکھ گورو صاحبان سے متعلق جو کچھ لکھا وہ نیک نیتی اور ہمدردی پر مبنی تھا۔ سکھ گورو صاحبان کے تذکرے میں گورو ارجن جی کے بعد ان کا جانشین پرتھیا چھٹے گورو کے طور پر بیان کیا ہے۔ اور پھر جب پرتھی چند فوت ہؤا۔ تو اس کی جانشینی سوڈھی ہرجی کو حاصل ہوئی۔ اور وہ سکھوں کے گورو کہلائے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے :۔

بعد از ارجن مل برادرش پرتھیا کہ او را مریدانش گورو مہربان گویند بخلافت نشست و اکنوں کہ ہزار و پنجاہ (۱۰۵۰) ہجری است گورو ہرجی جانشین اوست۔ و ایشاں خود را بھگت یعنی پرستارِ خدا گیرند۔ و مریداران گورو ہرگوبند پسر ارجن مل ایشاں را مینا می نامند۔ و ایں نام پیش ایشاں نکوہیدہ ست۔" [1]

یعنی :۔

"اسری گورو) ارجن مل (دیوجی) کے بعد اس کا بھائی پرتھیا جسے اس کے مرید گورو مہربان کہتے تھے۔ گدی پر بیٹھا اب جبکہ ہجری سن ایک ہزار پچپن (۱۰۵۵ھ) ہے۔ گورو ہرجی اس کی گدی پر ہے۔ یہ خود کو بھگت یعنی خدا تعالےٰ کی عبادت کرنے والے سمجھتے ہیں۔ گورو ہرگوبند جی کے عقیدتمند انہیں "مینا" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔" [2]

اس سے یہ امر واضح ہے کہ محسن فانی کے نزدیک گورو ارجن جی کے بعد ان کے بڑے بھائی پرتھیا کے خاندان کے لوگ گوریائی کی گدی پر قابض ہو گئے تھے۔ سکھ ودوانوں کے بقول ان دنوں دربار صاحب امرت سر بھی ان کے قبضہ میں چلا گیا تھا۔ اور سوڈھی مہربان کے فرزند ارجمند سوڈھی ہرجی بھی گوریائی کی گدی پر بیٹھ کر سکھوں کے گورو کہلائے تھے۔ ایک سکھ ودوان ڈاکٹر کرپال سنگھ پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ نے اس تعلق میں لکھا ہے کہ ان دنوں ہرجی نے کافی شہرت حاصل کر لی تھی۔ اور سکھ قوم میں انہیں کافی اثر و رسوخ حاصل ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں :۔

"ہرجی اپنے زمانہ کے مشہور مصنف تھے۔ اُنہوں نے متعدد کتب تصنیف کی ہیں۔ جن میں سے یہ جنم ساکھی بہت مشہور ہے۔" [3]

محسن فانی نے اس امر کا بھی ذکر کیا ہے کہ گورو ارجن جی کی وفات کے بعد ان کے لڑکے ہرگوبند جی نے گورو ہونے کا خود دعویٰ کیا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے :۔

"بعد از ارجن مل ہرگوبند نیز دعویٰ خلافت کردہ بجائے پدر نشست۔ و پیوستہ از رکاب ظفر انتساب جہانگیری جدا نبود۔" [4]

یعنی :۔

---

[1] :۔ کچھ کو پورا تن اتہاسک پترے ص۱ و ص۲ ؛ [2] :۔ ماخذ تواریخ سکھاں جلد اول ص۲۵ ؛

[1] :۔ دبستان مذاہب ص۲۲۵ ؛ [2] :۔ کچھ کو پورا تن اتہاسک پترے ص۹ ص۱۰ ؛
[3] :۔ پوتھی ہرجی تے چتر بھج ص۷۷ دیباچہ ؛ [4] :۔ دبستان مذاہب ص۲۳۴ ؛

"گورو ارجن مل (دیو) کے بعد (گورو) ہرگوبند جی نے بھی گدّی کا دعویٰ کیا۔ اور اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ یہ کبھی بھی جہانگیر کی فتح مند رکاب (حاضری) سے دُور نہ رہا" [1]

ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے گنیش داس کی کتاب "چہار باغ" کے حوالہ سے لکھا ہے :۔

"جب گورو ہرگوبند جی گوالیار کے قلعہ میں تھے تو اس وقت سنگت کا جھکاؤ مہربان جی کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اور یہ بات عام مشہور ہو گئی تھی کہ "مہربان" ہی گورو ہیں۔ جیسا کہ گنیش داس وڈیہرا "چہار باغ پنجاب" میں لکھتا ہے :۔

"امابعد وفات گورو ارجن و قید شدن گورو ہرگوبند پسر پرتھیا نام برادر گورو ارجن کہ اورا گورو مہربان گفتندے بر گدّی نشست"۔

یعنی۔ گورو ارجن جی کی وفات کے بعد اور گورو گوبند جی کے قید ہونے پر گورو ارجن دیو جی کے بھائی پرتھیا کا بیٹا جسے گورو مہربان کہتے تھے گدی پر بیٹھا" [2]

پروفیسر کرپال سنگھ جی نے اس سلسلہ میں اپنی رائے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی ہے :۔

"یہ بات بہت اہم ہے کہ مہربان جی نے کسی وقت بھی خود کو گورو نہیں کہلوایا۔ اور کبھی بھی گورو ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ مہربان کی سمپردائے نے مہربان کی وفات کے بعد اپنی گدی کی اہمیّت کو ظاہر کرنے کے لئے گورو مہربان کا نام دے کر اپنی کتب میں لکھا۔ لیکن مہربان جی جتنا عرصہ زندہ رہے خود کو بھگت ہی کہتے تھے۔ گورو نہیں۔ گنیش داس وڈیہرا نے بھی اسے واضح کرتے ہوئے لکھا ہے :

"خود را بھگت، قرار داد"

یعنی مہربان جی خود کو بھگت کہلاتے تھے۔ گورو نہیں۔ [3]

پروفیسر کرپال سنگھ جی نے سوڈھی مہربان کی گورو یائی پر خوب ضرب لگانے کی کوشش کی ہے وہ کارگر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہی بات سکھ ودوان گورو نانک جی سے متعلق کہتے چلے آ رہے

---

[1] :۔ لکھ کو پوراتن اتہاسک پترے صفحہ ۱ ‹ [2] :۔ جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان دیباچہ صفحہ ۱۱ ‹

[3] :۔ جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان دیباچہ صفحہ ۱۱ ‹

ہیں۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان نے بیان کیا ہے :۔

"گورو نانک صاحب نے یہ کبھی نہیں کہا کہ "میں گورو نانک ہوں" وہ تو خود کو نیچ کہتے تھے" [1]

ایک اور سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ جی لکھتے ہیں :۔

"گورو نانک جی نے..... اپنی زبان سے خود کو گورو نہیں کہا۔ بلکہ مالک کے در کا "ڈھاڈی" اور پیارے کے دربار کا "کوکر" اور "داس" یا "سیوک" کہا ہے" [2]

ایک اور سکھ ودوان نے اس بارہ میں یہ شہادت دی ہے :۔

"وقت گذرنے پر اکثر عقیدتمندوں نے انہیں (یعنی گورو نانک جی کو) خاص طور پر اپنا گورو مان لیا۔ اور اس گورو یائی کے سلسلہ پر ایک شاندار پنتھ کی تعمیر کر لی" [3]

اب ڈاکٹر کرپال سنگھ جی خود ہی غور فرمالیں کہ جس بنا پر انہوں نے سوڈھی مہربان کو گورو صاحبان کے سلسلہ سے نکالنے کی کوشش کی ہے۔ اس بنا پر خود گورو نانک جی بھی گورو ثابت نہ ہوئے۔ کیونکہ سکھ ودوانوں کو بھی یہ مسلّم ہے کہ گورو نانک جی نے اپنے آپ کو گورو نہیں کہا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا سیوک (خادم) کہا۔ ہاں دوسرے لوگوں نے بعد کو اپنی طرف سے گورو کہنا شروع کر دیا۔ ان کا اپنا کوئی ایسا دعویٰ نہ تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے گورو مقرر کئے گئے ہیں۔ اور یہ وہ باتیں ہیں جو خود سکھ ودوانوں کو مسلّم ہیں۔

اداسی فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ گورو نانک جی نے گورو انگد جی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا چنانچہ ان کے ایک مشہور و معروف ودوان سوامی گنگیشورا نند جی لکھتے ہیں :۔

"سری گورو نانک جی نے کسی نئے مت کی ستھاپنا نہیں کی۔ وہ تیاگی مہاتما تھے۔..... انہوں نے اپنا کوئی جانشین مقرر نہیں کیا تھا۔ ہاں خود کو ان کے جانشین مشہور کرنے والوں نے..... ان کے پوتر (پاک) جیون کو بدنام کیا ہے" [4]

---

[1] :۔ خگت خلندار کھوے صفحہ ۱۳ ‹ [2] :۔ گورو گرنتھ تے پنتھ صفحہ ۱۷ ‹

[3] :۔ رسالہ پریت لڑی نومبر ۱۹۴۸ء ‹ [4] :۔ ثروت منی چرتامرت حصہ دوم صفحہ ۱۶۹ ‹

یاد رہے کہ اداسی فرقہ کے لوگ گورو نانک جی کے بعد ان کا جانشین گورو انگد جی کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک گورو جی کے بڑے بیٹے بابا سری چند جی گورو نانک جی کے جانشین تھے[1]۔ مگر سکھ دنیا بابا سری چند جی کو گورو جی کا نافرمان بیٹا تسلیم کرتی ہے۔[2]

سکھ دنیا گورو رام داس جی کے بعد گورو ارجن جی کو اپنا پانچواں گورو تسلیم کرتی ہے سکھ مؤرخین کے بقول گورو رام داس جی کے تین بیٹے تھے۔ پہلا پرتھی چند۔ دوسرا مہا دیو اور تیسرا ارجن مل۔ پرتھی چند کے بارہ میں بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ گورو رام داس جی کی پہلی بیوی سے تھا۔ سکھ ودوان عام طور پر یہ بیان کرتے ہیں کہ گورو رام داس جی نے اپنے بڑے لڑکے پرتھی چند کو اس لئے اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا کہ وہ ایک دنیا دار اور خود پسند شخص تھا۔ اور ارجن مل جی اپنے والد ماجد کے بے حد فرمانبردار اور اطاعت گذار تھے۔ جہاں پرتھی چند بات بات پر باپ کی نافرمانی کرتا تھا۔ وہاں ارجن مل اپنے باپ کے اشاروں پر چلتا تھا۔ اس لئے گورو رام داس جی نے اپنے سب سے چھوٹے بیٹے ارجن مل کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اور اس طرح وہ اپنے باپ کے بعد سکھوں کے پانچویں گورو کہلائے۔ بعض کے نزدیک گورو رام داس نے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا۔[3]

ایک مشہور سکھ ودوان پرنسپل ست بیر سنگھ جی نے اس سلسلہ میں ایسی انوکھی بات بیان کی ہے کہ جو گورو ارجن جی سے قبل کسی سکھ گورو کے انتخاب کے وقت نظر نہیں آتی اور نہ اس کی مثال بعد میں آنے والے کسی اور گورو کے منتخب کئے جانے پر ملتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ گورو رام داس جی نے اپنا جانشین مقرر کرنے سے قبل بابا بڈھا جی سے دریافت کیا تھا کہ ان کے نزدیک سکھوں کا پانچواں گورو کسے مقرر کیا جائے۔ جیسا کہ پرنسپل صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

"گورو رام داس جی نے گورگدی دینے کے لئے بابا بڈھا جی سے مشورہ کیا

---

[1]:۔ جگت گورو کی جیونی (ہندی) صفحہ ۱۸۵ دجیون پربتی ستمبر ۱۹۶۱ء

[2]:۔ شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۹۶۷، واراں بھائی گورداس وار یکم پوڑی ۳۸:

[3]:۔ مہا پرکاش صفحہ ۳۵، صفحہ ۳۰:

(اور اس سے دریافت کیا) کہ آپ گورو نانک کے پیارے ہیں۔ گورو انگد جی اور گورو امر داس جی کی زیارت بھی کرتے رہے ہیں۔ آپ بتائیں کہ (گورو) ارجن جی اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل ہیں۔ یا نہیں؟ یا پھر جو آپ ٹھیک سمجھتے ہیں۔ بتائیں تا اسے گوریائی کی گدی سونپ دی جائے"۔[1]

بابا بڈھا جی نے جو رائے دی اس کا خلاصہ یہی ہے کہ ان کے نزدیک گوریائی کی گدی کا اصل وارث اور حقدار ارجن ہی ہے۔ وہی اس گدی کی ذمہ داریوں کو کما حقہ، ادا کر سکتا ہے۔ پرتھی چند یا کسی اور میں یہ بوجھ اٹھانے کی اہلیت نہیں۔

گورو رام داس جی نے بابا بڈھا جی کے اس مشورے کے مطابق اپنا جانشین ارجن جی کو مقرر کر دیا۔ اور انہیں ارجن مل سے گورو ارجن بنا دیا۔ پرنسپل ست بیر سنگھ جی کے بقول جب پرتھی چند کو اس کا علم ہوا کہ بابا بڈھا جی کے کہنے پر ان کے والد گورو رام داس جی نے ارجن جی کو گدی سونپ دی ہے اور ان سے بے انصافی کی ہے۔ تو اس نے بابا بڈھا جی کے پاس جا کر بہت جلی کٹی سنائیں۔ اور ان کی بے عزتی کی کہ انہوں نے ایسا مشورہ کیوں دیا؟ اور اسے گدی سے کیوں محروم کروا دیا؟

عجیب بات یہ ہے کہ سکھ دنیا کا یہ عقیدہ ہے کہ گوریائی ایک ایسی چیز ہے جو کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں۔ بلکہ اس کا براہ راست تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے وہ جسے چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے۔ گورو مقرر کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان سردار بلجیت سنگھ جی بیان کرتے ہیں:۔

"گورو کا رتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔ گورو یا ست گورو کہلانے کا صرف وہی حق رکھتا ہے۔ ہر شخص کو یہ حق حاصل نہیں خواہ وہ کتنا ہی زاہد اور عابد کیوں نہ ہو"۔[2]

اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ گورو رام داس جی کو بابا بڈھا سے مشورہ لینے کا تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ جبکہ ان سے قبل اور نہ ہی ان کے بعد کسی اور گورو نے

---

[1]:۔ پوراتن اتہاسک جیونیاں صفحہ ۱۵۰: [2]:۔ جگت جلند اکھ لے صفحہ ۳۳:

اس طرح مشورہ کر کے کسی کو اپنا جانشین بنایا ہے۔ اس بارہ میں بھائی کیسر سنگھ جی چھبر یوں گوہر فشانی کرتے ہیں۔ جب گورو رام داس جی نے اپنے چھوٹے بیٹے ارجن کو گوریائی دے کر پانچواں گورو مقرر کر دیا تو ان کے بڑے لڑکے پرتھی چند کو یہ بات بہت ناگوار گذری اور اس نے باپ سے شکوہ کیا کہ انہوں نے اپنے بڑے بیٹے کو نظر انداز کر کے چھوٹے بیٹے کو گوریائی دی ہے۔ یہ اچھا نہیں کیا۔ چھبر جی کے بقول اس وقت گورو رام داس جی نے یہ کہا تھا:-

اس نوں مَیں نہیں دتی گوریائی
ایہہ تھاپی ایس نوں نانے سلائی
میں اوسدا کیتا میٹ نہیں سکیا
ایس واسطے میں ہے ٹکیا
. . . . . .
وڈیائی کیتی نہ پھیر یئے بیٹا
ارجن دی ہوئی نانے نال بھیٹا [1]

یعنی۔ اے بیٹا۔ گورو ارجن کو مَیں نے گوریائی نہیں دی۔ یہ تو اس کے نانا گورو امرداس جی کا ارشاد تھا۔ مَیں گورو امرداس جی کا فیصلہ رد نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے مَیں نے گور گدی اسے سونپ دی۔ بیٹا بزرگوں کی باتیں ٹالی نہیں جا سکتیں۔ ارجن کو تو اس کے نانا گورو امرداس جی نے بخشش کی ہے۔ اس سے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ گورو رام داس جی نے اپنی مرضی سے یا بابا بڈھا جی کے کہنے پر گورو ارجن جی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا۔ بلکہ تیسرے گورو امرداس جی نے جو گورو ارجن جی کے نانا تھے۔ اپنے داماد گورو رام داس جی کو یہ وصیّت کی تھی کہ وہ اپنے بعد اپنے چھوٹے بیٹے گورو ارجن جی کو اپنا جانشین مقرر کریں۔ گورو رام داس جی نے اس وصیّت کے مطابق عمل کیا تھا۔ عقل حیران ہے کہ ان دونوں بے مثال تحقیقوں میں سے کس تحقیق کو درست تسلیم کیا جائے۔ لطف تو یہ ہے کہ یہ جوڑ توڑ کسی

---

[1] :- بنساولی نامہ دساں پاتشاہیاں کا چرن ۴ پوکھ ۵۸، ۱۴۵ ؛

دنیاوی گدی کے لئے نہیں۔ بلکہ ایک خالص روحانی اور مذہبی گدی کی تفویض کے سلسلہ میں بروئے کار لائے گئے۔

سکھ کتب سے یہ امر بھی واضح ہے کہ خود سکھ گورو صاحبان اپنے بزرگوں اور خاندان کے لوگوں کو "گورو" کے لقب سے یاد کرتے رہے۔ حالانکہ وہ گورو مقرر نہیں کئے گئے تھے۔ چنانچہ سردار جی۔ بی سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ گورو ہرکرشن جی نے اپنے دادا بابا گورو دتا کی تاریخ وفات ایک قلمی گورو گرنتھ صاحب میں اپنے ہاتھ سے یوں درج کی تھی:-

"سمت ۱۶۹۵ چیت شدی ۱۰ سری گورو باباجی سمانا کیرت پور" [1]

یعنی:-

"سری ہرکرشن جی نے اپنے دادا کی وفات کی تاریخ دے کر صرف یہ الفاظ لکھے۔ سری ست گورو باباجی سمانے" گورو ست گورو یہ سب گھر کے لوگوں کا خطاب تھا۔ ورنہ بابا گورو دتا کبھی ست گورو نہیں بنے تھے"۔ [2]

یہ درست ہے کہ بابا گورو دتا جی کبھی گورو نہیں بنے البتہ وہ سودھی مہربان کی طرح گوریائی کے لئے نامزد ضرور رہے تھے [3] اسی طرح گورو گوبند سنگھ جی نے بابا رام رائے جی کو "گورو"۔ "سچا گورو" [4] اور "شرومنی گورو" تک کہا ہے۔ [5] حالانکہ اسے گوریائی کا ملنا ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ گورو ارجن نے بابا سری چند کو بھی گورو کے لقب سے یاد کیا تھا۔ [6]

الغرض سکھ گورو صاحبان کے زمانہ میں ایسے لوگوں کو بھی گورو کہا جاتا تھا جن کا گورو مقرر ہونا تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اور ان کو گورو کہنے والے سکھ گورو بھی تھے۔

اشوک جی نے گورو نانک جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی "مصنوعی" بیان کرتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے واضح ہے کہ وہ خود اس کے متعلق تردد میں ہیں۔ اور

---

[1] :- پراچین بیڑاں ص ۱۵۷ ؛
[2] :- پراچین بیڑاں ص ۱۵۹ ؛
[3] :- پراچین بیڑاں ص ۱۰۱ ؛
[4] :- گورپرتاپ سورج رت ۱۲ - انسو ۳ ؛
[5] :- گورتیرتھ سنگرہ ص ۱۱۴ ؛
[6] :- اداسین سمپردائے حصّہ اوّل ادھیائے ۶ ؛

کوئی پختہ بات بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :۔

"یہ (گوروجی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی)...... سوڈھی ہرجی نے کیونکر بنالی یا اپنالی ہے۔ کیا اس نے یہ ساکھی نرنجنیئے (ہندالیئے) سادھوؤں سے سنکر لکھی یا خود ہی وضع کرلی؟ اس بارہ میں یقینی طور پر کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا.... ..... اس رنگھڑی والی ساکھی کو سوڈھی ہرجی نے بھی جو ہندالیوں کی طرح ہی باپ دادا سے گورو گھر کا مخالف تھا۔ اگر اپنالیا ہو۔ اور یہ ساکھی اپنی پوتھی ہرجی میں درج کرلی ہو تو یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے"۔ [1]

اشوک جی ایک ریسرچ سکالر ہیں۔ ان کی اس عبارت سے ان کا متردد ہونا واضح ہے۔ یہ درست ہے کہ پرتھی چند اور گورو ارجن جی کے درمیان بہت مخالفت تھی اور ایک دوسرے کو کوسنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا تھا۔ مگر اشوک جی کا اس مخالفت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ سوڈھی مہربان جی اور سوڈھی ہرجی گورو نانک جی کی عزت اور ناموس کے بھی دشمن تھے اور وہ انہیں بدنام اور رسوا کرنا چاہتے تھے۔ بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہوگی۔ خود اشوک جی کو مسلم ہے کہ سوڈھی مہربان اور ہرجی خود کو گورو نانک جی کا جانشین ظاہر کرتے تھے۔ اور ساتواں آٹھواں گورو کہلاتے تھے۔ پس ان کی جو بھی مخالفت یا عداوت تھی وہ گورو ارجن جی اور ہرگوبند جی سے تھی۔ نہ کہ گورو نانک جی سے۔ گورو نانک جی کو وہ اپنا پیشوا ہی سمجھتے تھے۔

ہم اس سے قبل سکھ کتب کے حوالہ جات اور سکھ ودوانوں کی آراء پیش کرکے یہ بتا چکے ہیں کہ گورو نانک جی کی اس شادی کا ذکر سوڈھی ہرجی کے والد بزرگوار نے بھی اپنی جنم ساکھی میں کیا تھا۔ جسے اب خارج کردیا گیا ہے۔ اس لئے اس میں کسی تردد یا حیرانی کی ضرورت نہیں۔ ہرجی نے اپنے بزرگوں سے جو سُنا اور جو پڑھا وہ اپنی جنم ساکھی میں لکھدیا۔ ہندالیوں وغیرہ کو خواہ مخواہ درمیان میں لانے کی ضرورت نہیں۔

شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے سابق ہسٹری ریسرچ سکالر اور مشہور سکھ ودوان سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے لکھا ہے :۔

---

[1] :۔ پراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی کی۔ دیباچہ ص٢٨ ؛

"سوڈھی ہرجی نے۔ جو چھٹے گورو کے بعد سری گورو ہررائے۔ سری گورو ہرکرشن۔ سری گورو تیغ بہادر یا سری گورو گوبند سنگھ جی کا ہم عصر تھا......" [1]

اشوک جی نے اس بارہ میں وثوق سے کچھ کہنے سے گریز کیا ہے۔ اور اپنی طرف سے احتیاط برتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے گورو ہرگوبند جی کے بعد آنے والے چار سکھ گورو صاحبان کے نام گن دیئے ہیں کہ سوڈھی ہرجی ان میں سے کسی گورو کے ہم عصر تھے۔ ان چار گورو صاحبان کا زمانہ کئی سالوں تک پھیلا ہوا ہے۔ گورو ہررائے جی سمت ١٧٠٢ بکرمی (١٦٤٥ء) میں گورو مقرر ہوئے تھے۔ [2] ان کی پیدائش سمت ١٦٨٦ بکرمی (١٦٣٠ء) میں ہوئی تھی [3] اور گورو گوبند سنگھ جی کا انتقال سمت ١٧٦٥ بکرمی (١٧٠٨ء) میں ہوا تھا [4]

یاد رہے کہ اشوک جی نے گورو گوبند سنگھ جی کی تاریخ پیدائش یوں بیان کی ہے :۔

"سری گوبند رائے جی کا جنم پوہ شدی ٧، سمت ١٧٢٣ بکرمی (١٦٧٥ء) کو ہوا۔ جو بڑے ہونے پر سری گورو گوبند سنگھ جی کے نام سے مشہور ہوئے"۔ [5]

اشوک جی کا یہ حساب درست نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ پریس کی غلطی ہو جو چیک نہیں کی جاسکی۔ کیونکہ سمت ١٧٢٣ بکرمی کو ١٦٦٦ء بنتا ہے اور ١٦٧٥ء کو سمت ١٧٣٢ بکرمی۔

ایک سکھ ودوان ڈاکٹر سرندر سنگھ کوہلی اس سلسلہ میں بیان کرتے ہیں :۔

"اس پوتھی (ہرجی) میں گورو نانک دیوجی کی ایک مسلمان رنگھڑ کی دختر سے آخری عمر میں شادی کا بھی ذکر ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ اس کی تصدیق تاریخ سے نہیں ہوتی"۔ [6]

ایک اور مقام پر ڈاکٹر صاحب موصوف نے لکھا ہے :۔

"رنگھڑی لانے کی ساکھی ہرجی پوتھی میں ملتی ہے۔ لیکن وہاں بہت مختصر ہے"۔ [7]

---

[1] :۔ پراتن جنم ساکھی گورو نانک دیوجی کی ص٢٨ دیباچہ ؛ [2] :۔ پنجاب دا سنکھیپ اتہاس ص١٣٠ ؛
[3] :۔ مہان کوش ص١٩٩۔ گورو بنساولی ص١١١ ؛ [4] :۔ پنجاب دا سنکھیپ اتہاس ص١٣٦ ؛
[5] :۔ پنجاب دا سنکھیپ اتہاس ص١٣٢ ؛ [6] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی دیباچہ ص١٠ ؛ [7] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی دیباچہ ص٢٣، ص٢٦ ؛

ڈاکٹر کوہلی صاحب نے جس عذر کے ماتحت گورو نانک جی کی اس دوسری شادی سے انکار کیا ہے۔ اور اس سے متعلقہ ساکھی کو گورو نانک جی کی توہین کرنے والی قرار دیا ہے۔ وہ عذر اپنی ذات میں درست نہیں۔ عذر لنگ ہی ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے انکار کے لئے جس "تاریخ" کا سہارا لینے کی کوشش کی ہے۔ اس کا وجود میں آنا ہر جی کی پوتھی کے بعد ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور جو کتب بعد کو حیطۂ تحریر میں آئیں۔ ان میں سے بھی بعض ایسی ہیں جن میں گورو جی کی مسلمانوں کے ہاں اس شادی کا ذکر موجود ہے۔ سوڈھی ہر جی سے قبل ان کے والد سوڈھی منوہر داس عرف سوڈھی مہربان کی تصنیف جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کے سوانحی حالات پر مشتمل موجود تھی۔ اور سکھ ودوانوں کے بقول اس میں گورو نانک جی کی اس شادی کا ذکر صاف موجود تھا۔ جسے خالصہ کالج امرت سر والوں نے ۱۹۶۲ء میں ایڈٹ کر کے شائع کیا۔ تو ایڈیٹر صاحب رسالہ پریت لڑی کے مطابق اس میں سے گورو جی کے اس بیاہ کی ساکھی کو نکال دیا۔ حالانکہ یہ وہ جنم ساکھی ہے۔ جسے سکھ ودوانوں نے ابتدائی تصنیف قرار دیا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر کرپال سنگھ جی انچارج سکھ ہسٹری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ خالصہ کالج امرت سر نے سوڈھی مہربان جی کی تصنیف جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کی افادیت اور اہمیت کے متعلق یہ بیان کیا ہے:۔

"اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ مہربان کی تصنیف کردہ جنم ساکھی کا قدیمی جنم ساکھیوں کے سلسلہ میں خاص مقام ہے اور یہ ابتدائی جنم ساکھی ہے جس سے دوسری ساکھیاں متاثر ہوئی ہیں۔ یہی اس ساکھی کی سب سے بڑی دین ہے۔" [۲]

ایک اور سکھ ودوان ڈاکٹر سریندر سنگھ جی نے "پوتھی ہر جی" کی اہمیت یوں بیان کی ہے:۔

[۱]:۔ ہمارا نانک صفحہ ۲۳۱۔ غلبۂ اسلام اور سکھ مت صفحہ ۳۲۱

[۲]:۔ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان جی دیباچہ صفحہ ۸۵

"منجھوت والی ساکھی ہر جی کی پوتھی میں ملتی ہے۔ مگر بہت مختصر۔ بالے والی جنم ساکھی میں یہ ساکھی کافی تفصیل سے دی ہوئی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنم ساکھی ہر جی پوتھی سے جو سمت ۱۷۰۷ بکرمی مطابق ۱۶۵۰ء کی تصنیف ہے۔ بعد کی تصنیف ہے۔" [۱]

الغرض سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان ایک ایسی جنم ساکھی ہے جسے دوسری جنم ساکھیوں پر اوّلیت حاصل ہے۔ اور اس سے دوسری ساکھیاں متاثر ہوئی ہیں۔ کیونکہ ان کی تیاری میں اس سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اور سوڈھی ہر جی کی جنم ساکھی اس سلسلہ کی دوسری کتاب ہے۔ جنم ساکھی بھائی بالا کے مصنّف نے گورو نانک جی کے اس بیاہ کی شادی اسی پوتھی ہر جی سے نقل کی ہے۔ اور کچھ تفصیل سے درج کی ہے۔ پوتھی ہر جی جنم ساکھی بھائی بالا کے وجود میں آنے سے قبل موجود تھی۔ اس سے قبل سردار صاحب موصوف نے اس جنم ساکھی کے بارہ میں یہ رائے ظاہر کی ہے:۔

"جہاں دیہ سوڈھی مہربان جی کی) جنم ساکھی کئی پہلوؤں سے جیسا کہ ادبی، بھاشائی اور گوربانی پرمارتھ وغیرہ سے ایک نرالی تصنیف ہے۔ وہاں اس کا سکھ تاریخ میں ایک بلند اور منفرد مقام ہے۔" [۲]

ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ سکھ ودوانوں کو مسلم ہے کہ سوڈھی مہربان جی نے اپنی تصنیف جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی میں گورو جی کی مسلمانوں کے ہاں اس شادی کا ذکر کیا تھا۔ مگر جب خالصہ کالج والوں نے ۱۹۶۲ء میں اس کی اشاعت کی تو اس میں سے اس شادی کا تذکرہ خارج کر دیا۔ اپنی قدیمی کتب میں ردوبدل کرنے کے بعد سکھ ودوانوں کا کسی بات سے انکار کر دینا اور پھر اپنے اس انکار کے ثبوت میں تحریف شدہ کتب کو سند کے طور پر پیش کرنا تحقیق نہیں۔ انصاف کا خون ہے۔

سکھ ودوانوں کے بقول سوڈھی مہربان جی کی جنم ساکھی گورو ارجن جی کے عہد میں لکھی

[۱]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی صفحہ ۲۶، صفحہ ۲۷

[۲]:۔ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی۔ مصنفہ سوڈھی مہربان۔ دیباچہ صفحہ ۸۶

گئی ہے۔ اور اس کے بعد گورو ہررائے جی کے زمانہ میں سوڈھی مہربان جی کے فرزند ارجمند ہرجی نے ہرجی پوتھی لکھی تھی۔ ان دونوں کتب میں گورو نانک جی کی اس شادی کا تذکرہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ ان سکھ بزرگوں کے عہد میں گورو جی کی اس شادی کے بارہ میں کوئی اختلاف نہ تھا کیونکہ اس زمانہ کے سکھ گورو صاحبان گورو ارجن جی۔ گورو ہرگوبند جی اور گورو ہررائے جی نے یا مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس جی نے اس شادی کے خلاف کوئی لفظ کہا ہو۔ سکھ کتب سے اس کا ثبوت مہیا نہیں کیا جا سکتا۔ پس ان سکھ بزرگوں کے زمانہ کی تصنیفات میں گورو نانک جی کی اس شادی کا ذکر اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ گورو جی نے فی الحقیقت اسلام قبول کرنے کے بعد ایک مسلمان لڑکی سے شادی کر کے مسلمانوں سے تمدنی تعلقات قائم کر لئے تھے۔ الغرض گورو ارجن جی سے لے کر گورو ہررائے جی کے زمانہ تک لکھی گئی کتب میں گورو جی کی اس شادی کا ذکر کیا جانا ثابت کرتا ہے کہ اس زمانہ میں اسے ایک تاریخی حقیقت سمجھا جاتا تھا۔ ہم کسی بھی سکھ کتاب میں یہ نہیں پڑھتے کہ سوڈھی مہربان جی اور ہرجی کے زمانہ میں کسی سکھ گورو یا سکھ بزرگ نے اس شادی کا رد کیا ہو۔ اور اسے فرضی قرار دیا ہو۔ اور مہربان جی تو گورو ارجن جی کے متبنیٰ اور گوریائی کے لئے نامزد بھی تھے۔ جب گورو جی کے ہاں گورو ہرگوبند جی کی ولادت ہوئی تو مہربان جی کی نامزدگی ختم ہو گئی۔ پس ہرجی کا اپنی کتاب پوتھی ہرجی میں گورو جی کی اس شادی کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ایک مشہور اور مسلمہ تاریخی واقعہ تھا۔

سردار گوربخش سنگھ جی ایڈیٹر رسالہ پریت لڑی نے ۱۹۶۸ء میں یعنی سوڈھی ہرجی کی جنم ساکھی کے شائع ہونے سے ایک سال قبل یہ بیان کیا کہ سوڈھی مہربان جی کی ساکھی کو شائع کرتے وقت اس میں سے گورو جی کی اس دوسری شادی کا تذکرہ نکال دیا گیا۔

اس کے بعد خالصہ کالج امرتسر والوں نے ۱۹۶۹ء میں "پوتھی ہرجی تے پوتھی چتر بھج جی" ایڈٹ کر کے شائع کی۔ سکھ ودوانوں کے بقول خالصہ کالج امرتسر والے اس سے

قبل ۱۹۶۲ء میں شائع کردہ سوڈھی مہربان کی جنم ساکھی سے گورو جی کے اس بیاہ کا تذکرہ نکال چکے تھے۔ یہ ممکن نہیں کہ سوڈھی ہرجی تے پوتھی چتر بھج ان کے دست برد سے بچ سکی ہو۔ جہاں تک حالات کا تقاضا تھا اس بیاہ کی ساکھی اس میں سے ضرور نکال دی ہو گی۔

اس سلسلہ میں ہم نے اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے انچارج صاحب سکھ ہسٹری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ خالصہ کالج امرتسر کو بصیغہ رجسٹری نمبر ۸۴۹ مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۷۶ء کو ایک چٹھی ارسال کی۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی اس گورمکھی چٹھی کا ترجمہ یہاں درج کر دیں۔

نقل چٹھی مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۷۶ء

"بخدمت مکرم انچارج صاحب سکھ ہسٹری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ خالصہ کالج امرتسر (بھارت)

جناب عالی۔

آپ نے ایک کتاب پوتھی ہرجی تے پوتھی چتر بھج کے نام پر شائع کی ہے۔ اس سے متعلق خاکسار کے ایک سوال کا جواب دے کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

ڈاکٹر سرندر سنگھ کوہلی صاحب نے اپنی کتاب جنم ساکھی بھائی بالا ایڈٹ شدہ کے صفحہ ۲۶ کے حاشیہ میں پوتھی ہرجی تے چتر بھج کے حوالہ سے لکھا ہے:۔

"اب ساکھی گورو بابے کی چلی۔ رنگھڑی نال گورو بابے دا دیاہ۔ رنگھڑی نال گورو بابے دا ویاہ ہویا۔ گورو بابا رنگھڑی منجھوت ملے کر کرتار پور آیا۔ (ہتھ لکھت نمبر پ/ ۳۸۷)"

کیا آپ نے یہ حوالہ اپنی شائع کردہ کتاب سے نکال دیا ہے؟ کیونکہ اس سے قبل آپ نے سوڈھی مہربان کی جنم ساکھی شائع کرتے وقت یہ حوالہ نکال دیا تھا۔

آپ کے جواب کا منتظر

عباد اللہ گیانی (پنجابی دربار والا)"

اس سلسلہ میں ہم نے دوسری چٹھی ڈاکٹر سریندر سنگھ جی کوہلی کی خدمت میں ارسال کی جو بصیغہ رجسٹری نمبر ۸۴۸ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۷۶ء کو بھیجی گئی۔ اس میں یہ مرقوم تھا:۔

"جناب ڈاکٹر کوہلی صاحب۔

میں نے آپ کی ایڈٹ کردہ جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ عمیق نظر سے پڑھی۔ آپ نے اس کے صـ۲۶ کے حاشیہ میں پوتھی ہرجی (قلمی) کے حوالہ سے یہ لکھا ہے:۔

"اب ساکھی گوردبابے دی چلی۔ زنگھڑی نال گوڑبابے دا دیاہ
رنگھڑی نال گوردبابے دا دیاہ ہویا۔ گوروبابا رنگھڑی منجھوت
لے کر کرتارپور آیا۔ دستھ لکھت نمبر پ ۳۸۶"

براہ مہربانی یہ بتانے کی زحمت گوارہ فرمائیں کہ "پوتھی ہرجی تے پوتھی چتر بھج" شائع کردہ خالصہ کالج امرت سر میں یہ مندرجہ بالا حوالہ ہے یا اس سے نکال دیا گیا ہے۔ مشکور ہوں گا۔ کوئی خدمت۔

آپ کے جواب کا منتظر

عباد اللہ گیانی (پنجابی دربار والا)

تادم تحریر ہمیں ان چٹھیوں کا کوئی جواب موصول نہیں ہؤا۔

بعض سکھ ودوانوں کا سوڈھی مہربان جی اور ان کے لڑکے سوڈھی ہرجی کو گورونانک جی اور ان کی گدّی کے دشمن ظاہر کرنا۔ اور انہیں اپنی دشنام دہی کا نشانہ بنانا۔ اور ان کے سر یہ الزام تھوپنا کہ انہوں نے گوروجی کے پاک نام پر کلنک کا ٹیکہ لگانے کی غرض سے جھوٹے قصے اور کہانیاں خود وضع کیں۔ اور اپنی تصانیف میں داخل کیں۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن کا حقائق سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ سراپا غلط اور بے بنیاد باتیں ہیں حقیقت یہ ہے کہ سوڈھی مہربان جی اور ان کے فرزند سوڈھی ہرجی نے اپنی مرتب کردہ جنم ساکھیوں میں وہی ساکھیاں درج کیں جو اس زمانہ کی سکھ دنیا میں صحیح اور درست سمجھی جاتی تھیں اور جن کے درس سکھ دھرم استھانوں اور گھروں میں دن رات دیئے جاتے تھے۔

سوڈھی مہربان اور سوڈھی ہرجی کے بارہ سکھ ودوان تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے خود کو سکھ گوروصاحبان کے سلسلہ سے وابستہ کیا ہے۔ اور سکھوں کے لئے ساتواں اور آٹھواں گورو کہلایا ہے۔ نیز ان دونوں نے سکھ گوروصاحبان کی طرز پر بانی بھی بیان کی ہے جس میں گورونانک جی کا تذکرہ بڑے ادب اور احترام سے کیا ہے۔ اور خود کو گورونانک جی کی گدّی کے اصل وارث اور جانشین قرار دیا ہے۔ موجودہ زمانہ کی سکھ دنیا سوڈھی مہربان کی جگہ گورو ہررائے جی کو اپنا ساتواں گورو اور سوڈھی ہرجی کی جگہ گورو ہرکرشن جی کو اپنا آٹھواں گورو تسلیم کرتی ہے۔ اور یہ بھی مانتی ہے کہ ان کے مسلمہ ساتویں اور آٹھویں گوروجی کا کوئی شبد یا شلوک گوروگرنتھ صاحب میں یا کسی اور کتاب میں نہیں ملتا۔ ہم ذیل میں مہربان جی اور ہرجی کی بانی میں سے چند ایک نمونے درج کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ سوڈھی مہربان جی اپنے ایک شبد میں فرماتے ہیں:۔

دھن نانک انگد گورو امرداس گوروست
رام داس ارجن گورو گوروصاحب رکھگ پت[۱]

اس شبد میں گورونانک جی کو خاص طور پر پاربرہم بیان کیا گیا ہے۔

جنم ساکھی گورونانک دیوجی مصنّفہ سوڈھی مہربان کے فاضل ایڈیٹر ڈاکٹر کرپال سنگھ جی انچارج سکھ ہسٹری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ خالصہ کالج امرت سر نے سوڈھی مہربان کے مندرجہ بالا شبد پر یہ نوٹ دیا ہے:۔

"یہ شلوک سوڈھی مہربان کی تصنیف ہے۔ جس میں اُس نے گورونانک گوروانگد۔ گورو امرداس۔ گورورام داس کے بعد گورو ارجن کو اُس نے مانا ہے۔ سوڈھیوں کی گور پرنالی کے مطابق گورو ارجن جی سے اس کو گورییائی کی نشانی مالا اور پوتھی ملی تھی۔"[۲]

سوڈھی صاحب موصوف اپنے ایک اور شبد میں بیان فرماتے ہیں:۔

---

[۱]:۔ جنم ساکھی گورونانک دیوجی مصنّفہ سوڈھی مہربان صـ۲۸۶ ٭

[۲]:۔ جنم ساکھی سری گورونانک دیوجی صـ۲۸۶ حاشیہ ٭

گورو بابا نانک کرن ہار سچا پروردگار
کر کر قدرت دیکھدا انت نہ پارا وار
کھان پین کے باہرا داس نانک نام اہار[1]

الغرض سوڈھی مہربان جی گورو نانک جی کے مخالف نہیں تھے۔ بلکہ وہ تو خود کو گورو نانک جی کا جانشین تصور کرتے تھے۔ اس صورت میں کون دانشور یہ باور کر سکتا ہے۔ کہ انہوں نے گورو نانک جی کے نام پر کلنک کا ٹیکہ لگانے کے خیال سے گورو جی کی طرف غلط اور بے بنیاد ساکھیاں منسوب کر دیں۔

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ سوڈھی مہربان جی کے بعد ان کا فرزند سکھوں کا آٹھواں گورو کہلایا۔ اور اس نے محلہ ۸ کے عنوان پر بانی اچارن کی۔ ہرجی نے بھی گورو نانک جی کا ذکر خیر کیا۔ اس سے یہ امر واضح ہے کہ اس کے دل میں گورو نانک جی کے لئے پورا پورا ادب اور احترام تھا۔ اس نے بھی اپنی بانی میں گورو نانک جی کی تعریف ہی کی ہے۔ اور اس حد تک گورو نانک کا احترام کیا ہے کہ انہیں سچا پار برہم قرار دیدیا ہے۔ تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ گورو نانک جی کے دشمن تھے۔ اور ان پر کلنک کا ٹیکہ لگانے کے خواہشمند تھے۔ سوڈھی ہرجی فرماتے ہیں:۔

پار برہم گورو بابا نانک میرا — چوتھے پد میں سدا بسیرا
گورو انگد ست گورو ہے — گورو امرداس گھٹ گھٹ کا داسی
گورو رام داس برہ کرنے ہارا — گورو ارجن پورن اوتارا
نرنکار صاحب گورو پورا — دین دیال سرن کا سورا
گورو مہربان بھگت کمائی[2]

پس سوڈھی مہربان جی اور ان کے بیٹے ہرجی نے گورو نانک جی سے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ خود ان کے ذاتی خیال نہ تھے۔ بلکہ ان کے زمانہ میں

---

[1]:۔ جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی صفحہ ۵۱۶۔ [2]:۔ جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی صفحہ ۲۸۶۔

سکھ دنیا جو کچھ مانتی تھی۔ انہوں نے وہی اپنے کلام میں قلم بند کر دیا۔ اور اپنی تصنیف کردہ جنم ساکھیوں میں گورو نانک جی کے متعلق وہی کچھ لکھا جو ان تک روایات کی شکل میں پہنچا۔ سوڈھی مہربان جی یا سوڈھی ہرجی نے گورو نانک جی کے نام پر کلنک کا ٹیکہ لگانے کے لئے خود کوئی ساکھی وضع نہیں کی۔ اور نہ کر سکتے تھے۔ پس ان کے زمانہ میں یہی تسلیم کیا جاتا تھا کہ گورو نانک جی نے دا اسلام قبول کرنے کے بعد ایک مسلمان خاتون بی بی خانم سے شادی کی تھی۔ جسے سکھ کتب میں عام طور پر ماتا منجھوت کے نام سے یاد کیا گیا۔ اگر یہ روایت صحیح نہ ہوتی اور سوڈھی مہربان یا ان کے فرزند ارجمند سوڈھی ہرجی کی خود ساختہ ہوتی۔ تو یہ ناممکن ہے کہ ان کی اس حرکت پر گورو ارجن جی خاموش رہتے۔ بلکہ وہ تو اس کی فوراً تردید کر دیتے۔ یا کروا دیتے۔ اور پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ سوڈھی مہربان جی اور سوڈھی ہرجی تو خود کو گورو نانک جی کا جانشین تصور کرتے تھے انہیں اس کی کیا ضرورت تھی کہ وہ اپنے پہلے گورو نانک جی کے نام پر کلنک کا ٹیکہ لگانے والی کوئی روایت خود وضع کرتے اور پھر اسے اپنی کتب میں شامل کرنے کی جسارت کرتے۔ اور ان سوڈھی صاحبان نے تو گورو نانک جی کی الوہیت کا پرچار کرنے میں بھی گورو ارجن جی کی ہی تقلید کی ہے[2]۔ اور سکھ ودوانوں کے بقول گورو ارجن جی کو وہ پانچواں گورو تسلیم کرتے تھے۔[3]

مشہور سکھ ودوان سردار جی۔ بی۔ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ گورو ارجن جی کے زمانہ میں گورو نانک جی کو الوہیت کا مقام دیدیا گیا تھا۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے:۔

"گورو ارجن دیو جی نے نرگن نرنکار کی بھگتی بتائی تھی۔ اور عمداً اپنا لقب

---

[1]:۔ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان دیباچہ صفحہ ۲۸۶۔

[2]:۔ گورو ارجن جی نے گورو نانک جی کی الوہیت کے بارہ میں فرمایا ہے:۔
"گورو نانک نانک ہر سوئے"۔ یعنی گورو نانک ہی خدا تعالیٰ ہے۔ (گونڈ محلہ ۵ صفحہ ۸۶۵)

"نرنکاری" رکھا تھا...... لیکن گورو ارجن جی کے زمانہ تک اوتاروں کا مسئلہ سکھوں میں پوری طرح رواج پا چکا تھا۔" [1]

ایک اور مقام پر سردار صاحب موصوف لکھتے ہیں :۔

"یہ حقیقت ہے کہ گورو ارجن جی کے زمانہ تک گورو نانک جی کو خود خدا تعالیٰ کہنے اور ماننے کا عقیدہ پیدا ہو چکا تھا...... سری گورو نانک جی ایسے عقیدہ کو حد درجہ کا شرک سمجھتے اور کبھی گوارا نہ کرتے۔" [2]

الغرض گورو ارجن جی کے لے پالک اور گورو رام داس جی کے پوتے سوڈھی مہربان جی اور ان کے فرزند ارجمند سوڈھی ہرجی نے گورو نانک جی کے بارہ میں وہی کچھ کہا جو اس وقت گورو ارجن جی کے ذریعہ رواج پا چکا تھا۔ چنانچہ ان کا گورو نانک جی کو الوہیت کا مقام دینا بھی یہی ثابت کرتا ہے کہ وہ گورو نانک جی کے متعلق مشہور روایات کو مدّنظر رکھتے تھے۔ چونکہ یہ حقیقت ہے کہ گورو ارجن جی کے زمانہ میں گورو نانک جی کی الوہیت شہرت پا چکی تھی اور لوگ ان کا کلام نظر انداز کر کے انہیں خدا تعالیٰ تسلیم کر رہے تھے۔ جیسا کہ خود گورو ارجن جی نے انہیں اپنے کلام میں خدا کہا ہے۔ اس لئے سوڈھی مہربان جی اور ان کے فرزند ارجمند نے بھی وہی کچھ کہا جو ان دنوں گورو نانک جی کے بارہ میں مشہور ہو چکا تھا۔

پس انہوں نے اگر گورو نانک جی کی دوسری شادی کا ذکر کیا۔ تو اس کی وجہ محض یہی تھی کہ ان کے زمانہ میں گورو نانک جی کا مسلمانوں میں شادی کرنا ایک مسلمہ حقیقت تھی۔ ورنہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ گورو نانک جی کی اس دوسری شادی کا تذکرہ کبھی نہ کرتے۔ اور اگر خود ساکھی بنا کر اپنی جنم ساکھی میں شامل کر دیتے تو گورو ارجن جی انہیں ایسی حرکت کرنے پر ضرور ڈانٹ ڈپٹ دیتے۔

---

[1]:۔ رسالہ پنجابی ساہت مئی ۱۹۳۵ء۔

[2]:۔ رسالہ پنجابی ساہت جون ۱۹۳۵ء۔

۳

جنم ساکھی سری گورو نانک جی

مصنفہ بابا ہندال یا بابا بدھی چند جی

اور

گورو نانک جی کی دوسری شادی

جنم ساکھی گورو نانک جی مصنّفہ بابا ہندال یا بدھی چند جی

بابا ہندال جی ایک مشہور و معروف سکھ بزرگ گذرے ہیں سکھ ودوانوں کے بقول آپ سکھوں کے تیسرے گورو امرداس جی کے مقربین اور خاص سکھوں میں سے تھے۔ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھ نے بابا ہندال جی کا تعارف مندرجہ ذیل الفاظ میں کروایا ہے :۔

"بھائی ہندال سری گورو امرداس جی کا مخلص سکھ گذرا ہے۔ جیسے گوروجی نے اپنا پرچارک مقرر کر کے "منجی" بخشی تھی[1] یہ بہت گوروجی کے لنگر کی سیوا بہت محبت سے کرتا رہا۔ اس کے گاؤں کا نام گورو کا جنڈیالہ مشہور ہؤا۔ ہندال ہر وقت "نرنجن" "نرنجن" شبد کا ورد کیا کرتا تھا۔ اس لیئے اس کے فرقہ کا نام نرنجنیئے مشہور ہو گیا۔"[2]

بعض اور سکھ ودوانوں نے بھی بابا ہندال جی کو گورو امرداس جی کا مخلص سکھ تسلیم کیا ہے۔[3]

سکھوں کے ایک طبقہ کا خیال ہے کہ گورو نانک جی کی مسلمانوں کے ہاں شادی والی ساکھی سب سے پہلے اسی بابا ہندال کے بیٹے بابا بدھی چند نے اپنی تیار کردہ جنم ساکھی میں شامل کی تھی۔ اور اس کا مقصد اس طرح اپنی کمزوریوں کو چھپانا تھا۔ سردار بہادر کاہن سنگھ نابھ

---

[1] :۔ "منجی" سکھ مذہب کا ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ جس کے معنے "گدی" ہیں۔ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھ لکھتے ہیں :۔

"منجی ۔ مہنت کی گدی۔ سری گورو امر دیو جی نے ۲۲ دھرم پرچارک مقرر کئے تھے۔ اسی کو مؤرخین نے بائیس منجیاں بخشنا بیان کیا ہے۔" (مہان کوش صفحہ ۷)

[2] :۔ مہان کوش صفحہ ۵۳۵ ؛

[3] :۔ سچی کھوج حصّہ اوّل صفحہ ۳۴۴، گورو بلاس دسویں صفحہ ۶۹ ۔ گورو نانک سورج ودے جنم ساکھی صفحہ ۱۱۸ ۔ تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۳۲۷ ۔ گورتیرتھ سنگرہ صفحہ ۲۲۴ ۔ پنتھ پرکاش صفحہ ۹۰۳ ؛

نے بابا ہندال کے بیٹے بابا بدھی چند پر جنم ساکھی بگاڑنے کا الزام مندرجہ ذیل الفاظ میں لگایا ہے :۔

"ہندال کا بیٹا بدھی چند بدکردار تھا۔ اس نے گورو نانک دیو جی کی ساکھی بہت غلط ملط کر دی۔ اور اپنی من مانی باتیں لکھ کر اپنے بد اعمال سکھی کے اصول ثابت کرنے کی کوشش کی۔"[1]

بابا بدھی چند نے اپنی تیار کردہ جنم ساکھی میں کیا من مانیاں کیں۔ ان کی سردار بہادر جی نے کوئی نشاندہی کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

ایک اور سکھ ودوان سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے :۔

"بابا ہندال کے بعد اس کے بیٹے بھائی بدھی چند نے چونکہ ایک ادنیٰ طبقہ کی مسلمان عورت اپنے گھر میں ڈال لی تھی۔ اس لیئے خود کو اس گناہ سے بری قرار دینے کے لیئے اس نے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ گورو نانک دیو جی کے نام کے ساتھ بھی ایسی متعدد خود ساختہ ساکھیاں جوڑ دیں اور ان میں سے ہی اس نگھڑی والی ساکھی کو سوڈھی ہر جی نے بھی۔ جو ہندالیوں کی طرح ہی باپ دادا سے گورو گھر کا مخالف تھا۔ اگر اپنا لیا ہو اور یہ ساکھی اپنی کتاب پوتھی ہر جی میں درج کر لی ہو تو یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے۔"[2]

ایک اور مقام پر اشوک جی لکھتے ہیں :۔

"..... بھائی بدھی چند ہندالیئے نے پوراتن جنم ساکھی اور جنم ساکھی بھائی پیڑا موکھا کا سہارا لے کر کچھ ساکھیاں تو اسی طرح رہنے دیں۔ اور بہت سی اور غلط ملط ساکھیاں اپنے پاس سے وضع کر کے دو جنم ساکھیاں (سوڈھی مہربان) اور جنم ساکھی (ہندالیوں والی) ایسی بنا دیں۔ جن میں اسلام

---

[1] :۔ مہان کوش صفحہ ۵۳۵ ؛ [2] :۔ پوراتن جنم ساکھی گورو نانک دیو جی کی صفحہ ۲۸ ؛

کی عظمت اور گورمت کو نیچا دکھانے کی کوشش اور گورو نانک جی کو۔ جو جگت سدھارک گورو (تمام دُنیا کے لئے مصلح) تھے۔ عام لوگوں کی سطح پر لانے کی بھرپور سعی کی گئی۔ ماتا منجھوت یعنی رنگھڑی کی ساکھی۔ جو سری گورو نانک دیوجی کی سوانح سے زبردستی جوڑ دی گئی۔ اسی قسم کی ایک بدترین مثال ہے..... بھائی بدھی چند وغیرہ نرنجنی سادھوؤں نے ایسے کاموں میں مغلوں کا ساتھ دیکر گورو گھر کی کھلی مخالفت شروع کر دی تھی اسی وجہ سے ساتویں گورو (ہر رائے جی) سے لے کر دسم گورو (گوبند سنگھ جی) تک مغلوں کے مقابلہ پر گورو پنتھ کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔" [1]

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ جن دنوں بابا ھندال اور بدھی چند وغیرہ زندہ تھے سکھ گورو صاحبان اور مغل بادشاہوں کے دوستانہ تعلقات تھے اور سکھ گورو صاحبان کی مغل بادشاہوں سے کوئی دشمنی یا عداوت نہ تھی۔ چنانچہ اسی دوستی کے نتیجہ میں ہی اکبر بادشاہ نے ۸۴ گاؤں کی جاگیر گورو گھر کے نام لگائی تھی جس میں بعد کو امرتسر شہر بسایا گیا اور دربار صاحب بنایا گیا[2] اور ایک مرتبہ گورو رام داس جی کی خدمت میں حاضر ہو کر بھی اکبر نے نذرانہ پیش کیا تھا[3] جہانگیر بادشاہ نے اپنی شہزادگی کے زمانہ میں ہزاروں ایکڑ زمین گورو ارجن جی کی خدمت میں بھینٹ کی تھی[4] اور اس کے بعد جب گورو ہرگوبندجی نے دربار صاحب کے اندر اکالی تخت بنانا چاہا تو جہانگیر بادشاہ نے سرکاری خرچ پر اس کی تکمیل کروا دینے کی پیش کش کی[5] نیز گورو ہرگوبندجی جہانگیر بادشاہ کے ہمرکاب بھی رہنے لگ پڑے تھے[6] اور بادشاہ کی طرف سے انہیں

---

[1] :۔ پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی کی ص ۲۹ ؛

[2] :۔ گوردھام دیدار ص ۸۹۔ گورودوارے درشن ص ۶۱۳۔ گوربلاس پاتشاہی ۶ ادھیائے پہلا۔

[3] :۔ تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۷۵۔ اتہاس سکھ گورو صاحبان ص ۱۷۲۔ تواریخ گورو صاحبان ص ۱۲۱ ؛

[4] :۔ مہان کوش ص ۹۰۲۔ سکھ اتہاس حصہ اول ص ۲۰۲۔ پراچین بیڑاں ص ۲۶۵۔ راگ مالا کھنڈن ص ۲ ؛

[5] :۔ بھارتی راشٹریہ کانگرس ص ۴۳ ؛ [6] :۔ کچھ کو پوراتن اتہاسک پترے ص ۱ ،

سات تو ہیں ایک ہزار پیادہ اور پانچ سو سوار اپنے ساتھ رکھنے کی اجازت حاصل ہو گئی تھی۔ اور گورو جی کو پنجاب کے جملہ سرکاری افسروں کا نگران بھی بنا دیا گیا تھا[1] گورو ہرگوبندجی حکومت کے باغیوں کی سرکوبی میں بھی سرگرم عمل رہے[2] ایک ودوان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ شاہجہان کے عہد میں سندھ میں بغاوت ہو گئی۔ بادشاہ نے وزیر خاں کو اس مہم پر روانہ کیا۔ گورو ہرگوبندجی نے اس کی کامیابی کے لئے دُعا کی۔ اور وہ اس مہم میں کامیاب اور کامران رہا[3] یہ چند ایک موٹے موٹے واقعات اس لئے پیش کئے گئے ہیں کہ جن دنوں سوڈھی مہربان اور بدھی چند وغیرہ زندہ تھے سکھ گورو صاحبان اور مسلمان بادشاہوں کی گہری دوستی تھی۔ اور یہ بات کہ گورو صاحبان کے دشمنوں نے مغل حکمرانوں سے مل کر سکھ گورو صاحبان کو نقصان پہنچانے میں کامیابی حاصل کی درست نہیں۔

اشوک جی کے اس مندرجہ بالا بیان سے بہت سی باتیں سامنے آجاتی ہیں مثلاً یہ کہ جنم ساکھیوں میں اسلام کی تائید اور عظمت سے متعلق جو کچھ پایا جاتا ہے۔ وہ بدھی چند کے ذریعہ جنم ساکھیوں میں شامل ہوا ہے۔ گورو نانک جی یا کسی اور گورو سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ گویا کہ اشوک جی کے نزدیک گورو نانک جی اسلام کے مخالف تھے۔ ان کے دل میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہ کوئی عقیدت تھی اور نہ محبت۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ مروجہ گورو گرنتھ صاحب میں بھی اسلام کی تائید میں بہت کچھ موجود ہے جس کی بعض مثالیں ہم اپنی اسی کتاب میں پیش کر چکے ہیں۔ کون دانشور اس سے انکار کر سکتا ہے کہ گورو گرنتھ صاحب کے اس ارشاد سے کہ جو لوگ روزانہ پانچ وقت مسجد میں جاکر نماز ادا نہیں کرتے وہ کتوں کے برابر ہیں۔ اسلام کی عظمت ظاہر نہیں ہوتی۔ اور کون سمجھدار یہ تسلیم کرنے کیلئے

---

[1] :۔ اتہاس گورو خالصہ ہندی ص ۲۶۱۔ اتہاس سکھ گورو صاحبان ص ۲۳۷۔ تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۱۲۰ مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ اردو ص ۱۲۱۔ گورمت اتہاس گورو خالصہ ص ۱۲۸ ؛

[2] :۔ تواریخ گورو خالصہ ص ۱۰۴ ؛ [3] :۔ پوراتن اتہاسک جیونیاں ص ۱ ؛

تیار ہو سکتا ہے کہ سری گورو گرنتھ صاحب کے اس فرمان سے کہ نجات وہی لوگ حاصل کر سکیں گے کہ جن کے دلوں میں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت اور محبّت ہوگی۔ اس کے بغیر نہ تو انسان کی دنیا سنور سکے گی اور نہ آخرت۔ وہ دنیا میں بھی آٹھوں پہر بھٹکتا پھرے گا اور مرنے کے بعد اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اسلام کی حقانیت کا ثبوت نہیں ملتا۔

مشہور سکھ ہسٹورین سردار کرم سنگھ جی کا تو یہ نظریہ ہے کہ جنم ساکھیوں میں اسلام کی مخالفت میں جو رطب یابس درج کیا گیا ہے۔ وہ سب بابا پرتھی چند اور اس کے عقیدتمند ھندالیوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے اسلام کے خلاف ایسی باتیں صرف اس لئے جنم ساکھیوں میں داخل کیں کہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے سکھوں کو نقصان پہنچا سکیں۔ چنانچہ سردار صاحب موصوف اپنی مشہور و معروف کتاب "کتک کہ وساکھ" میں بابا ھندال یا بابا بدھی چند کی تیار کردہ جنم ساکھی سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان اور اسلام کے خلاف بعض باتیں درج کرنے کے بعد (ہم ایسی باتیں یہاں دوہرانا پسند نہیں کرتے کیونکہ ان سے کروڑوں اسلام کے شیدائیوں اور رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فدائیوں کے دل چھلنی ہوں گے) یہ لکھا ہے :-

"قابل غور امر یہ ہے کہ جب گوندے کی اولاد اور دوسرے براہمنوں نے گورو امرداس جی کے خلاف شکایت کی تھی۔ تو وہ بادشاہ کے پاس جنم ساکھی کے اس (اسلام کے خلاف) مضمون کو بھی پیش کر سکتے تھے۔ جس سے ان کا مؤقف مضبوط ہو جاتا۔ جب شکائتیں کرنے والوں نے بادشاہ سے کہا تھا کہ گورو ارجن دیو جی نے سری گورو گرنتھ صاحب میں تمام مذاہب کی تکذیب کی ہے۔ لیکن آخر وہ جھوٹے ہوئے تھے۔ تب انہوں نے اپنے دعویٰ کو پختہ بنانے کے لئے جنم ساکھی کے اس مضمون کو کیوں پیش نہ کر دیا؟ چندو سواہی گورو ارجن جی سے یہی کہتا

رہا کہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعریف گورو گرنتھ صاحب میں شامل کر دو۔ لیکن یہ اس نے کہیں نہیں کہا کہ جنم ساکھی میں سے یہ مضمون نکالدو۔ جب اورنگ زیب نے رام رائے سے "مٹی مسلمان کی" والی سطر دریافت کی تھی۔ تو انہوں نے آگے سے "مٹی بے ایمان کی" کہدیا تھا۔ تب اگر الزام ہی لگانا تھا۔ تو اورنگ زیب نے جنم ساکھی کا یہ مضمون ہی کیوں نہ نکال کر دکھا دیا کہ دیکھو کہ آپ کے بڑے پیر نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کیسی تکذیب کی ہے؟

لیکن اصل بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان دنوں یہ جنم ساکھی تھی ہی نہیں کیونکہ اگر ہوتی تو یہ مضمون اورنگ زیب کی نظر سے بچا نہ رہتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جنم ساکھی اورنگ زیب کے آخری دور میں سکھوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں تنگ کرانے کے لئے لکھی گئی ہے۔"[۵]

پس سکھ ہسٹری ریسرچ سکالر سردار شمشیر سنگھ جی اشوک کا یہ بیان کرنا کہ بابا بدھی چند نے جو جنم ساکھی مرتب کی۔ اس میں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور اسلام کی فضیلت داخل کر دی تاکہ وہ گورمت کو نیچا دکھا سکیں۔ سکھ تاریخ کی روشنی میں درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ چنانچہ سردار کرم سنگھ ہسٹورین کے بیان سے واضح ہے کہ جنم ساکھیوں کے بعد کے نسخوں اور ایڈیشنوں میں اسلام کے حق میں نہیں بلکہ خلاف اسلام باتیں درج کی گئیں۔ تاکہ سکھوں کو مسلمان حکمرانوں کے ہاتھوں نقصان پہنچایا جا سکے اور اسلام کے خلاف بغض اور عناد پھیلایا جا سکے۔ اور واقعات بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے آج تک جنم ساکھیوں کے درجنوں قلمی اور مطبوعہ نسخوں کو دیکھا ہے۔ ان سے یہی واضح ہوا ہے کہ ان کے اوّلین نسخوں میں تو اسلام کی تائید کے حوالے ملتے ہیں۔ اور بعد کے ایڈیشنوں میں تکذیب کے۔ اور جہاں جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کا اسم مبارک آیا۔ یا تو اسے نکال دیا۔ یا کسی اور نام سے بدل دیا۔ اس کے کچھ نمونے ہم اپنی بعض کتب میں

---

[۵] :- کتک کہ وساکھ ص۵۲ ؂

پیش کر چکے ہیں۔

اشوک جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ سوڈھی ہرجی نے اپنی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کی شادی کا ذکر بابا بدھی چند کی جنم ساکھی سے ہی لیا ہے۔ اس طرح انہوں نے گویا کہ یہ تسلیم کیا ہے کہ سوڈھی ہرجی کی جنم ساکھی بابا بدھی چند کی تیار کردہ یا تحریف شدہ جنم ساکھی سے بعد کی ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے :-

"پتہ چلتا ہے کہ سری گورو نانک دیو جی کے نام کے ساتھ بھی ایسی متعدد فرضی ساکھیاں جڑ دی گئی ہیں۔ اور ان میں سے ہی اس نگھڑی والی ساکھی کو سوڈھی ہرجی نے بھی جو ھندالیوں کی طرح ہی باپ دادا سے گورو گھر کا مخالف تھا۔ اگر اپنا لیا ہو اور یہ ساکھی اپنی کتاب پوتھی ہرجی میں درج کر لی ہو تو یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے۔" [1]

سکھ ودوان بیان کرتے ہیں کہ پوتھی ہرجی کے وجود میں آنے کا زمانہ جو اس پوتھی کے آخر میں درج ہے۔ وہ سمت ۱۷۰۷ بکرمی مطابق ۱۶۵۰ء ہے [2] اشوک جی نے خود بھی یہی زمانہ بیان کیا ہے [3] اور سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین کے بقول بابا ھندال کے عقیدتمندوں کی تیار کردہ جنم ساکھی گورو گوبند سنگھ جی کے آخری زمانہ میں مرتب کی گئی ہے اور سمت ۱۷۵۰ بکرمی (مطابق ۱۶۹۳ء) کے بعد کسی وقت تیار ہوئی ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے :-

"یہ جنم ساکھی سمت ۱۷۵۰ بکرمی (مطابق ۱۶۹۳ء) سے بعد کی تصنیف ہے" [4]

یعنی :-

"نرنجنیوں کی جنم ساکھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ بابا ھندال سمت ۱۷۰۵ بکرمی (مطابق ۱۶۴۸ء) میں فوت ہوئے۔ ان کے بعد ان کا بیٹا بابا بدھی چند

---

[1]:- پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کی صفحہ ۳۸ ؛ [2]:- پوتھی ہرجی تے پوتھی چتربھج صفحہ ۲۳، صفحہ ۴، صفحہ ۵، صفحہ ۸، صفحہ ۳۵۷، جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان صفحہ ۲۷ ؛ [3]:- پوتھی ہرجی تے چتربھج صفحہ ۶۱ ؛

[4]:- کتنک کہ وساکھ صفحہ ۲۴۰، صفحہ ۲۴۱ - سردار کرم سنگھ دی اتہاسک کھوج صفحہ ۶، صفحہ ۳۰ ؛

گدی کا مالک بنا۔ اور بابا ھندال کی پرچی لکھوائی۔۔۔ آپ نے گورو ہر رائے کے عہد میں وفات پائی۔ نرنجنیوں کے چوتھے گدی نشین اقلا اس جی گورو گوبند سنگھ جی کے ہم عصر تھے۔۔۔۔۔۔ آپ کے کسی عقیدتمند نے بھائی بالا کے نام پر ایک جنم ساکھی لکھدی۔۔۔۔۔ بابا ھندال کی پرچی لکھے جانے کا زمانہ ہم سمت ۱۷۱۲ بکرمی تسلیم کرتے ہیں۔۔۔۔ گورو گوبند سنگھ جی سمت ۱۷۳۲ بکرمی میں گدی پر بیٹھے ہیں۔ اس لئے یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ بھائی بالے والی جنم ساکھی سری گورو گوبند سنگھ جی کے عہد سے پہلے نہیں بنی۔ آپ کے آخری دور میں لکھی گئی ہے۔" [1]

اس سلسلہ میں ہسٹورین جی لکھتے ہیں :-

"عام لوگوں کا خیال ہے کہ اس (جنم ساکھی) کو بنایا تو سری گورو انگد دیو جی نے تھا۔ مگر بعد کو نرنجنیوں نے اسے کمی بیشی کر کے بگاڑ دیا ہے۔ لیکن میں بتا چکا ہوں کہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ گورو انگد جی کی لکھوائی ہوئی جنم ساکھی نرنجنیوں کے ہاتھ کبھی بھی نہیں آ سکتی تھی۔۔۔۔ یہ جنم ساکھی تو گورو گوبند سنگھ جی کے آخری دور میں لکھی گئی ہے۔۔۔۔۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس جنم ساکھی کو نرنجنیوں نے بگاڑا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسے بنایا ہی نرنجنیوں نے ہے۔ ان کے بغیر کوئی اور اسے لکھ ہی نہیں سکتا تھا۔" [2]

جن ودوانوں کا خیال ہے کہ بابا بدھی چند نے اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے لئے جنم ساکھی میں گورو نانک جی کی مسلمانوں کے ہاں شادی کی ساکھی اپنی تیار کردہ جنم ساکھی میں داخل کی۔ انہیں اس امر پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ سکھ ودوانوں کے بقول ھندالیوں نے سکھ گورو صاحبان سے اپنا تعلق نہیں رکھا تھا۔ اس صورت میں ان کا بابا نانک جی کی طرف کوئی بات منسوب کرنا اور اسے اپنی صفائی میں پیش کرنا بالکل لایعنی بات ہے۔ سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین

---

[1]:- کتنک کہ وساکھ صفحہ ۲۳۹ تا صفحہ ۲۴۱ ؛ [2]:- کتنک کہ وساکھ صفحہ ۲۲۲ ؛

نے ھندالیوں سے متعلق بیان کیا ہے :۔

"جو شخص ان کی تاریخ اچھی طرح پڑھے گا۔ اسے ضرور ہی تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ ایک الگ ہی فرقہ ہے جس کا سکھوں سے کوئی تعلق نہیں۔ حیرانی کی بات ہے کہ جب وہ ہماری شاخ ہی نہیں ..... تو کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ گورو انگد جی کی لکھائی ہوئی جنم ساکھی ایسی بیش قیمت نرنجنیوں کے ہاتھ آجاتی؟ ..... یہ جنم ساکھی لکھوائی ہوئی ہی نرنجنیوں کی ہے۔ اور اس کے لکھوانے میں گورو انگد جی کا کوئی ہاتھ نہیں"۔[1]

ڈاکٹر رتن سنگھ جگی نے بابا ھندال کے بارہ میں یہ بیان کیا ہے :۔

"بھائی رتن سنگھ بھنگو کے نزدیک ھندال ذات گھنگس جاٹ اور سلطان سخی سرور کا عقیدتمند تھا۔ بے حد غریب ہونے کی وجہ سے گورو ارجن کے لنگر میں سے پیٹ بھر کر روٹی کھانے کے لئے گورو دربار میں حاضر ہوا۔ اور لنگر کی سیوا میں مصروف ہو گیا۔ اس کی خدمت پہ گورو صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور اسے جنڈیالہ کا پرچارک مقرر کر دیا۔ کچھ عرصہ تو سیوا کرتا رہا لیکن جب اس کا ادب اور احترام کافی بڑھ گیا۔ تو غرور میں آکر روحانیت کے اصل چشمے اور منبع کو بھول کر اسنے اپنا آزاد دربار قائم کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اسنے جنم ساکھی میں گورو نانک کو راجہ جنک کا خادم اور خود کو راجہ جنک کا داماد اور رام چندر کا ہم زلف لکھ دیا۔ اس طرح کی اور بھی متعدد باتیں لکھ کر ثابت کیا کہ جہاں پرہلاد ..... اور دھرو بھی نہیں پہنچ سکے وہاں وہ پہنچا ہے۔

ھندال کی پیدائش ۱۵۷۳ء (سمت ۱۶۳۰ بکرمی) میں امرتسر ضلع کے جنڈیالہ نام کے قصبہ میں ہوئی تھی۔ ۷۵ سال کی عمر میں اس کی وفات ۱۶۴۸ء (سمت ۱۷۰۵ بکرمی) میں ہوئی"۔[2]

---

[1] :۔ کننگ کہ دسا کھ ص۱۳ ؛ [2] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ گورو نانک یونیورسٹی امرتسر ص۲۲، ۲۳ ؛

جگی جی نے یہ جو کچھ لکھا ہے۔ وہ خود ان کے بقول ہی بھنگو رتن سنگھ جی کی تصنیف پراچین پنتھ پرکاش کی بنا پر ہے۔ بھنگو جی نے اس بارہ میں جو بیان کیا وہ یوں ہے :۔

پرتھم اس کی اُتپتی سناؤں ۔۔۔ پاچھے اس کے لچھن بتاؤں

جٹ گھنگ جنڈیالے سلطانی ہے ۔۔۔ ننگ بھکھ اس تن کو دہے

ان سنیو گورو ہر رائے لنگر چلاویں ۔۔۔ اوہاں جائے لوک پیٹ بھر کھاویں

کرے ٹہل بھاویں ناہیں کراہے ۔۔۔ تہاں رزق کی کمی سو نا ہے

ام سن کے وہ تہاں پدھر یو ۔۔۔ جائے لانگرین کے بدھ سنچر یو

بھرے پیٹ اوہ جہوں کھائے ۔۔۔ آٹا گنہے بہہ چلّے تپائے

مغزوں بوئے نہ سلطانیں گئی ۔۔۔ سکھی ریت کچھ جگر نہ ٹھئی[1]

یعنی میں پہلے اس کی پیدائش کا ذکر کرتا ہوں۔ بعد میں اس کی چال ڈھال بتاؤں گا۔ وہ جنڈیالے کا رہنے والا ایک جاٹ تھا۔ اور سخی سرور سلطان کا عقیدتمند لیکن وہ ننگ بھوک سے لاچار تھا۔ اسنے سُنا کہ گورو ہر رائے جی نے لنگر جاری کیا ہوا ہے۔ اور وہاں لوگ جا جا کر خوب پیٹ بھرتے ہیں۔ خواہ وہاں کوئی کام کرے یا نہ کرے رزق کی کوئی کمی نہیں۔ یہ سن کر اس نے بھی وہاں جا کر ڈیرہ ڈال دیا۔ اور خوب پیٹ بھر کر کھانے لگا۔ وہ لنگر میں آٹا گوندھتا تھا اور چولہے میں آگ جلاتا تھا۔ لیکن اس کے دل و دماغ میں سخی سرور سلطان ہی سمایا ہوا تھا۔ اور سکھی ریت کے لئے اخلاص پیدا نہ ہوا۔ گورو ہر رائے جی اس کی خدمت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور ھندال کو نہال کر دیا۔

عجیب بات یہ ہے کہ سردار کاہن سنگھ جی نے بابا ھندال کو گورو امرداس جی کا سکھ بتایا ہے۔ ڈاکٹر رتن سنگھ جی نے گورو ارجن جی کا۔ اور بھنگو رتن سنگھ جی کے نزدیک بابا ھندال نہ تو گورو امرداس کا سکھ تھا اور نہ گورو ارجن کا بلکہ وہ گورو ہر رائے کی

---

[1] :۔ پراچین پنتھ پرکاش ص۲۲۱، ص۲۲۲ ؛

خدمت میں صرف روٹیاں کھانے کے لئے ہی آیا تھا۔ اس کے دل میں سخی سرور سلطان کی عقیدت بھرپور تھی۔

بھنگو رتن سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے :۔

دئی سنگت سری گور تہ لائے   گرہ جنڈالے بیس تیس گرائے

.. ..

مت کت بہے آپے گور ہوئے   ہوئے جاوے پھر سکھیوں اڈھوئے
داہگورد دھن گورو جپائیو   یوست گوراس بچن فرمائیو
دھکت نیامت بے قدر سکیو نہ سوؤ پچائیے
جیوں گدھے بیمبر بھیو کھائے کھینتی پرائی ڈرائیے

.. ..

اسس مورکھ کو گربا آئیو   دین داردان گورو بھلائیو
کہے پچھلو کیا ہم ہے اب لیا   دین جوگ گورکن تھو کیا
ان ست گور نال ہٹ سن چنوائیو   اُن گھر کی چھپڑی ناؤں گنگا دہرائیو

.. ..

بھیو نرنجنیوں نام سکھی مٹائی [1]

یعنی۔ گورو جی نے اسے جنڈالہ میں منجی بخش دی۔ مگر اس نے اس مفت میں ملی نعمت کی قدر نہ کی۔ اور غرور میں آ گیا۔ اور یہ بخشش کرنے والا گورو اس نے سرے سے بھلا دیا۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ میں نے اپنے پچھلے اعمال کی جزا پائی ہے۔ گورو کو کس نے بخشش کرنے والا بنایا ہے۔ اس نے گورو جی کے تالاب کے مقابلہ پر اپنے گھر کی چھپڑی کا نام گنگا رکھدیا۔ اس طرح وہ نرنجنیا بن گیا اور سکھی مٹا دی۔

---

[1]:۔ پراچین پنتھ پرکاش ص۲۲۳ ؎

بھنگو جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ بابا ھندال جی نے ایک جنم ساکھی بھی تیار کی جس میں گورو نانک جی کو راجہ جنک کا خادم بیان کیا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی باتیں اس میں درج کروادیں۔ جیسا کہ مرقوم ہے :۔

سری نانک کہے جگ جنک اوتار   ان لکھیئو ساکھی مدھ خدمت گار

.. ..

ایسے ایسے جھوٹ لکھ سرن جنم ساکھی مدھ ملائے
جہاں نہ پہنچیو پرلاد دھر دتہہ ھندال پہنچیو لکھوائے

اور کر لوپی گور جانو   جندو گور ان اپن سمجھانو
اس مدھ اور ان غضب کرایو   سری گور نانک جندہ لکھایو
کوئی ہتو جندو سکندر غلام   سری گور نانک جی کئے ام گھٹ تھام
سری کبیر جی نانک جی کو بنیو بھائی تیجا   اس جنم ساکھی مدھ لکھ کر ہی میجا

.. ..

ایسی بھئی ھندالے بات   سنہو گور موکھ ہمارے سکھ بھرات
آگے بھئی جو ھندال اولاد   سو بڈ غضب گئے لکھ باد [2]

بھنگو رتن سنگھ جی کے اس بیان سے واضح ہے کہ بابا ھندال نے بھی گورو نانک جی کی ایک جنم ساکھی مرتب کروائی تھی۔ اور اس میں بہت سی ایسی ساکھیاں شامل کروا دی تھیں۔ جو گورو نانک جی کی شان۔ عزت۔ عظمت اور تقدس کو گھٹانے والی ہیں۔ بھنگو جی نے ان باتوں کی جو تفصیل دی ہے وہ یہ ہے کہ بابا ھندال نے اپنی جنم ساکھی میں ایک تو یہ درج کروا دیا تھا کہ گورو نانک جی جنک کے اوتار نہیں۔ خدمت گذار تھے [3] نیز زندہ پیر (یعنی خواجہ خضر) گورو نانک جی کا گورو تھا۔

---

[2]:۔ پراچین پنتھ پرکاش ص۲۲۳، ص۲۲۴ ؎

[3]:۔ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے کہ جنک ایک لقب ہے۔ اور اس لقب کو حاصل کرنیوالے متعدد بزرگ گذرے ہیں۔ (نانک پرکاش سمپادت ص۲۲۲) ؎

اور گورو جی کبیر بھگت کے تیسرے بھائی تھے۔ اس کے علاوہ بابا ھندال نے اپنی شان اور عظمت بڑھانے کے خیال سے اس جنم ساکھی میں یہ بھی درج کروا دیا تھا کہ روحانیت کے جس اعلیٰ مقام پر پرہلاد بھگت بھی نہیں پہنچ سکے تھے وہ مقام بابا ھندال کو حاصل ہو گیا تھا۔ لیکن بھنگو رتن سنگھ جی نے اس امر کا کوئی اشارہ تک نہیں کیا کہ بابا ھندال نے اپنی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کی اس شادی کی ساکھی بھی درج کروا دی تھی۔ جو انہوں نے ایک مسلمان خاتون بی بی خانم سے کی تھی۔ اور جس کے بطن سے آپ کے ہاں دو[1] لڑکیاں بھی ہوئی تھیں اور جسے سکھ کتب میں ماتا منجھوت کا نام دیا گیا ہے۔ بھنگو رتن سنگھ جی کے بقول بابا ھندال جی نے گورو ہررائے کے زمانہ میں اپنی جنم ساکھی مرتب کروائی تھی۔ سکھ تاریخ سے واضح ہے کہ اس سے قبل وجود میں آ چکیں کتب جنم ساکھی گورو نانک جی مصنفہ سوڈھی مہربان اور پوتھی ہر جی میں گورو جی کی اس شادی کا ذکر موجود تھا۔ بلکہ گورو انگد جی کے زمانہ میں بھائی پیڑے موکھے کی نوشت جنم ساکھی گورو نانک جی میں گورو جی کے اس بیاہ کا تذکرہ موجود تھا[2]۔ جو لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ بابا ھندال جی گورو امرداس جی کے زمانہ میں سکھ منڈل میں شامل ہوئے۔ اور ان کے لنگر کی سیوا کرتے رہے[3] وہ بھنگو رتن سنگھ جی کے نزدیک سخت غلطی پر ہیں۔ سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے بابا ھندال کا گورو امرداس جی کے لنگر کی سیوا کرنا بے بنیاد قرار دیا ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:-

"سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ بابا ھندال جی ست گورو امرداس جی کے لنگر کی خدمت کیا کرتے تھے۔ جس خدمت سے خوش ہو کر گورو امرداس جی[3] نے بابا

---

[1]:- پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کی ص۱۲۵۔ [2]:- مہان کوش ص۵۳۵، جنم ساکھی بھائی بالا ایڈٹ کردہ ڈاکٹر رتن سنگھ جگی ص۱۶، اشٹ گورو چمتکار ص۱۹۔

[3]:- بعض ودوانوں کے بقول بابا ھندال جی گورو رام داس جی پرچارک تھے (ملاحظہ ہو پنجاب دا سنکھیپ اتہاس ص۱۱۹)، سکھوں میں ایسے ودوان بھی موجود ہیں جن کے نزدیک بابا ھندال جی گورو ارجن جی کے عہد میں سکھ بنے تھے۔ اور ان کے لنگر میں سیوا کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو بھارت مت درپن ص۸۷، جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ گورو نانک یونیورسٹی امرت سر ص۲۲)۔

ھندال جی کو ایک "منجی" دی تھی حالانکہ یہ سراسر بے بنیاد ہے۔ کیونکہ بابا ھندال جی کی پیدائش بساکھ پورن ماشی سمت ۱۶۳۰ بکرمی کو ہوئی ہے۔ قارئین کرام غور فرمالیں کہ وہ تیسرے گورو کی خدمت کیونکر کر سکتے تھے۔[1]

سکھ کتب میں بھی بابا ھندال جی کا سن پیدائش سمت ۱۶۳۰ بکرمی (مطابق ۱۵۷۳ء) بیان کیا گیا ہے[2] اور ساتھ ہی یہ بھی مرقوم ہے کہ گورو امرداس جی سمت ۱۶۳۱ بکرمی (۱۵۷۴ء) میں فوت ہوئے تھے[3] اس صورت میں گورو امرداس جی کی وفات کے وقت بابا ھندال جی کی عمر صرف ایک سال کی تھی۔ ایک سال کا بچہ کسی مذہب کے عقاید یا اصول سمجھ کر اسے کیونکر اختیار کر سکتا ہے۔ پس بابا ھندال جی کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ سمت ۱۶۳۰ میں پیدا ہو کر سمت ۱۶۳۱ بکرمی میں فوت ہونیوالے گورو امرداس جی کے لنگر کی سیوا کرتے رہے۔ اور گورو جی نے ان کی اس سیوا پر خوش ہو کر اپنی منجی بخش دی۔ اور سکھ دھرم کا پرچارک مقرر کر دیا۔ ایک افسانہ سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔ خواہ اس کے بیان کرنے والے سردار بہادر کاہن سنگھ جی ایسے مشہور سکھ بزرگ ہوں یا کوئی اور۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان ڈاکٹر رتن سنگھ جی جگی رقم طراز ہیں:-

"ھندال..... کو گورو امرداس جی کا مخلص سکھ بیان کیا ہے۔[4] جسے

---

[1]:- کتنک کہ وساکھ۔ [2]:- مہان کوش ص۵۳۵، جنم ساکھی بھائی بالا ایڈٹ کردہ ڈاکٹر رتن سنگھ جگی ص۲۳، ۲۴۔ گورو بنساولی ص۸۶، گورمت مارتنڈ حصہ اول (گیانی لال سنگھ والا) ص۲۱۷، بھارت مت درپن ص۸۵۔

[3]:- مہان کوش ص۵۶، گورتیرتھ سنگرہ ص۳۱، ناواں تے تھاواں دا کوش ص۳، گورو بنساولی ص۵۶، ساڈا اتہاس حصہ اول ص۱۱۱۔ گورمت لیکچر ص۱۳۶، مالوہ اتہاس حصہ اول ص۳۱، سکھ اتہاس حصہ اول ص۱۳۷، ص۱۶۴، تواریخ گورو خالصہ ص۶۲، چھوت چھات سمبندھی گورمت سدھانت ص۴۔ سادھرم مارگ گرنتھ ص۲۳۔ پنجاب دا سنکھیپ اتہاس ص۱۱۸۔ اتہاس گورو خالصہ ہندی ص۱۹۶، جنم ساکھی اردو (۱۹۲۲ء والی) ص۱۷۔

[4]:- بھنگو رتن سنگھ جی ایسے مشہور سکھ بزرگ کے نزدیک بابا ھندال مخلص سکھ نہ تھا۔ بلکہ دل سے وہ سخی سرور سلطان کا مرید تھا۔ محض بھوک سے تنگ آکر گورو گھر کے لنگر میں آ گیا تھا۔ اور وہاں سیوا کر کے پیٹ بھر لیا کرتا تھا۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے:-

گوروجی نے پرچارک مقرر کر کے منجی بخشی تھی۔ وہ گوروجی کے لنگر کی سیوا محبت سے کرتا رہا۔ اس کی پیدائش ۱۵۷۳ء (سمت ۱۶۳۰ بکرمی) میں ہوئی تھی۔ لیکن بھائی کاہن سنگھ جی کو یاد نہیں رہا کہ ان کے اپنے قول کے مطابق گورو امرداس جی کی وفات ۱۵۷۴ء (سمت ۱۶۳۱ بکرمی) میں ہو چکی تھی۔ اور ایک سال کی چھوٹی عمر میں بابا ہندال سے مندرجہ بالا سیوا کی اُمید کرنا بالکل غلط ہے۔" [1]

بھنگو رتن سنگھ جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ بابا ہندال کی اولاد میں سے ایک شخص یعنی دیال داس کے بیٹے گھرن داس نے جو بڑا عیاش اور بدکار قسم کا انسان تھا۔ اس جنم ساکھی میں ردّ و بدل کئے تھے۔ جیسا کہ لکھا ہے :۔

کرپال مگر دیال داس کہیر بہیو گدی والے ہوئے
گھرن داس تس پت بھیو بدخراب شرابی ہوئے

... ...

سب تے وڈے کامی وہ ہوڈ ۔ چھڈے نہ سنگت دھیو ہو کوڈ
اوس تے سنگت سبے سنکاہی ۔ اس تے بیٹی بہو نہ جاہی
تو اس بدھ ان ساکھی بنائی ۔ سکھی رکھنی ہے اوکھی بھائی

... ...

جنم ساکھی آپ دھری بنائے ۔ کہیو سنگت دیکھ لیہو وائے [2]

بقیہ حاشیہ
بھرے پیٹ اور جیہوں کھائے ؛ آٹا گُنّے بہہ چُلّے تپائے
مفرنوں ہوئے نہ سُلطانیں گئی ؛ سکھ ریت کچھ جگر نہ ٹھئی

پراچین پنتھ پرکاش صفحہ ۲۲۲

یعنی۔ بابا ہندال گورو کے لنگر سے پیٹ بھر کر کھانا کھاتا تھا۔ اور آٹا گوندھنے اور چولہے جلانے کی خدمت کرتا تھا۔ اس کے دل و دماغ میں سخی سرور سُلطان ہی سمایا ہوا تھا۔ سکھی ریت اس کے دل میں نہ تھی۔

[1] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا ڈاکٹر رتن سنگھ جگی۔ شائع کردہ گورو نانک یونیورسٹی امرت سر صفحہ ۱۶ ؛ [2] :۔ پراچین پنتھ پرکاش صفحہ ۲۲۶ ؛

یعنی۔ کرپال کے بعد دیال داس گدّی پر بیٹھا۔ اس کا بیٹا گھرن داس تھا وہ سب سے زیادہ عیاش تھا۔ سنگت کی بہو بیٹی اس سے نہیں بچتی تھی۔ سنگت ہمیشہ اس سے نالاں ہی رہتی تھی۔ اس نے یہ ساکھی بنائی کہ سکھی رکھنی بہت مشکل ہے۔ .... اس نے خود جنم ساکھی بنائی تھی۔ اور سنگت سے کہا تھا کہ یہ دیکھ لو۔

بھنگو جی نے گھرن داس کا جنم ساکھی کو بگاڑنا تو لکھدیا ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ اسنے کیا کیا ردّ و بدل کئے تھے۔ سکھ ودوانوں کے بقول گورو نانک جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی تو اس سے بہت پہلے جنم ساکھی میں موجود تھی۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس بدکردار اور بداعمال گھرن داس نے یہ ساکھی جنم ساکھی میں خود وضع کر کے شامل کی تھی۔

مشہور سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی نے بھی جنم ساکھی کے ردّ و بدل بابا ہندال کی اولاد کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر انہوں نے اس کی کوئی وضاحت نہیں کی کہ بابا ہندال کی اولاد میں سے کس شخص نے یہ ردّ و بدل کئے تھے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے :۔

"اس (بابا ہندال) کی گدی پر ہی بیٹھے ایک شخص نے گورو (نانک جی) کی اصل جنم ساکھی تلف کر کے ایک فرضی ساکھی بنائی۔ جھوٹی ساکھیاں اپنے عیوب چھپانے کے لئے وضع کیں اور اس میں درج کر دیں۔ اور بابا ہندال کو سری گورو نانک سے افضل ظاہر کر کے لکھا.... ہندال کے فرقہ کے لوگوں کو ہندالیئے اور نرنجنیئے کہتے ہیں۔" [1]

بھائی ویر سنگھ جی ایسے بزرگ اور ودوان نے اس امر کی کوئی وضاحت نہیں کی کہ اصل جنم ساکھی کو تلف کرنے والے کون صاحب تھے؟ اور ہندالیئے نے اصل جنم ساکھی تلف کر کے جو نئی جنم ساکھی مرتب کی تھی۔ اس میں کون کون سی نئی

---

[1] :۔ اشٹ گورو چمتکار صفحہ ۱۹ ؛

ساکھیاں شامل کی تھیں ؟ اور نہ اس بارہ میں کچھ نشاندہی کی ہے کہ اس ہندالئے نے موجودالوقت تمام جنم ساکھیاں تلف کردی تھیں ۔ یا صرف وہی تلف کی تھی ۔ جو اس کے پاس تھی ؟ اگر اس وقت جنم ساکھی کا ایک ہی نسخہ تھا تو وہ ھندالیوں کے قبضہ میں کیونکر چلا گیا تھا ؟ وہ تو گورو گھر میں رہنا چاہیئے تھا ۔

ایک سکھ وِدوان نے لکھا ہے کہ گورو ارجن جی کے زمانہ میں ہی جنم ساکھی میں ردو بدل شروع ہو گئے تھے ۔ جیسا کہ مرقوم ہے :۔

" جنم ساکھی کی گوشٹوں میں ردو بدل اور تحریف کا امکان گورو ارجن جی کے زمانہ میں ہی پیدا ہو گیا تھا ۔ اور گورو گوبند سنگھ جی کے زمانے تک جنم ساکھیوں کے بعض ایسے نسخے لکھے جا چکے تھے جن کے مستند ہونے سے متعلق عقیدتمندوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے تھے "۔ [ل]

بعض سکھ ودوانوں کا خیال ہے کہ بابا ھندال کی تیار کردہ جنم ساکھی میں بعد کو ان کے فرزند ارجمند بابا بدھی چند نے ردو بدل کئے تھے ۔ اور گورو نانک جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی انہوں نے شامل کی تھی ۔ جیسا کہ ڈاکٹر رتن سنگھ جگی کا بیان ہے :۔

" ھندال کے بعد اس کا بیٹا بدھی چند جنڈیالہ کی گدی پر بیٹھا ۔ شروع میں اس کے اعمال اچھے تھے لیکن بعد میں مسلمان کنچنی کی محبت میں پھنس کر وہ اپنے مقصد سے بھٹک گیا ۔ اپنے بارہ میں عقیدتمندوں کی عقیدت کی کمی محسوس کر کے اس نے ہندال کے ذریعہ پہلے سے محرف و مبدل کی جا چکی جنم ساکھی کے آخر میں گورو نانک کی تصویر خراب کرنے کی غرض سے سنجھوت کا قصہ وضع کر لیا "۔ [۲]

آگے چل کر جگی صاحب نے پھر لکھا ہے :۔

" اس جنم ساکھی کو آخری شکل بدھی چند نے دی ۔ اور بدھی چند کی وفات

[ل] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا ڈاکٹر رتن سنگھ جگی ، صـ ۹ ؛

[۲] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ گورو نانک یونیورسٹی امرت سر صـ ۲۳ ؛

۱۶۵۴ء (مطابق سمت ۱۷۱۱ بکرمی) میں ہوئی ۔ اس لئے بھائی بالا جنم ساکھی کی آخری شکل ۱۶۵۴ء سے قبل اپنی خلاف حقیقت شکل اختیار کر چکی تھی ۔ میکالف نے اس جنم ساکھی کا سن تصنیف ۱۶۴۰ء مطابق سمت ۱۶۹۷ بکرمی کے قریب تسلیم کیا ہے "۔ [ل]

بھائی سنتوکھ سنگھ جی کے نزدیک بھی ھندالیوں نے گورو نانک جی کی اصل جنم ساکھی تلف کر دی تھی ۔ اور اس کی جگہ خود ایک جنم ساکھی مرتب کر دی تھی ۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے :۔

پورب پوتھی ہوتی جو سوئی	بیچ بپاسا دئی ڈبوئی
پنے چھیدے دئی بہائی	جو سری گورو انگد لکھوائی
... ...	... ...
جو ساکت کی کہی کو ساکھی	کھیر بیخ تم جانو ماکھی
کاڈھے ساکھی دیکھے جوئے	چاہیئو پاٹے مٹ لکھ سوئے ؛ [۲]

ایک سکھ وِدوان پنڈت جوالا سنگھ جی نے بھائی سنتوکھ سنگھ جی کے اس بیان کے پیش نظر یہ لکھا ہے :۔

" بھائی سنتوکھ سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ گورمکھ گورو انگد نے اپنے سچے گورو نانک دیو جی کی جنم ساکھی لکھوائی تھی ۔ اس جنم ساکھی کی نقول نہیں کی گئی تھیں اور اصل کتاب بھائی ہندال جی کی اولاد کے قبضہ میں آ گئی ۔ بھائی ہندال کی اولاد نے اس نسخہ کو پھاڑ کر دریائے بیاس میں بہا دیا ۔ اور بھائی ہندال کی اولاد نے ایک خود ساختہ جنم ساکھی تیار کی ۔ وہی آج کل بھائی بالے والی جنم ساکھی کے نام سے مشہور ہے "۔ [۳]

بعض اور سکھ ودوانوں نے بھی یہی کچھ بیان کیا ہے ۔ لیکن بعد کے سکھ محققین

[ل] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ گورو نانک یونیورسٹی امرت سر صـ ۲۵ ، صـ ۲۶ ؛

[۲] :۔ نانک پرکاش پوربار دھ ادھیائے ۳۷ ؛ [۳] : سکھ اتہاس دا نشٹ ہویں ہو رہیا ۔ صـ ۸ ؛

بھائی سنتوکھ سنگھ جی کی اس روایت کو درست تسلیم نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک گورو انگد جی کی تیار کردہ کوئی جنم ساکھی ہندالیوں تک نہیں پہنچی بلکہ انہوں نے خود بخود ایک جنم ساکھی تیار کی تھی۔ جیساکہ سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین کا بیان ہے :۔

”بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے نانک پرکاش لکھا جو لفظ بلفظ بھائی بالے والی جنم ساکھی سے ملتا ہے۔ ..... کوی جی نے یہ تو لکھدیا کہ یہ ہم ساکھی ہندالیوں کے ہاتھ لگ گئی۔ اور اصل جنم ساکھی نہ رہی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی مان لیا کہ اسے گورو انگد جی نے لکھوایا تھا۔ پس پہلی غلطی ہم سے یہ ہوگئی جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں“۔ [۵۰]

گیانی لال سنگھ جی پنج خالصہ دیوان کے ایک سرگرم رکن گذرے ہیں۔ انہیں ایک مرتبہ دیوان سے اختلافات پیدا ہوگئے۔ جس کی بنا پر دیوان نے انہیں گیانی کی بجائے اگیانی قرار دے دیا۔ انہوں نے اپنی مختلف کتب میں اس بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ ہندالیوں نے گورو نانک جی کی جنم ساکھیوں کو بگاڑ دیا ہے۔ چنانچہ ان کا بیان ہے :۔

”بابا ہندال ..... کے بیٹے بدھی چند نے اپنے باپ کی تعریف کرنے کے خیال سے گورو نانک جی کی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کی نندا لکھوائی اور من گھڑت ڈھکوسلے لکھوا کر پرچار کیا۔ اس نے اپنی من متوں اور بدچلنیوں کو بھی سکھی کے اصول ثابت کرنے کے لئے جنم ساکھی کو بہت غلط ملط کر دیا“۔ [۵۱]

یعنی :۔

”بھائی بالا والی جنم ساکھی کو در اصل ہندالیوں (نرنجنیوں) نے بگاڑ دیا ہے“۔ [۵۲]

گیانی ہزارہ سنگھ جی جاگیردار نے بھی انہی خیالات کا اظہار کیا ہے [۵۳] ایک اور سکھ ودوان پروفیسر پیارا سنگھ جی رقمطراز ہیں :۔

---

[۵۰] :۔ کتنک کہ وساکھ صفحہ ۲۲ ٭ [۵۱] :۔ گورو بنساولی صفحہ ۷۸ ٭

[۵۲] :۔ تواریخ گورو خالصہ پنجم صفحہ ۹۶ ٭ [۵۳] :۔ انہاس سکھ گوردواریان صفحہ ۱۲۵ ٭

”ہندالیوں یا بدھی چند والی جنم ساکھی۔ اسے اصل میں بھائی بالا والی جنم ساکھی کی ہی ایک ”شاخا“ ماننا چاہیئے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس میں گورو نانک کی توہین کی گئی ہے۔ اور متعدد باتیں وضعی ملا دی گئی ہیں۔ جیسا کہ ..... گورو نانک نے ایک مسلمان زنگھڑی سے شادی کی تھی“۔ [۵۴]

عجیب بات یہ ہے کہ یہی صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ جنم ساکھی بھائی بالا کے پرانے سے پرانے نسخوں میں بھی گورو نانک جی کی توہین کرنے والی اس قسم کی ساکھیاں پائی جاتی ہیں۔

اگر یہ ساکھی فرضی اور جعلی تھی۔ جیساکہ موجودہ زمانہ کے اکثر سکھ ودوانوں کا خیال ہے تو پھر قابل غور امر یہ ہے کہ گورو امرداس جی یا گورو رامداس جی نے اس بارہ میں خاموشی کیوں اختیار کی؟ اور ان کے بعد آنے والے سکھ گورو صاحبان میں سے کسی ایک بھی سکھ گورو جی کا ایسا کوئی قول کسی غیر مستند کتاب سے بھی پیش نہیں کیا جا سکتا جس میں کہ اس شادی کا ردّ کیا گیا ہو۔ حالانکہ سکھ عقیدہ کی رُو سے وہ سب کے سب سکھ گورو صاحبان گورو نانک جی کی جوت اور سروپ تھے۔ ان کا اوّلین فرض تھا۔ کہ وہ اپنے مورث اعلیٰ گورو نانک جی کے بارہ میں پھیلائی جاری غلط اور بے بنیاد باتوں کا ردّ کرکے گورو جی کی عزّت اور ناموس کی حفاظت کرتے۔ پس جملہ سکھ گورو صاحبان کی اس بارہ میں خاموشی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ بزرگ گورو نانک جی کی اس شادی کو فرضی یا جعلی قصہ نہیں۔ بلکہ ایک حقیقت تصوّر کرتے تھے ورنہ ان میں سے کوئی تو اس کا ردّ کرتا۔ تاکہ آج سکھ دُنیا کو اس بارہ میں کسی تردد اور تکلیف کی ضرورت پیش نہ آتی۔ سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ جب لوگوں نے گورو نانک جی کے نام پر جعلی بانی بنانا شروع کردی۔ تو گورو امرداس جی نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور اپنے سکھوں کو ایسی جعلی اور فرضی بانی پڑھنے سے روک دیا۔

---

[۵۴] :۔ جنم ساکھی سوڈھی مہربان جی۔ دیباچہ صفحہ ۹ ٭

باقی رہا بابا بدھی چند کا کسی بدکار عورت کو اپنے گھر میں ڈال لینا۔ اوّل تو یہ ایک ایسا الزام ہے جو قابل تحقیق ہے۔ اس کے لئے ہندالیوں کی روایات کو مدّنظر رکھنا بھی ضروری ہوگا۔ اور اگر بالفرض اسے درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ ایک بداخلاقی ہی سمجھی جا سکتی ہے اور اس کا گورو نانک جی کی باقاعدہ اور قانونی شادی سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہو سکتا۔ گورو جی کی یہ شادی تو گورو جی کی اپنی رضامندی، حیات خاں افغان اور اس کی بیوی گوہر خانم کی باہمی رضامندی سے ہوئی تھی۔ اور گورو جی کی یہ اہلیہ ایک شریف زادی تھی اور بُدھی چند نے تو محض ہوس رانی کے لئے ایک بدکار عورت کو اپنے گھر میں ڈال لیا تھا۔ جو خود سکھ ودوانوں کو بھی مسلّم ہے۔

سکھ ودوان تو اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ خود سکھ گورو صاحبان نے بھی جنم ساکھی میں اضافے کئے ہیں۔ چنانچہ سردار شمشیر سنگھ جی اشوک کے بقول گورو امرداس جی نے بھی جنم ساکھی میں اپنے بیان کردہ کئی شبد اور ساکھیاں درج کروائی تھیں۔ گورو جی سے قبل ساکھیوں کی تعداد صرف ۲۵ یا ۳۰ ہی تھی۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے :۔

"پوراتن جنم ساکھی بابے گورو نانک دیو جی..... شروع میں بہت مختصر شکل میں بمشکل ۲۵ یا ۳۰ ساکھیاں ہی شامل تھیں۔ مگر بعد کو کچھ تو سری گورو امرداس جی نے اپنے زمانہ میں گورمکھی کے کاتب آسانی سے مل جانے کی وجہ سے جیسا کہ گورو امرداس جی کی "مہر چھاپ" کی اپنی بانی کی کچھ مثالیں جنم ساکھی میں ہی متعدد مقامات پر مل جاتی ہیں اور باقی چوتھے پاتشاہ سری گورو رام داس جی اور پانچویں پاتشاہ گورو ارجن جی کے زمانہ میں نقل نویسوں کی طرف سے نقول کرتے وقت نئے نئے اضافے ہونے شروع ہو گئے"۔[2]

---

[1]:۔ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۹۳۔ اخبار فتح دہلی ست گو رنمبر ۱۹۶۴ء۔

[2]:۔ پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کی صفحہ ۴۶۔

پس اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جنم ساکھیوں میں جو اضافے کئے گئے۔ ان میں سکھ گورو صاحبان کی اپنی رضامندی بھی شامل تھی۔ اور اب ۲۵ یا ۳۰ ساکھیوں کی بجائے جنم ساکھی میں ۵۷۵ ساکھیاں ہو گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ سکھ تاریخ سے جنم ساکھی میں کئے گئے ان اضافوں کے خلاف گورو امرداس جی یا کسی اور سکھ گورو صاحب کا اپنا بیان فرمودہ کوئی لفظ نہیں ملتا۔ ورنہ سکھ گورو صاحبان کا اوّلین فرض تھا کہ وہ گورو نانک جی کے بارہ میں پھیلائی جا رہیں "غلط ساکھیوں" کا اسی وقت ردّ کر دیتے۔ بہرکیف اہلِ علم کے لئے یہ بات باعثِ دلچسپی ہوگی کہ جن لوگوں کے گورو صاحبان نے خود ہی سکھ ودوانوں کے بقول اپنی تاریخ کو مسخ کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کیا۔ وہ لوگ بعد میں کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ ع

جس کی بہار یہ ہو پھر اُس کی خزاں نہ پوچھ

اور بھی متعدد سکھ ودوانوں نے بیان کیا ہے کہ ہندالیوں نے گورو نانک جی کی جنم ساکھی کو بگاڑ دیا ہے۔ چنانچہ پنڈت تارا سنگھ جی نروتم کے بقول گورو نانک جی کی مسلمانوں کے ہاں شادی کا تذکرہ ہندالیوں نے ہی جنم ساکھی میں شامل کیا ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے :۔

"ساکھی بھائی بالے کی میں یہ..... باتیں نرنجنیوں کی لکھی ہوئی گورمت کے خلاف ہیں..... گورو نانک جی کا رنگھڑی کے ساتھ بیاہ لکھنا جس کو سن کر سکھ شردھا دُور کرے"۔[1]

یاد رہے کہ نرنجنیوں سے مُراد بابا ہندال کے عقیدتمند لوگ ہی ہیں۔[2]

اور پنڈت تارا سنگھ جی نروتم کے اس ارشاد کا مطلب صاف ہے کہ گورو نانک جی کی مسلمانوں کے ہاں شادی سکھ صاحبان کو شروع سے ہی کھٹکتی رہی ہے اور ان کے دل یہی کہتے رہے ہیں کہ ایک مسلمان خاتون سے شادی کرنے والا کوئی مسلمان ہی

---

[1]:۔ گورمت نرنے ساگر صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴۔ [2]:۔ مہان کوش صفحہ ۵۲۵۔

ہو سکتا ہے۔ کوئی غیر مسلم کسی مسلمان عورت کو بیوی بنا کر گھر میں نہیں رکھ سکتا۔ اسی وجہ سے پنڈت نروتم جی کے بقول گورو جی سے متعلق ان کی عقیدت میں فرق آتا تھا۔ اس کا حل یہ سوچا گیا کہ اس ساکھی کا جنم ساکھی میں داخل ہوا ہندالیوں کے سر تھوپ دیا جائے۔

مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی اس بارہ میں یہ لکھتے ہیں :-

جنم ساکھی گورو نانک کیری — تب پوتھی نہ ہوتی بدھیری
بدھی چند تس پوتھی ماہیں — ساکھی دئی کور ام گاہیں
گورو نانک جی بھی مسلمانی — عورت کری منجھوت بہانی
دوئے ست سُتا اک اپجائی
تو بھی رہے الیپ سدائی [۱]

جو لوگ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ گورو نانک جی کے اس بیاہ کی ساکھی بدھی چند وغیرہ نے جنم ساکھی میں بعد کو شامل کی۔ انہیں اس بات پر بھی ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا اس ساکھی کو شامل کرنے والوں نے مختلف مقامات کی جنم ساکھیوں میں خود جا کر اسے شامل کر دیا تھا۔ یا وہ جملہ نسخے اپنے پاس منگوا کر ان میں یہ ساکھی درج کروا دی تھی۔ کیونکہ اب تک جتنی بھی قدیمی جنم ساکھیاں مختلف گھرانوں سے دستیاب ہوئی ہیں۔ ان سب میں گورو جی کی اس شادی کا ذکر موجود ہے۔ اور جو اکثر سکھ گورو صاحبان کے زمانہ کی نوشتہ ہیں۔ مگر کسی بھی سکھ گورو نے ان کے خلاف ایک لفظ نہیں کہا۔ اگر یہ ساکھی فرضی تھی۔ اور گورو نانک جی کو بدنام کرنے کے لئے سکھ کتب میں داخل کی گئی تھی تو سکھ گورو صاحبان اس کا ضرور رد کر دیتے۔

ایک سکھ ودوان نے تو یہاں تک بھی لکھ دیا ہے :-

"اگر ہم مان بھی لیں کہ یہ امر واقعی ٹھیک ہے۔ تو بھی ناجائز تصور نہیں

[۱]:- پنتھ پرکاش ص۹۰۵ ؛

ہو سکتا۔ کیونکہ لڑکی کے ماں باپ نے اپنی لڑکی برضائے خود گورو جی کو بیاہی تھی"۔ [۱]

الغرض سکھ ودوانوں کا ایک طبقہ جنم ساکھی بھائی بالا کو بگاڑنے کا الزام بابا ہندال کے بیٹے بھائی بدھی چند پر لگاتا ہے۔ اس کے نزدیک گورو نانک جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی بدھی چند نے جنم ساکھی میں شامل کی تھی۔ اور دوسرے طبقے کے بقول اس جنم ساکھی کو گورو رام داس جی کے بڑے لڑکے بابا پرتھی چند کی اولاد کے لوگوں نے بگاڑا ہے۔ اور گورو جی کا مسلمان لڑکی سے شادی کرنے کا واقعہ جنم ساکھی کا حصّہ بنایا ہے۔ مگر سکھوں میں ایسے ودوانوں کی بھی کمی نہیں جن کے نزدیک جنم ساکھی بھائی بالا نہ تو بابا ہندال کے زمانہ میں وجود میں آئی تھی۔ اور نہ سوڈھی مہربان یا ہرجی کے زمانہ میں۔ بلکہ اسے گورو گوبند سنگھ جی کی وفات کے بعد لکھا گیا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے :-

"بھائی بالے والی جنم ساکھی گورو گوبند سنگھ جی کے جوتی جوت سمانے (یعنی وفات) کے بعد کچھ ہندو طرز کے لوگوں کے ذریعہ وجود میں آئی۔ جس کا اصل مقصد یہ تھا کہ گورو نانک جی کے ساتھ صرف ایک مسلمان ہی نہیں تھا۔ بلکہ ایک ہندو (یعنی بالا) بھی ان کا ساتھی تھا"۔ [۲]

جن سکھ ودوانوں نے ہندالیوں اور نرنجنیوں پر جنم ساکھی بھائی بالا میں رد و بدل کرنے کا الزام لگایا ہے۔ انہوں نے اس طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ کہ ہندالیوں کے پیشوا بابا ہندال جی کے بیٹے بدھی چند اور سوڈھی مہربان کا زمانہ ایک نہیں ہے۔ بابا ہندال ایک روایت کے مطابق گورو امر داس جی کے ہم عصر اور سکھ تھے۔ اور بدھی چند ان کے بیٹے تھے۔ اور ان کے بعد ان کی گدی پر بیٹھے تھے۔ اور ان کے جانشین کہلائے تھے۔ ان کا زمانہ گورو امر داس جی یا گورو رام داس جی کا عہد ہی ہو سکتا ہے۔ اگر تو انہوں نے (جیسا کہ متعدد سکھ

[۱]:- نسخہ خبط دیانندیاں ص۱۷ ؛ [۲]:- روزنامہ اجیت جالندھر ۱۱ اگست ۱۹۶۳ء ؛

وہ انوں کا خیال ہے، جنم ساکھی بھائی بالا کو بگاڑنا اور اس میں گورو نانک جی کی دوسری شادی کا ذکر اپنی کمزوریوں کو چھپانے کے لئے کیا۔ تو اس صورت میں یہ ثابت ہوگا کہ سوڈھی مہربان جی کی جنم ساکھی سے قبل بھائی بدھی چند جنم ساکھی میں ردوبدل کر چکے تھے۔ اور گورو جی کی دوسری شادی کا تذکرہ جنم ساکھی میں شامل ہو چکا تھا۔ سوڈھی مہربان جی اس کے موجد نہیں تھے۔

سردار بہادر کاہن سنگھ نابھہ نے اس بات کے پیش نظر لکھا ہے:۔

"بدھی چند ہندالئے کا ایڈیشن سب سے زیادہ نندہ (بُرا) ہے۔ جس میں متعدد باتیں گورمت کے خلاف نندہ کے خیال سے لکھی گئی ہیں۔" [1]

دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے کہ گورو رام داس جی کے بڑے پوتے سوڈھی مہربان جی نے سب سے پہلے گورو نانک جی کی اس دوسری شادی کا ذکر کیا تھا۔ اور اپنی جنم ساکھی میں لکھا تھا کہ گورو جی نے اپنی دوسری شادی ایک مسلمان خاتون سے کی تھی۔ سوڈھی مہربان کی وفات کا زمانہ سمت ۱۶۹۵ بکرمی مطابق ۱۶۴۰ء بیان کیا جاتا ہے [2]۔ اور بعض نے ۱۶۳۹ء مطابق سمت ۱۶۹۶ بکرمی بیان کیا ہے [3]۔ سوڈھی صاحب موصوف اپنی جنم ساکھی بہرحال اپنی وفات سے کافی عرصہ قبل مرتب کر چکے تھے۔ اور بدھی چند نے جو جنم ساکھی ردوبدل کرنے کے بعد اور گورو نانک جی کی شادی کا ذکر شامل کر کے تیار کی۔ اس کا زمانہ ۱۶۴۰ء (مطابق سمت ۱۶۹۶ بکرمی)، بتایا جاتا ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے:۔

"اس جنم ساکھی کا ایک نسخہ بدھی چند کا لکھا ہوا ۱۶۴۰ء کا ملتا ہے۔" [4]

ڈاکٹر رتن سنگھ جگی لکھتے ہیں:۔

"اس (بالے والی) جنم ساکھی کی تخلیق ہندال کے بیٹے بدھی چند کے ذریعہ ۱۶۴۰ء (سمت ۱۶۹۷ بکرمی) میں ہوئی تھی۔" [5]

---

[1]:۔ گورمت سدھاکر حاشیہ ص ۳۳۵، گورمت مارتنڈ ص ۱۳۔

[2]:۔ جنم ساکھی سوڈھی مہربان والی دیباچہ ص ۱۲۔ سوڈھی مہربان جیون تے ساہت ص ۴۳، ص ۹۵۔

[3]:۔ پوتھی ہرجی تے چتر بھج ص ۲۴، ص ۵۱۔ [4]:۔ پنجابی ساہت دا اتہاس ص ۴۳۔

[5]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا (رتن سنگھ جگی)، ص ۲۔

گیانی ایشر سنگھ جی نارا کے نزدیک بھی بابا ہندال کے بیٹے بدھی چند نے گورو نانک جی کی دوسری شادی کا قصہ جنم ساکھی میں داخل کیا تھا۔ کیونکہ اس نے خود ایک مسلمان عورت اپنے گھر میں ڈال لی تھی۔ اور اپنی اس کرتوت پر پردہ ڈالنے کی غرض سے اس نے جنم ساکھی میں درج کر دیا کہ گورو نانک جی نے بھی ایک مسلمان خاتون سے بیاہ کیا تھا۔ چنانچہ گیانی نارا صاحب بیان کرتے ہیں:۔

"اس (بدھی چند) نے ایک مسلمان عورت گھر میں ڈال لی۔ اور اس کرتوت کو رواج میں بدلنے کے لئے گورو نانک جی سے متعلق بھی ایک من گھڑت اور لغو ساکھی لکھدی۔" [1]

ایک اور سکھ ودوان نے بھی یہی خیال ظاہر کیا ہے۔ [2]

گیانی نارا صاحب نے ایک اور مقام پر بیان کیا ہے:۔

"بھائی ہندال کے بعد بدھی چند نے (گورو کی شان کے خلاف اور اپنے باپ سے متعلق)، ردّوبدل کر کے لکھا ہے۔ اس کی منشاء صرف یہ تھی کہ وہ اپنے باپ کو گورو نانک جی سے بہت بڑا نہیں تو گورو نانک کے ہم پلہ بتائے اور اپنی کرتوت کو گورو نانک جی (کے بیاہ) کی ایسی ساکھی لکھ کر چھپائے۔" [3]

ایک اور سکھ ودوان ڈاکٹر پیار سنگھ جی نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے:۔

"نثر میں لکھی گئیں جنم ساکھیوں کی پانچ اقسام ہیں۔ (ان میں سے) ایک بہت مشہور بالے والی جنم ساکھی ہے۔ جس کی ہر ساکھی میں بالا کا ذکر ہے.... اس قسم کی کچھ خاص ساکھیاں..... سچا سودا۔ ثالث رائے جوہری۔ بابا جی کا منجھوت سے بیاہ اور سہج ہی کو سہج ہوتا ہے۔ موجودہ تحقیق اس جنم ساکھی کو ہندالیوں والی جنم ساکھی ثابت کرتی ہے۔" [4]

---

[1]:۔ وساکھ نہیں کتک ص ۱۱۳۔ [2]:۔ جگت جلندا رکھ لے ص ۴۹۔

[3]:۔ وساکھ نہیں کتک ص ۱۸۰۔ [4]:۔ جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی ص ۹، ص ۱۰۔

حقیقت یہ ہے کہ بدھی چند کی نوشتہ جنم ساکھی سے قبل گورو نانک جی کی اس دوسری شادی کا تذکرہ سکھ کتب میں شامل تھا۔ چنانچہ اس بارہ میں گیانی ایشر سنگھ جی نارا نے لکھا ہے :۔

"بدھی چند کی جنم ساکھی سمت ۱۶۹۷ بکرمی کی نوشت ہے۔ ....

.... مہربان کی نوشتہ پہلی ہے۔ جو کہ اس نے عمر کے آخری حصّہ میں دو۔ چار سال پہلے اور رہیر اں میں بیٹھ کر لکھی" ؎۱

نارا صاحب نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے :۔

"مہربان جی نے سمت ۱۶۹۶ بکرمی (۱۶۳۹ء) میں وفات پائی۔ جس سے جنم ساکھی اس سے ایک دو سال قبل کی شروع سمجھئے ...... بھائی ہندال، بدھی چند کی لکھی جنم ساکھی مہربان سے ایک سال اور بعد سمت ۱۶۹۷ بکرمی (۱۶۴۰ء) میں مکمل ہوئی" ؎۲

ایک اور سکھ وِدوان ڈاکٹر پیار سنگھ جی رقم طراز ہیں :۔

"چوتھی اور بڑی مشہور قسم مہربان کے نام پر مشہور "جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کی" ہے۔ اس کی تصنیف گورو ارجن جی کے بھتیجے سوڈھی مہربان (۱۵۸۱ء۔ ۱۶۳۹ء) و لد سری چند کے ہاتھوں ہوئی" ؎۳

الغرض یہ حقیقت سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ بدھی چند نے اپنی جنم ساکھی سمت ۱۶۹۷ بکرمی (مطابق ۱۶۴۰ء) میں لکھی تھی۔ اور سوڈھی مہربان جی سمت ۱۶۹۶ بکرمی (۱۶۳۹ء) میں فوت ہو گئے تھے۔ اس صورت میں سوڈھی مہربان جی کی نوشت جنم ساکھی سری گورو نانک جی کا بدھی چند جی کی تیار کردہ جنم ساکھی سے پہلے وجود میں آنا ایک ایسی سچائی ہے۔ جس سے کسی بھی سکھ دانشور کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اور سکھ وِدوانوں کو یہ بھی مسلّم ہے کہ سوڈھی مہربان کی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کی اس دوسری شادی کا ذکر موجود تھا۔ جسے خالصہ کالج امرت سر والوں نے ایڈٹ کر کے شائع کرتے وقت نکال دیا۔

؎۱ :۔ وساکھ نہیں کتک صفحہ ۱۸ ؎۲ :۔ وساکھ نہیں۔ کتک صفحہ ۱۴ ؎۳ :۔ جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی صفحہ ۱

جیسا کہ رسالہ پریت لڑی کے ایڈیٹر نے بیان کیا ہے :۔

"ایک ساکھی میں مرقوم ہے کہ گورو جی نے اپنی آخری عمر میں ایک مسلمان رنگھڑی سے شادی کروائی تھی ...... یہ حوالہ مہربان کی ساکھی میں ہے جو ایڈٹ ہو کر شائع ہوئی اور اس میں سے خارج کر دیا گیا ہے۔ یہ خالصہ کالج نے شائع کی ہے" ؎۱

پس اس صورت میں یہ بیان کرنا کہ بدھی چند نے گورو نانک جی کی دوسری شادی کا تذکرہ جنم ساکھی میں شامل کیا تھا۔ سراسر غلط اور بے بنیاد بات ہے۔ گیانی ایشر سنگھ جی نارا کے بقول گورو نانک جی کی جنم ساکھی سوڈھی مہربان اور بدھی چند کی پیدائش سے بھی قبل موجود تھی۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے :۔

"وہ اصل جنم ساکھی (گورو جی کی طرف سے لکھوائی) پہلے گورو امرداس جی کے پاس اب گورو رام داس جی کے پاس نشانی کے طور پر گھر میں تھی۔ اب وہ پرتھی چند جی نے بزرگوں کی نشانی سنبھالی ہوئی تھی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ اس نے کسی کو دی ہو .... اس وقت سمت ۱۶۳۷-۳۸ بکرمی شروع تک مہربان جی اور بدھی چند ہندالیئے نے ابھی جنم بھی نہ لیا ہو۔ اور نہ اس وقت تک جنم ساکھیاں لکھنے کا ان کی طرف سے سوال پیدا ہوتا ہے ...... بدھی چند ہندالیئے نے سمت ۱۶۹۷ بکرمی (۱۶۴۰ء) میں جنم ساکھی لکھی ...... پہلی جنم ساکھی پرتھی چند کے پاس ثابت ہے" ؎۳

گیانی ایشر سنگھ جی نارا کے اس اقتباس سے یہ امر واضح ہے کہ گورو نانک جی کی جنم ساکھی سوڈھی مہربان اور بدھی چند سے پہلے موجود تھی۔ گو اس وقت سکھ دُنیا کے پاس وہ اصل جنم ساکھی یا اس کی کوئی مصدقہ نقل محفوظ نہیں۔ اور وہ ضائع ہو چکی ہے۔ تاہم یہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ سوڈھی مہربان جی نے جو جنم ساکھی مرتب کی اس کی بنیاد وہی قدیمی

؎۱ :۔ رسالہ پریت لڑی اگست ۱۹۶۸ء ؎۲ :۔ ہمارا نانک صفحہ ۲۲، صفحہ ۲۲۱

؎۳ :۔ وساکھ نہیں کتک صفحہ ۹۴، صفحہ ۹۵

جنم ساکھی تھی۔ گویا کہ اس نے گورونانک جی کی دوسری شادی کا تذکرہ خود وضع کر کے شامل نہیں کیا تھا۔ اور نہ اُسے اس کی چنداں ضرورت تھی۔ وہ تو خود کو گورونانک جی کا جانشین اور گدی نشین تصور کرتا تھا۔ اور گوروجی کے مسلک پر گامزن ہونے کا مدعی تھا۔ البتہ سوڈھی مہربان جی کی نوشت جنم ساکھی گورونانک دیوجی سے بعد کو خالصہ کالج امرت سر والوں نے یہ تذکرہ خارج کر دیا۔ اس صورت میں گورونانک جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی جنم ساکھی میں داخل کرنے کا الزام بدھی چند پر نہیں دیا جا سکتا کیونکہ سوڈھی مہربان نے اپنی جنم ساکھی اس کی پیدائش سے قبل مرتب کی تھی۔ اور وہ اس کی پیدائش سے ایک سال پہلے فوت ہو گئے تھے۔ اور سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ سوڈھی مہربان کی جنم ساکھی میں گوروجی کے اس دوسرے بیاہ کا تذکرہ موجود تھا۔

پس اس سے یہ حقیقت واضح ہے کہ اگر جنم ساکھی بھائی بالا میں بابا ہندال کے بیٹے بدھی چند نے ردّو بدل کئے اور گورونانک جی کی دوسری شادی کا تذکرہ خود وضع کر کے شامل کیا۔ تو اس صورت میں یہ بیان کرنا کہ اس جنم ساکھی میں گورونانک جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی پرتھی چند کے بیٹے سوڈھی مہربان نے داخل کی تھی۔ درست ثابت نہ ہو گا۔ اگر یہی درست ہے کہ گوروجی کے دوسرے بیاہ کا تذکرہ سوڈھی مہربان کے ذریعہ جنم ساکھی کا حصہ بنایا گیا تو پھر بدھی چند کے ذمے یہ بات لگانا کہ

---

[۱]:۔ سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ گورو انگد جی سے قبل گورونانک جی کے فرزند ارجمند بابا لکھمی چند جی نے بھی سمت ۱۵۸۰-۸۲ بکرمی (۱۵۲۳-۲۵ء) میں یعنی گورونانک جی کی زندگی میں ہی جنم ساکھی مرتب کی تھی۔ (ملاحظہ ہو وساکھ نہیں کنتک ص۲۲، سچی کھوج حصہ اوّل ص۲۴۸، ص۲۵۱ (حصہ دوم ص۶۲)۔ اور اس کے بعد گورو انگد جی نے سمت ۱۵۹۸ بکرمی (۱۵۴۱ء) میں بھائی پیڑے موکھے کے ذریعہ گورونانک جی کی جنم ساکھی کو مکمل کرا دیا تھا۔ اس کا بیشتر حصہ چونکہ بھائی بالا سے سُن کر مرتب کیا گیا تھا۔ اس لئے اسے جنم ساکھی بھائی بالا کا نام دیا گیا۔ (وساکھ نہیں کنتک ص۱، ص۲۲)

اس کا اصل نسخہ یا کوئی مصدقہ نقل سکھوں کے پاس محفوظ نہیں۔ بھائی ویر سنگھ کے بقول اگر گورو انگد جی یہ جنم ساکھی مرتب نہ کرواتے تو سکھوں کے پاس گورونانک جی کے سوانحی حالات کے بارہ میں کچھ بھی نہ ہوتا۔ اور وہ بالکل خالی ہاتھ ہوتے۔ (کلغیاں والے دے کمال ص۱۴۰، کلغیدھر چمتکار ص۱۰۹)

انہوں نے یہ اضافہ کیا تھا تاکہ وہ اپنی کمزوریوں کو چھپا سکیں۔ ایک بہتان سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

شاید اسی بات کے پیشِ نظر سکھ ودوانوں کا ایک طبقہ جنم ساکھی کے اس ردّوبدل کی ذمہ واری بیک وقت سوڈھی مہربان اور بدھی چند کے ذمے ڈال رہا ہے۔ اس کے نزدیک دونوں ہی اس اضافے کے موجد ہیں۔ گورونانک جی کی اس دوسری شادی کا تذکرہ ان دونوں کے ذریعہ جنم ساکھی کا حصہ بنایا گیا تھا۔ جیسا کہ پرنسپل ست بیر سنگھ جی لکھتے ہیں :۔

"پہلی اور اصلی (جنم ساکھی) اب نہیں ملتی۔ اسے کافی عرصہ بعد مہربان اور ہندالیوں نے بہت بگاڑ کر پیش کیا ہے" [۱]

مشہور سکھ ودوان بھائی ویر سنگھ جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے :۔

"افسوسناک بات یہ ہے کہ اس جنم ساکھی کا اصل اور مستند نسخہ نہیں ملتا۔ اسے اور پوراتن جنم ساکھی کو توڑ پھوڑ کر ہندالیوں نے خراب کیا تھا۔ دانشور بتاتے ہیں۔ اور متعدد مصنفین بھی لکھتے ہیں کہ اس پہلی جنم ساکھی میں پہلے مہربان جی نے اور پھر ہندالیوں نے ردّوبدل کئے تھے۔ اس کی بجائے اور (جنم ساکھیاں) لکھیں اور ان کے سنِ تصنیف بھی غلط درج کر دیئے" [۲]

پس بابا ہندال جی یا بابا بدھی چند جی پر گورونانک جی کے مسلمانوں کے ہاں دوسرے بیاہ کی ساکھی کو جنم ساکھی میں شامل کرنے کا الزام نہیں دیا جا سکتا کیونکہ سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ ان کی جنم ساکھی سے قبل یہ روایت سکھ کتب میں موجود تھی۔

ایک اور سکھ ودوان پروفیسر کرتار سنگھ جی کا بیان ہے :۔

"قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ اس جنم ساکھی کا اوّلین اور مستند نسخہ یا اس کی صحیح نقل اب دستیاب نہیں۔ اسے پہلے پرتھی چند کے بیٹے مہربان نے اور پھر ہندالیوں نے بھی محرف و مبدل اور گم کر دیا۔ اس کی بجائے

---

[۱]:۔ ساڈا اتہاس حصہ اوّل ص۹۷؛ [۲]:۔ اشٹ گورو چمتکار ص۱۲۱؛

دوسری جنم ساکھیاں لکھیں اور ان کے لکھے جانے کا زمانہ بھی غلط لکھا۔ ان میں سے ہی ایک جنم ساکھی وہ تیار ہوئی۔ جو بالے والی کے نام سے مشہور ہوئی ۔" [۱]

ایک سکھ ودوان ڈاکٹر سرندر سنگھ دوسانجھ نے بھی گورونانک جی کی اس دوسری شادی کے خلاف قلم اٹھایا۔ اور اسے بعد کی ملاوٹ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر وہ اس کا فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس ساکھی کو کس نے شامل کیا ہے ۔ چنانچہ ایک جگہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ بابا ہندال کے پوتے بابا بدھی چند نے اپنے گھر میں ایک مسلمان عورت ڈال لی تھی۔ اور اپنی اس حرکت پر پردہ ڈالنے کے لئے اس نے جنم ساکھی میں لکھوادیا کہ گورونانک جی نے حیات خاں منجھ مسلمان کی بیٹی بی بی خانم سے شادی کی تھی۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے :۔

"بالے والی اور ہندالیوں والی جنم ساکھی ایک ہی ہے ۔ اگر الگ الگ ہیں تو بھی اس میں شک نہیں کہ جس جنم ساکھی کے نسخے ہم تک پہنچے ہوں۔ وہ ہندالیوں والی جنم ساکھی ہے۔ بابا ہندال کے پوتے بدھی چند نے (اپنے) گھر ترکنی (مسلمان عورت) بسالی سکھوں نے اس پہ برا منایا۔ بدھی چند نے گوردگھر سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی الگ گدی بنالی۔ اور گورونانک کی جنم ساکھی اپنے مفاد کے پیش نظر نئے سرے سے لکھوا کر جاری کر دی اس جنم ساکھی میں اس نے گورونانک کو سچے سودے کی ساکھی ہی درج نہیں کی۔ بلکہ گوروجی کو اور بھی نامناسب کام کرتا دکھلایا گیا ہے ۔" [۲]

ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے اس بیان میں بدھی چند کو بابا ھندال کا پوتا ظاہر کیا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ بدھی چند ہندال کا پوتا نہیں بیٹا تھا [۳] اور ہندالیوں کی گدّی خود بابا ہندال کے زمانہ میں ہی سکھ گورو صاحبان سے الگ

---

[۱] :۔ سکھ اتہاس حصہ اوّل ص۱۳۰ ٭ [۲] :۔ گورو نانک بارے سچ دی کھوج ص۱۷ ٭
[۳] :۔ مہان کوش ص۵۳۵ گورو بنسادلی ص۶۸۔ گورتیرتھ سنگرہ ص۲۲۶ مقالہ جنم ساکھی بھائی بالا رتن سنگھ ص۱۱، ص۲۳۔ کتک کہ وساکھ ص۲۳ ، وساکھ نہیں کتک ص۱۱۳ ٭

ہوگئی تھی [۱]۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب بابا بدھی چند نے گوروجی کے بیاہ کی ساکھی جنم ساکھی میں درج کروائی تو سکھوں نے اس پر بُرا منایا تھا۔ اس کا ڈاکٹر صاحب نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ وہ زمانہ سکھ گورو صاحبان کا تھا کسی بھی پراچین کتب سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ کسی سکھ گورو نے اس پر کوئی ناراضگی ظاہر کی ہو۔ پس کسی بھی گورو یا ان کے سکھ کا اس ساکھی پر ناراض ہونا سکھ تاریخ سے ثابت نہیں ۔

دوسری جگہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی اس کتاب میں یہ بیان کیا ہے :۔

"جنم ساکھی کے کئی نسخے بی بی منجھوت ...... کی ساکھی گورونانک جی سے جوڑتے ہیں ...... قارئین کرام ان ساکھیوں کو سکھ میوزم امرتسر میں موجود نسخہ سے یا بھائی باگڑیاں پیارے لال کپور دتی۔ اور منوہر سنگھ مارکو دہلی کے پاس موجود ہے ...... ان ساکھیوں سے واضح ہے کہ ڈیروں کے مہنتوں یا مسندوں نے اپنے ذاتی جیون میں کام ترشنا کو ترپت (یعنی شہوانی خواہشات کو پورا) کرنے کے لئے ایسی ساکھیاں گوروجی سے جوڑ دی ہیں ۔" [۲]

گویا کہ ماتا منجھوت کی ساکھی۔ جو گورونانک جی کے دوسرے بیاہ سے متعلق ہے۔ ڈیروں کے مہنتوں اور مسندوں کے ذریعہ جنم ساکھیوں کا حصّہ بنی ہے۔ اس طرح وہ اپنی نفسانی اور شہوانی خواہشات کو پورا کرنا چاہتے تھے۔ اگر ڈاکٹر سرندر سنگھ جی کا یہ خیال حقیقت پر مبنی ہے۔ تو اس سے ان کے پہلے خیال کی کہ یہ ساکھی بابا بدھی چند کے ذریعہ جنم ساکھی میں شامل ہوئی۔ تردید ہو جاتی ہے۔ اور اگر ان کا یہ خیال درست ہے کہ یہ ساکھی بابا بدھی چند نے جنم ساکھی میں شامل کی ہے۔ تو پھر ان کا یہ بیان کہ اس ساکھی کو ڈیروں کے مہنتوں اور مسندوں نے جنم ساکھیوں میں داخل کیا بالکل غلط اور بے بنیاد ثابت ہوگا

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس وقت مختلف

---

[۱] :۔ پراچین پنتھ پرکاش ص۲۲۳ ٭ [۲] :۔ گورونانک بارے سچ دی کھوج ص۳۷ ٭

مقامات پر موجود قلمی جنم ساکھی کے نسخوں کے بارہ میں لکھا ہے :-

"سب سے پرانی جنم ساکھی پیارے لال کپور دہلی کے پاس ہے۔ جس کے لکھے جانے کا زمانہ سمت ۱۷۱۵ بکرمی (۱۶۵۸ء) ہے۔ بھائی صاحب باگڑیاں والی جنم ساکھی کی تاریخ سمت ۱۶۵۱ بکرمی (۱۵۹۴ء) ہے۔ راؤ اتم سنگھ سنگرور والی جنم ساکھی کی تاریخ سمت ۱۸۵۰ بکرمی (۱۷۹۳ء) ہے۔ سکھ میوزم امرت سر والی جنم ساکھی سمت ۱۸۵۷ (۱۸۰۰ء) کی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی والی جنم ساکھی سمت ۱۹۰۲ بکرمی (۱۸۴۵ء) کی ہے۔ پریتم سنگھ پٹیالہ والے کے پاس باتصویر جنم ساکھی سمت ۱۹۲۶ بکرمی (۱۸۶۹ء) کی ہے۔" ح۱

ہمارے پاس دو قلمی جنم ساکھیاں ہیں۔ ایک سمت ۱۸۶۵ بکرمی (۱۸۰۸ء) کی ہے۔ اور دوسری سمت ۱۸۷۲ بکرمی (۱۸۱۵ء) کی۔ ان دونوں میں گورو جی کے اس بیاہ کا تذکرہ موجود ہے۔

الغرض یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بھی ایسا جنم ساکھی بھائی بالا کا قدیمی قلمی نسخہ دستیاب نہیں جس میں کہ گورو نانک جی کے اس دوسرے بیاہ کا تذکرہ نہ ہو۔ اس وقت سب سے پرانی جنم ساکھی سمت ۱۷۱۵ بکرمی مطابق ۱۶۵۸ء کی نوشت پیارے لال کپور حوض قاضی دہلی کے پاس ہے۔ ڈاکٹر سریندر سنگھ جی کوہلی کے نزدیک اس سے قبل کا کوئی نسخہ کہیں بھی نہیں ملتا۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے :-

"اس جنم ساکھی کے سب سے پرانے قلمی نسخہ پر سمت ۱۷۱۵ بکرمی (۱۶۵۸ء) درج ہے ح۲ اس سے قبل کا کوئی نسخہ ابھی تک ہمارے دیکھنے میں نہیں آیا" ح۳

ح۱ :- گورو نانک بارے سچ دی کھوج ص ۵۲۔

ح۲ :- سکھ ودوانوں کو مسلم ہے کہ ضلع ہزارہ کے بالاکوٹ گاؤں میں جنم ساکھی بھائی بالا کا ایک قدیمی نسخہ موجود تھا جو سمت ۱۶۰۰ بکرمی (۱۵۴۳ء) کی نوشت تھا۔ (ملاحظہ ہو مالوہ اتہاس حصہ اول ص ۶ و رسالہ "امرت" امرتسر (نومبر ۱۹۳۸ء)۔ معلوم نہیں کہ اب یہ جنم ساکھی کسی کے پاس محفوظ ہے۔ یا کہیں ضائع ہو چکی ہے۔ اگر یہ موجود ہے تو اسے ابتدائی جنم ساکھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ گورو نانک کی وفات عام طور پر سمت ۱۵۹۶ بکرمی (۱۵۳۹ء) میں بیان کی جاتی ہے۔ (مہان کوش ص ۵۱۹، گور شبدا دلی ص ۲)

ح۳ :- جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ ص ۲۷، ص ۳۶۔

اس جنم ساکھی میں بھی گورو نانک جی کی اس دوسری شادی کا ذکر موجود ہے۔ نیز سوڈھی مہربان جی کی جنم ساکھی سری گورو نانک جی میں بھی یہ ساکھی شامل ہے ح۱ گو بعد میں اس سے خارج کر دیا گیا ہے ح۲

ایک سکھ ودوان نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے :-

"مہربان والی جنم ساکھی بھائی گورداس جی کی واروں سے قبل کی تصنیف معلوم ہوتی ہے" ح۳

سوڈھی ہرجی کی پوتھی میں بھی یہ ساکھی شامل ہے ح۴ اور اس پوتھی کے لکھے جانے کا زمانہ سمت ۱۷۰۷ بکرمی (۱۶۵۰ء) سکھ ودوانوں کو مسلم ہے۔ ح۵ خالصہ کالج والوں نے جب جنم ساکھی گورو نانک دیو جی اور پوتھی ہرجی کو ایڈٹ کر کے شائع کیا تو ان میں یہ ساکھی شامل نہیں کی۔ بلکہ باہر نکال پھینکی ہے۔ سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین کے بقول بابا ہندال کے عقیدتمندوں نے جو جنم ساکھی مرتب کی۔ اس کا زمانہ سمت ۱۷۵۰ بکرمی (۱۶۹۳ء) کے بعد کا ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے :-

"یہ جنم ساکھی سمت ۱۷۵۰ بکرمی (۱۶۹۳ء) کے بعد بنی ہے .... بھائی بالا والی جنم ساکھی کا پورا سب سے پرانا نسخہ جو دستیاب ہو سکا ہے۔ وہ جنڈیالہ میں ایک ڈیرے میں ہے۔ اس کے لکھے جانے کا زمانہ سمت ۱۷۸۱ بکرمی (۱۷۲۴ء) منتی مگھر ودی دسمی ہے۔ اس سے قبل کا کوئی نسخہ دستیاب

ح۲ :- ملاحظہ ہو رسالہ پریت لڑی اگست ۱۹۶۸ء۔

ح۳ :- حاجی گورو بابا نانک جی ص ۵۰، ہمارا نانک ص ۲۲۱۔

ح۴ :- چٹھی ایڈیٹر رسالہ پریت لڑی مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۸ء۔

ح۵ :- جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ ص ۲۶ دیباچہ۔

ح۶ :- جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ ص ۲۷۔

نہیں ہے۔ اس حساب سے بغیر کسی بڑی غلطی کے یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ
جنم ساکھی سری گورو گوبند سنگھ جی کے آخری دور میں وجود میں آئی "۔ [1]

ایک اور مقام پر سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے :۔

"گورو گوبند سنگھ جی سمت ۱۷۳۲ بکرمی (۱۶۷۵ء) میں گدی پر بیٹھے۔
اس لئے یہ بات پورے وثوق سے بیان کی جا سکتی ہے کہ بھائی بالا والی
جنم ساکھی سری گورو گوبند سنگھ جی کے زمانہ سے پہلے نہیں بنی۔ آپ کے
آخری دور میں ہی لکھی گئی ہے "۔ [2]

اب قابلِ غور امر یہ ہے کہ جب بابا بدھی چند جی سمت ۱۷۱۱ بکرمی (۱۶۵۴ء) میں وفات پا گئے تھے۔ تو انہوں نے سمت ۱۷۵۰ بکرمی (۱۶۹۳ء) کے بعد گورو گوبند سنگھ جی کے آخری دور میں لکھی جانے والی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کے اس بیاہ کا تذکرہ اپنی وفات سے نصف صدی بعد کیسے درج کر دیا ہے۔

جو لوگ گورو نانک جی کے دوسرے بیاہ کا تذکرہ جنم ساکھی میں داخل کرنے کا الزام بدھی چند پر لگاتے ہیں۔ انہیں ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ساکھی تو بدھی چند کی پیدائش سے بھی قبل سکھ کتب میں شامل تھی۔ نیز سکھ ودوانوں کو یہ بھی مسلم ہے کہ بدھی چند کو تو یہ خوف تھا کہ اگر اس نے جنم ساکھی میں کوئی رد و بدل کیا تو بابا سری چند اور گورو ہرگوبند جی اُسے سزا دیئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔ جیسا کہ گیانی ایشر سنگھ نارا کا بیان ہے :۔

"اسے علم تھا کہ اس کے غلط لکھنے کا بابا سری چند اور گورو ہرگوبند جی کو پتہ چل گیا
تو اسے سزا ملے گی "۔ [3]

اس لئے اس سے کوئی کمی بیشی کرنے کی توقع نہیں کی جا سکتی کیونکہ جس شخص کو خوف ہو کہ اسے چیک کرنے والے اور سزا دینے والے موجود ہیں وہ کوئی رد و بدل کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

---

[1] :۔ کتک کہ وساکھ صفحہ ۱۱۱، صفحہ ۲۱۸۔
[2] :۔ کتک کہ وساکھ صفحہ ۲۴، صفحہ ۲۲۱۔ [3] :۔ وساکھ نہیں کتک صفحہ ۱۶۔

[۴]

جنم ساکھی بھائی بالا یا بھائی پیڑا موکھا

مصنّفہ بھائی بالا

اور

گورو نانک جی کی دوسری شادی

جنم ساکھی بھائی بالا یا بھائی پیڑا موکھا

جنم ساکھی بھائی بالا یا بھائی پیڑا موکھا ایک ایسی کتاب ہے جو سکھ ودوانوں کی بحث کا ایک خاص موضوع ہے۔ ہمارے زمانہ کے سکھوں کا ایک طبقہ تو اسے سکھ تاریخ کی ایک مستند اور اوّلین کتاب تسلیم کرتا ہے۔ اور اپنے نظریات اور خیالات کی تائید میں اس سے سند پکڑتا ہے [1]۔

ایک سکھ ودوان سنت ندھان جی عالم نے اس جنم ساکھی سے متعلق لکھا ہے:-

"جنم ساکھی بھائی بالا گورو نانک جی کی سب سے پہلی تاریخ ہے" [2]

ایک اور سکھ ودوان سردار امر سنگھ جی ایڈیٹر ہفت روزہ "شیر پنجاب" نے یہ بیان کیا ہے:-

"بھائی بالا کی جنم ساکھی سکھ اتہاس کی سب سے پورانی اور پہلی کتاب ہے" [3]

ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں:-

"دو اڑھائی سو سال تک بھائی بالا والی جنم ساکھی بہت مستند تسلیم کی جاتی رہی" [4]

جو سکھ ودوان بھائی بالا کی جنم ساکھی کو سکھ تاریخ کی سب سے پہلی اور پورانی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ گورو انگد جی نے اپنی نگرانی میں بھائی پیڑے موکھے سے لکھوائی تھی [5]۔ اور مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی نے اسپارہ میں یہ بیان کیا ہے:-

---

[1]:- گورمت سدھاکر صفحہ ۳۲۵ تا صفحہ ۳۵۲ - کیش صفحہ ۷ - کیش فلاسفی صفحہ ۱۷۱ - ککار فلاسفی صفحہ ۱۵ - گورو نانک تے کیش صفحہ ۶؛

[2]:- گورو پد پرکاش حصہ سوم صفحہ ۱۰۸؛ [3]:- ہفت روزہ شیر پنجاب ۱۹ نومبر ۱۹۴۳ء - [4]:- روزنامہ اجیت جالندھر ۱۱ اگست ۱۹۶۸ء؛ [5]:- مختصر و مکمل تاریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۷ - اتہاس گورو صاحبان صفحہ ۱۲۵ - تواریخ گورو خالصہ پنتھ صفحہ ۲۴۳ - گورو بنساولی صفحہ ۳۳ - اتہاس گورو خالصہ ہندی صفحہ ۱۳۴، گورتیرتھ سنگرہ صفحہ ۲۲۱، ساڈا اتہاس حصہ اوّل صفحہ ۹۵، پنجابی ساہت دا اتہاس صفحہ ۷۳، گوردوارے درشن صفحہ ۴۶، گورمت لیکچر صفحہ ۱۰۸، اشٹ گورو چمتکار صفحہ ۴۵ - سکھ اتہاس حصہ اوّل صفحہ ۱۳۰؛

"جو کچھ جنم ساکھیوں میں لکھا گیا ہے۔ وہ تمام بھائی بالا کی زبانی گورو انگد جی نے سن کر درج کروایا ہے" [1]

سکھ ودوانوں کو یہ بھی مسلّم ہے کہ گورو نانک جی کی سوانح حیات کے بارہ میں سکھ دنیا کے پاس جو کچھ بھی معلومات کا ذخیرہ ہے۔ اس کا منبع اور ماخذ یہی جنم ساکھی بھائی بالا ہے۔ اور اسی جنم ساکھی کی مدد سے جملہ کتب مرتب کی گئی ہیں [2] حتّٰی کہ بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے نانک پرکاش بھی اسی جنم ساکھی کی بنا پر تصنیف کیا ہے [3] اگر یہ جنم ساکھی وجود میں نہ آئی ہوتی تو سکھ دنیا کے پاس گورو نانک جی کے سوانحی حالات کا کچھ بھی مواد نہ ہوتا۔ [4]

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے جنم ساکھی بھائی بالا پر کڑی تنقید کرنے کے باوجود اس کی مقبولیّت کے بارہ میں یہ لکھا ہے:-

"پورانی جنم ساکھی تو عرصہ سے بھول چکی تھی۔ بھائی منی سنگھ والی جنم ساکھی بھی زیادہ نہ چھپ سکی۔ ہماپرکاش کو کسی نے پوچھا تک نہ۔ بھائی بالا والی جنم ساکھی ایڈیشن پر ایڈیشن چھپتی رہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ یہ یقین کرنے لگ پڑے کہ اس جنم ساکھی کے علاوہ کوئی اور جنم ساکھی دنیا میں ہے ہی نہیں" [5]

سکھ ودوانوں کے دوسرے طبقہ کا خیال ہے کہ گورو انگد جی نے بھائی بالا نام کے کسی شخص سے کوئی جنم ساکھی مرتب ہی نہیں کروائی تھی۔ اور بھائی بالا نام کا گورو نانک جی کا کوئی ساتھی نہ تھا۔ یہ ایک فرضی نام ہے۔ جو بعض لوگوں نے بھائی مردانہ جی کے ساتھ محض اس لئے جوڑ دیا ہے۔ کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ گورو نانک جی ہندو اور مسلمان کو یکساں تصوّر کرتے تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اپنے ۲ دو ساتھی بنائے۔ ایک ہندو

---

[1]:- تواریخ گورو خالصہ اُردو صفحہ ۵۵؛

[2]:- گورو پد پرکاش حصہ سوم صفحہ ۱۰۸، مالوہ اتہاس حصہ دوم صفحہ ۲۸۶، اخبار پنجاب امرتسر ۳۰ نومبر ۱۹۴۳ء، نانک پرکاش پترکا۔ اگست ۱۹۶۹ء؛ [3]:- کتنک کر دساکھ صفحہ ۲۸۶؛

[4]:- کلغیدھر چمتکار صفحہ ۱۰۹، کلغیاں والے دے کمال صفحہ ۱۴؛ [5]:- کتک کر دساکھ صفحہ ۲۲۱؛

اور دوسرا مسلمان۔ اس کا سب سے پہلا پرچارک جس نے بھائی بالا کے خلاف قلمی جہاد کا عَلم بلند کیا۔ وہ پروفیسر گورمکھ سنگھ ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر رتن سنگھ جگی نے لکھا ہے :۔

"پروفیسر گورمکھ سنگھ..... نے اپنے رسالہ "سدھارارک" (ماہنامہ) میں بالے کی جنم ساکھی سے متعلق تفصیل سے اپنا نقطہ نگاہ پیش کیا ہے۔...... اور کہا ہے کہ یہ جنم ساکھی نہ تو گورو انگد نے لکھوائی ہے اور نہ ہی بالا کی تصنیف ہے۔..... ۱ـ ..... پروفیسر گورمکھ سنگھ کے مضمون کی اشاعت سے قبل اس جنم ساکھی میں ملاوٹ کا امکان سمجھا جاتا تھا۔ لیکن پروفیسر صاحب نے اس جنم ساکھی میں درج اس کے مصنف اور تصنیف سے متعلقہ روایت کو بے ثبوت ثابت کیا ہے اور واضح طور پر لوگوں میں رائج جنم ساکھی کی بناء پر ہی ہندالیوں کے ذریعہ وجود میں آنا ثابت کیا ہے"۔ ۲ـ

پروفیسر گورمکھ سنگھ جی کے بعد سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین ۳ـ نے بھی بھائی بالا اور جنم ساکھی بھائی بالا کے خلاف آواز بلند کی۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے :۔

ـ۱ :۔ ایک سکھ بزرگ سنت دساکھا سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ جب پروفیسر گورمکھ سنگھ جی نے ان خیالات کا اظہار کیا تو سکھ دنیا بھڑک اٹھی۔ چنانچہ اکال تخت صاحب دربار صاحب امرتسر سے انہیں سکھ پنتھ سے خارج کرنے کا فتویٰ صادر ہوا۔ اور اس میں یہ بھی کہا گیا کہ جو لوگ پروفیسر صاحب موصوف سے میل جول رکھیں گے انہیں بھی پنتھ سے نکال دیا جائیگا۔ سنت دساکھا سنگھ جی کے بقول پروفیسر گورمکھ سنگھ جی کے خلاف جو الزام لگائے تھے ان میں ایک بھائی بالا کے وجود اور جنم ساکھی بھائی بالا سے انکار بھی شامل تھا۔ ملاحظہ ہو مالوہ اتہاس حصہ دوم صـ۲۲ ، صـ۲۴ ؛

ـ۲ :۔ سدھارارک جلد ۱۔ نمبر ۲ ۱۸۸۶ء۔ جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ گورونانک یونیورسٹی صـ۱ ؛

ـ۳ :۔ ایک سکھ ودوان گیانی ہیرا سنگھ جی دَرد نے لکھا ہے کہ جب سردار کرم سنگھ ہسٹورین نے جنم ساکھی بھائی بالا کے خلاف کتاب "کتک کہ دساکھ" شائع کی تو چیف خالصہ دیوان کے اکابر نے بہت ناراضگی کا اظہار کیا۔ ابھی انکی چند کتابیں ہی باہر نکلی تھیں۔ کہ اس پر پابندی لگادی۔ اور اس کا فروخت ہونا بند کروادیا۔ (ملاحظہ ہو سردار کرم سنگھ دی اتہاسک کھوج صـ۱۷) ؛

"بھائی منی سنگھ نے جو بھائی گورداس جی کی وار کا ترجمہ کرکے جنم ساکھی مکمل کی۔ وہ کبھی نہ کی جاتی۔ اگر گورو انگد جی نے کوئی جنم ساکھی لکھوائی ہوتی۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ گورو انگد جی نے کوئی جنم ساکھی نہیں لکھوائی"۔ ۱ـ

اس کے برعکس گیانی لال سنگھ جی کا بیان ہے :۔

"سردار کرم سنگھ ہسٹورین کا خیال ہے کہ بھائی بالا نام کا گورونانک جی کا کوئی ساتھی نہ تھا۔ بھائی بالا کی جنم ساکھی کسی اور نے اس کے نام پر لکھی ہے لیکن بھائی بالا نام کا سندھو جاٹ گذرا ہے۔ جس کے باپ کا نام چندر بھان تھا۔ یہ الگ بات ہے، کہ اصل جنم ساکھی ہندالیوں (نرنجنیوں) نے بگاڑ دی ہے"۔ ۲ـ

سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ۳ـ ایک اور سکھ ودوان سردار سریندر سنگھ کوہلی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے :۔

"سب سے پہلی نثر میں تصنیف گورونانک دیوجی کی جنم ساکھی ہے۔ جو گورو انگد دیوجی کے سامنے بھائی بالا نے سُنائی اور پیڑے موکھے نے لکھی۔ ۱۵۴۰ء (سمت ۱۵۹۷ بکرمی) اور ۱۵۵۲ء (سمت ۱۶۰۹ بکرمی) کے درمیانی عرصہ میں لکھی گئی"۔ ۴ـ

گورونانک جی کی تاریخ وفات عام طور پر سمت ۱۵۹۶ بکرمی (۱۵۳۹ء) بیان کی جاتی ہے۔ ۵ـ

گویا کہ گورونانک جی کی وفات سے صرف ایک سال بعد یا پھر ۱۳ سال بعد یہ جنم ساکھی وجود میں آگئی تھی۔ البتہ سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ اس جنم ساکھی میں لوگوں نے

ـ۱ :۔ کتک کہ دساکھ صـ۱۸۸ ، صـ۱۸۹ ؛ ـ۲ :۔ تواریخ گورو خالصہ پنتھ صـ۹۶ ، گورو بنساولی صـ۳۳ ؛

ـ۳ :۔ پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی کی دیباچہ صـ۲۳ ، صـ۲۴ ؛

ـ۴ :۔ پنجابی ساہت دا اتہاس صـ۴۲ ؛ ـ۵ :۔ مہان کوش صـ۵۱۹ ؛

بہت ردّو بدل کر دیئے ہیں۔ لیکن جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے۔ جنم ساکھیوں میں تحریف کا سلسلہ بدستور جاری ہے اور تا حال ختم نہیں ہوا۔ ڈاکٹر سرندر سنگھ کوہلی لکھتے ہیں:۔

"بھائی بالے والی جنم ساکھی کا ایڈٹ کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ کیونکہ اس جنم ساکھی کے کوئی بھی دو نسخے پوری طرح آپس میں نہیں ملتے۔ اور جیسے جیسے وقت گذرتا گیا۔ اس جنم ساکھی میں ساکھیوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی" ؎۱

جنم ساکھیوں میں کیئے گئے ردّو بدل کا شکوہ کرنے والے ڈاکٹر کوہلی جی نے اس جنم ساکھی کو ایڈٹ کرتے وقت خود بھی تحریف میں کوئی کمی نہیں کی۔ بلکہ جس ساکھی کو اپنے ذاتی نظریئے کے خلاف سمجھا نکال باہر پھینکا۔ جیسا کہ ان کا اپنا ہی اعتراف ہے:۔

"جنم ساکھی بھائی بالا کو پیڑے موکھے کی جنم ساکھی بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ بھائی پیڑے نے گورو انگد دیو جی کے حضور میں بھائی بالا کی طرف سے لکھائے گئے واقعات قلمبند کیئے۔ بھائی پیڑے کی نوشت اب دستیاب نہیں۔ اس لئے جنم ساکھی کے ایڈٹ کرنے کے لئے کسی پرانے نسخے یا کم سے کم ساکھیاں والی نوشت کو بنیاد بنانا ضروری سمجھا گیا۔ اس تعلق میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے قلمی نسخہ ۸۶۳ کو منتخب کیا گیا۔ سکھ عجائب گھر والے قلمی نسخہ ۲۵۱۲ اور سمت ۱۸۱۵ بکرمی والی پیارے لال [illegible] والی قلمی جنم ساکھی سے ملا کر اسے ایڈٹ کیا گیا۔ اور اصلاح کی گئی۔ نیز دو [illegible]ت (کلنک کا ٹیکہ لگانے والی) ساکھیوں کو نکال دیا گیا ہے۔" ؎۲

اہل علم اور اہل دانش خوب جانتے ہیں کہ ایک ایڈیٹر کا کام کسی کتاب کو ایڈٹ کرتے وقت اس کے متن کا استخراج نہیں۔ ہاں مصنّف کی جس بات سے ایڈیٹر کو اختلاف ہو وہ اختلافی نوٹ دے کر اپنے مؤقف کی وضاحت کر سکتا ہے

؎۱ :۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ۔ دیباچہ ص۳۲ ؛

؎۲ :۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ۔ دیباچہ ص ؛

اور اس کی بات یا خیال کا ردّ کر سکتا ہے۔ اس کے لئے دلائل کی ضرورت ہے نہ کہ تحریف کی۔ مگر افسوس کہ پنتھک ودوان اپنے پنتھ کی یہی سیوا سمجھتے ہیں کہ اپنے ذاتی خیال کی بناء پر قدیمی لٹریچر میں ردّو بدل کر دیں۔ اور ساکھیوں میں تحریف۔ یہی راستہ ڈاکٹر سرندر سنگھ کوہلی نے اختیار کیا ہے۔ جس کا انہوں نے خود اپنے قلم سے اعتراف کر لیا ہے۔

سکھ کتب میں کئے گئے اس ردّو بدل کے پیشِ نظر سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے یہ حقیقت تسلیم کی ہے:۔

"ایسے ردّو بدل۔ مینے۔ مسند اور دوسرے سمپردائی سادھو یا کاتب اس جنم ساکھی یا دوسری کتب میں ان کی نقول کرتے وقت ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ جس وجہ سے کوئی بھی قدیمی نسخہ ہمیں خالص یا اصل شکل میں ملنا محال ہو گیا ہے۔" ؎۱

پس سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ جنم ساکھی بھائی بالا میں اس قدر ردّو بدل کئے گئے ہیں کہ ان کا حلیہ ہی بگڑ چکا ہے۔ اور اس کتاب کے مختلف ایڈیشن ایک کتاب کے متعدد نسخے ثابت نہیں ہوتے بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ الگ الگ مصنفین کی ایک دوسرے سے بہت مختلف تصنیفات ہیں۔ یہ تو جنم ساکھی بھائی بالا کا حال ہے۔ [illegible]ے سب سے پہلی اور مستند کتاب مانا جاتا ہے۔ اگر گورو گرنتھ صاحب کو دیکھا جائے معلوم ہوگا کہ سکھوں نے اس مقدس کتاب اور اپنے دائمی گورو کو بھی معاف نہیں کیا۔ [illegible]نچہ سکھ محققین اس امر کے معترف ہیں کہ گورو گرنتھ صاحب کے کوئی دو قلمی نسخے [illegible]س میں نہیں ملتے۔ اور مطبوعہ گرنتھوں کا یہ حال ہے کہ کوئی دو ایڈیشن ایک طرح کے [illegible]ں۔ اور اب تو "گوربانی گورو رتنا" "ست گور بناں ہور کچی ہے بانی" "حضوری بیڑ دی" [illegible] ایسی کتابیں منظر عام پر آگئی ہیں۔ جو یہ ڈھنڈورہ پیٹ رہی ہیں کہ موجودہ مروجہ [illegible]رو گرنتھ صاحب یکسر ہی جعلی ہے۔ یہ گورو ارجن جی کا تیار کردہ نہیں۔ بلکہ پرتھی چند وغیرہ

[illegible] :۔ پوراتن جنم ساکھی گورو نانک دیو جی۔ دیباچہ ص۳۴

بہت ارڈّ و بدل کر دیئے ہیں۔ لیکن جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے۔ جنم ساکھیوں میں تحریف کا سلسلہ بدستور جاری ہے اور تاحال ختم نہیں ہوا۔ ڈاکٹر سرندر سنگھ کوہلی لکھتے ہیں :۔

"بھائی بالے والی جنم ساکھی کا ایڈٹ کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ کیونکہ اس جنم ساکھی کے کوئی بھی دو نسخے پوری طرح آپس میں نہیں ملتے۔ اور جیسے جیسے وقت گذرتا گیا۔ اس جنم ساکھی میں ساکھیوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی" ۱ه

جنم ساکھیوں میں کئے گئے ردّ و بدل کا شکوہ کرنے والے ڈاکٹر کوہلی جی نے اس جنم ساکھی کو ایڈٹ کرتے وقت خود بھی تحریف میں کوئی کمی نہیں کی۔ بلکہ جس ساکھی کو اپنے ذاتی نظریئے کے خلاف سمجھا نکال باہر پھینکا۔ جیسا کہ ان کا اپنا ہی اعتراف ہے :۔

"جنم ساکھی بھائی بالا کو پیڑے موکھے کی جنم ساکھی بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ بھائی پیڑے نے گورو انگد دیو جی کے حضور میں بھائی بالا کی طرف سے لکھائے گئے واقعات قلمبند کئے۔ بھائی پیڑے کی نوشت اب دستیاب نہیں۔ اس لئے جنم ساکھی کے ایڈٹ کرنے کے لئے کسی پرانے نسخے یا کم سے کم ساکھیاں والی نوشت کو بنیاد بنانا ضروری سمجھا گیا۔ اس تعلق میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے قلمی نسخہ ۸۶۳/ کو منتخب کیا گیا۔ سکھ عجائب گھر والے قلمی نسخہ ۲۵۱۲/ اور سمت ۱۷۱۵ بکرمی والی پیارے لال کپور والی قلمی جنم ساکھی سے ملا کر اسے ایڈٹ کیا گیا۔ اور اصلاح کی گئی۔ نیز نوشت (کلنک کا ٹیکہ لگانے والی) ساکھیوں کو نکال دیا گیا ہے" ۲ه

اہل علم اور اہل دانش خوب جانتے ہیں کہ ایک ایڈیٹر کا کام کسی کتاب کو ایڈٹ کرتے وقت اس کے متن کا اخراج نہیں۔ ہاں مصنف کی جس بات سے ایڈیٹر کو اختلاف ہو وہ اختلافی نوٹ دے کر اپنے مؤقف کی وضاحت کر سکتا ہے

۱ه :۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ۔ دیباچہ ص۲۴ ؛

۲ه :۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ۔ دیباچہ ص۷ ؛

اور اس کی بات یا خیال کا ردّ کر سکتا ہے۔ اس کے لئے دلائل کی ضرورت ہے نہ کہ تحریف کی۔ مگر افسوس کہ پنتھک ودوان اپنے پنتھ کی یہی سیوا سمجھتے ہیں کہ اپنے ذاتی خیال کی بناء پر قدیمی لٹریچر میں ردّ و بدل کر دیں۔ اور ساکھیوں میں تحریف۔ یہی راستہ ڈاکٹر سرندر سنگھ کوہلی نے اختیار کیا ہے۔ جس کا انہوں نے خود اپنے قلم سے اعتراف کر لیا ہے۔

سکھ کتب میں کئے گئے اس ردّ و بدل کے پیش نظر سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے یہ حقیقت تسلیم کی ہے :۔

"ایسے ردّ و بدل۔ مینے۔ مندا اور دوسرے سمپردائی سادھو یا کاتب اس جنم ساکھی یا دوسری کتب میں ان کی نقول کرتے وقت ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ جس وجہ سے کوئی بھی قدیمی نسخہ ہمیں خالص یا اصل شکل میں ملنا محال ہو گیا ہے" ۱ه

پس سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ جنم ساکھی بھائی بالا میں اس قدر ردّ و بدل کئے گئے ہیں کہ ان کا حلیہ ہی بگڑ چکا ہے۔ اور اس کتاب کے مختلف ایڈیشن ایک کتاب کے ...تعدد نسخے ثابت نہیں ہوتے بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ الگ الگ مصنفین کی ...یک دوسرے سے بہت مختلف تصنیفات ہیں۔ یہ تو جنم ساکھی بھائی بالا کا حال ہے۔ ...جسے سب سے پہلی اور مستند کتاب مانا جاتا ہے۔ اگر گورو گرنتھ صاحب کو دیکھا جائے ...علوم ہوگا کہ سکھوں نے اس مقدس کتاب اور اپنے دائمی گورو کو بھی معاف نہیں کیا۔ ...نانچہ سکھ محققین اس امر کے معترف ہیں کہ گورو گرنتھ صاحب کے کوئی دو قلمی نسخے ...پس میں نہیں ملتے۔ اور مطبوعہ گرنتھوں کا یہ حال ہے کہ کوئی دو ایڈیشن ایک طرح کے ...ہیں۔ اور اب تو "گوربانی گورو نا" "ست گور بناں ہور کچی ہے بانی" "حضوری بیڑ دی ...ڑ" ایسی کتابیں منظر عام پر آگئی ہیں۔ جو یہ ڈھنڈورہ پیٹ رہی ہیں کہ موجودہ مروجہ ...ر و گرنتھ صاحب یکسر ہی جعلی ہے۔ یہ گورو ارجن جی کا تیار کردہ نہیں۔ بلکہ پرتھی چند وغیرہ

...:۔ پوراتن جنم ساکھی گورونانک دیوجی۔ دیباچہ ص۲۴

نے گورو ارجن جی کی وفات کے بعد اسے مرتب کیا ہے۔ ۱؎

سکھ ودوان اس بات کو مانتے ہیں کہ گورو نانک جی کی مسلمانوں کے ہاں اس دوسری شادی کا ذکر جنم ساکھی بھائی بالا کے قدیم سے قدیم نسخوں میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک ودوان ڈاکٹر رتن سنگھ جگی نے جنم ساکھی بھائی بالا پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"پروفیسر پیار سنگھ کے نزدیک بالے والی جنم ساکھی کے قلمی نسخوں کی تین اقسام۔ یا مضامین کے لحاظ سے فرق والی ملتی ہیں۔ ایک قسم جس میں گورو جی کی سوانح کو داغدار بنانے اور ہندال کی عظمت کو بڑھانے کے بارہ میں بہت زیادہ مواد ملتا ہے۔ اس قسم کے بہت پُرانے قلمی نسخے ملتے ہیں۔

دوسری قسم وہ ہے۔ جس میں بہت سی ساکھیاں مہربان والی جنم ساکھی سے لے کر ایک نئی سی شکل دی گئی ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو سال کی پورانیاں پوتھیاں ملتی ہیں۔

تیسری قسم وہ ہے جس میں گورد۔ چرتر کو کلنک کا ٹیکہ لگانیوالی ساکھیاں نکال کر باقی حصے کو نئی ترتیب دی گئی ہے۔ اس قسم کی بھی زیادہ پراچین پوتھیاں دستیاب نہیں۔ اصل میں دوسری اور تیسری قسم درحقیقت پہلی قسم کا ہی عقیدتمندوں کے ذریعہ اصلاح یافتہ اور اضافوں والا روپ ہے۔ نتیجہ کے طور پر ان دونوں قسموں کی اہمیت معمولی ہے۔ خاص نہیں۔" ۲؎

ڈاکٹر رتن سنگھ جی کے بقول پروفیسر پیار سنگھ جی کی تحقیق کے مطابق جنم ساکھی بھائی بالا کے پورانے سے پورانے نسخے میں بھی وہ جملہ باتیں پائی جاتی ہیں جو موجودہ زمانہ کے سکھ ودوانوں کے نزدیک گورو جی کو بدنام کرنے والی ہیں۔ اور بعد کے ایڈیشنوں میں سے انہیں نکال دیا گیا ہے۔ گو پیار سنگھ جی یا ڈاکٹر رتن سنگھ جگی کے مندرجہ بالا

۱؎ :- ست گوربناں ہور کچی ہے بانی صفحہ ۳۱، گوربانی گوردتا صفحہ ۵۸، نانک گورو گوبند سنگھ دا سکھ کون ہے صفحہ ۳۱، گوردواس درشن صفحہ ۲۵ ؛

۲؎ :- جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ گورو نانک یونیورسٹی امرتسر صفحہ ۲ ؛

اقتباس میں ان میں سے کسی ایک بات کی بھی نشاندہی نہیں کی گئی۔ تاہم سکھ ودوان اپنے ذاتی خیال کی روشنی میں گورو نانک جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی گورو نانک جی کو بدنام کرنے والی ہی تسلیم کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ساکھی جنم ساکھیوں میں بعد کو شامل کی گئی ہے۔ حالانکہ پروفیسر پیار سنگھ جی کے مندرجہ بالا قول سے یہ واضح ہے کہ جنم ساکھیوں کے پورانے سے پورانے نسخوں میں گورو جی کے اس بیاہ کا قصہ موجود ہے۔ بعد کے نسخوں میں سے نکال دیا گیا ہے۔ اس قسم کی تحریف کی وجہ سے بعد کے ایڈیشن اپنی اہمیت کھو چکے ہیں۔ سکھ ودوانوں کے بقول اس وقت جنم ساکھی بھائی بالا کا جو قدیم سے قدیم نسخہ دستیاب ہو سکا ہے۔ وہ سمت ۱۷۱۵ بکرمی (مطابق ۱۶۵۸ء) کا ہے۔ اس میں گورو جی کی اس شادی کا ذکر موجود ہے۔ اور دوسرا نسخہ جو اس کے بعد کا یعنی سمت ۱۸۵۷ بکرمی (مطابق ۱۸۰۰ء) کا ہے۔ اس میں بھی گورو جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی موجود ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر سرندر سنگھ کوہلی فرماتے ہیں:-

"سمت ۱۸۵۷ بکرمی (۱۸۰۰ء) اور سمت ۱۷۱۵ بکرمی (۱۶۵۸ء) والی قلمی جنم ساکھیوں میں سنجھوت کو بکھو کے لانے کا ذکر ہے۔" ۱؎

ان دونوں جنم ساکھیوں سے قبل کا کوئی نسخہ تاحال دستیاب نہیں ہو سکا۔ نہ کسی لائبریری میں ہے۔ اور نہ کسی سکھ ودوان کے گھر۔ ہاں ان کے بعد کے قلمی نسخے ملتے ہیں۔ اور ان میں بھی گورو جی کے اس بیاہ کی ساکھی موجود ہے۔ ہم نے خود اس وقت تک پاکستان کے قیام سے قبل اور پاکستان بن جانے کے بعد مختلف مقامات پر جا جا کر ڈیڑھ دو درجن کے قریب قلمی جنم ساکھیاں دیکھی ہیں۔ ان سب میں یہ ساکھی جوں کی توں موجود پائی ہے۔ ہمیں آج تک جنم ساکھی بھائی بالا کا ایک بھی قدیمی قلمی نسخہ ایسا نہیں ملا جس میں گورو جی کی مسلمانوں کے ہاں شادی کا ذکر نہ ہو۔

سردار نرندر سنگھ جی کوہلی نے بھائی صاحب بھائی باگھڑیاں کے ہاں موجود ایک قلمی جنم ساکھی کا تعارف کروایا ہے۔ ان کے بقول جنم ساکھی بھائی بالا کے اس قلمی نسخہ میں نمبر ۵۸

۱؎ :- جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ صفحہ ۲ دیباچہ ؛

اور نمبر ۷۰ پر دو ساکھیاں ایسی شامل ہیں۔ جن میں گورو جی کے اس دوسرے بیاہ کا مفصل ذکر کیا گیا ہے[1]۔ اسی طرح کوہلی صاحب نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری چنڈی گڑھ میں نمبر ۸۶۳ پر موجود ایک قلمی جنم ساکھی میں درج شدہ ساکھیوں کی تفصیل دی ہے اور بتایا ہے کہ اس میں درج ۶۶ ویں ساکھی ماتا منجھوت سے متعلق ہے۔[2]

پاکستان بننے سے قبل ایک مرتبہ ہم نے ہوتی مردان بادا پریم سنگھ جی بیدی کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک قلمی جنم ساکھی دیکھی تھی۔ جو بادا جی کے بقول سردار ہری سنگھ جی نلوا نے ان کے ایک بزرگ کو دی تھی۔ اور اس وقت سے باوا جی کے خاندان میں چلی آرہی تھی۔ اس میں گورو جی کی اس شادی کا ذکر تھا۔ جو ہم نے باوا جی کو بھی پڑھ کر سنایا تھا۔[3]

بعض اور سکھ وِدوانوں نے بھی گورو نانک جی کی ایک قلمی جنم ساکھی کا تذکرہ کیا ہے۔ جو ان کے بقول سمت ۱۷۸۱ بکرمی (۱۷۲۴ء) کی نقل ہے۔ جیسا کہ اس کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا ہے:-

"جنم ساکھی گورو نانک دیو جی۔ (بھائی بالا) نوشت ستی ٹھّر شدی دسمی سمت ۱۷۸۱ بکرمی۔ ورق ۲۱۲ سائز ۹" × ۱۲" پانچ سطریں فی صفحہ ، ۱۷"[4]

اس جنم ساکھی کو ملاحظہ کرنے والے سکھ وِدوانوں نے گورو نانک جی کی شادی کے بارہ میں خاموشی ہی اختیار کی ہے۔ اور کوئی ذکر کرنا خلاف مصلحت سمجھا ہے اگر اس میں گورو جی کے اس دوسرے بیاہ کا ذکر نہ ہوتا تو بڑے زور شور سے واضح کر دیا جاتا! اس لئے ہم اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہیں کہ اس قلمی جنم ساکھی میں بھی گورو جی کا ایک مسلمان خاتون سے دوسری شادی کرنا ضرور مرقوم ہوگا۔ کیونکہ اس سے قبل اور بعد کی جنم ساکھیوں میں اس شادی کا ذکر موجود ہے۔

---

[1] :- جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی ص ۲۱۶ ؛

[2] :- جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی ص ۱۲ ، ص ۳۶ ؛

[3] :- غلبۂ اسلام اور سکھ مت ص ۳۲۰ ؛

[4] :- اتہاسک یادگاراں ص ۱۲ ، اتہاسک پتر سینچی یکم انک ۳ - جیون سندیش اتہاسک مئی ۱۹۵۱ء ؛

خود ہمارے پاس دو قلمی جنم ساکھیاں موجود ہیں۔ جن میں سے ایک سمت ۱۸۶۵ بکرمی (مطابق ۱۸۰۸ء) کی نوشت ہے۔ اور اس کے نقل نویس بھائی جودھ سنگھ امرتسری ہیں[5]۔ اس میں گورو جی کی اس دوسری بیوی کا ذکر بایں الفاظ میں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے:-

"پھیر ماتا منجھوت تھے گیا۔ تاں ماتا منجھوت گورو نانک جی دے پیراں تے ڈھے پئی۔ تاں گورو نانک جی کہیا منجھوت نوں اساں تے رہندی نظر نہیں پوندی۔ تاں منجھوت کہیا جی میرے بھاگ۔ تاں گورو نانک جی کہیا منجھوت دھیئے۔ تیرے وڈے بھاگ ہین۔ وکھیں من وچ گنتی کردی ہودیں۔ تاں ست درہے منجھوت جیوی۔ دو ئے دھیاں ہویاں۔ وڈے گھرے لگیاں۔ تاں پھیر تیسری واری پرسوت ہوئی تاں چلانا کیتا۔ تاں گورو نانک جی بہت عاجزی کرتار اگے کیتی۔ پر کرتار بھانے دا صاحب ہے منّے ناہیں۔ تاں گورو نانک جی اداس ہویا"[6]

کون کہہ سکتا ہے کہ یہ بعد کی ملاوٹ ہے۔ جو گورو نانک جی کو بدنام کرنے کے لئے جنم ساکھیوں میں کی گئی ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ میں فطرت بول رہی ہے گورو جی کا اپنی بیوی کو غرور کرنے سے روکنا۔ اور اس کے بطن سے دو لڑکیوں کا پیدا ہونا۔ اور تیسری دفعہ زچگی کی حالت میں گورو جی کی اس بیوی کا وفات پانا اور گورو جی کا اس کے آخری وقت میں اپنے رب العزت کے حضور اپنی اس بیوی کی صحت و سلامتی کے لئے دعائیں کرنا۔ جیسے وہ کرتار کی عنایت یقین کرتے تھے سوڈھی مہربان۔ سوڈھی ہرجی۔ بابا بدھی چند یا کسی اور کا اضافہ قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اس میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے۔ اسے خلاف حقیقت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ہمارے پاس دوسری قلمی جنم ساکھی سمت ۱۹۱۷ بکرمی (۱۸۶۰ء) کی نوشت ہے اس میں بھی گورو جی کے اس بیاہ کا تذکرہ انہی الفاظ میں موجود ہے۔

---

[5] :- جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۴۲۵ ؛ [6] :- جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۳۷۳ ؛

الغرض اس وقت تک ہم نے جتنی بھی قلمی جنم ساکھیاں دیکھی ہیں ان سب میں گوروجی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی موجود ہے۔ اور ہماری نظروں سے جنم ساکھی بھائی بالا کا ایک بھی قدیمی قلمی نسخہ ایسا نہیں گذرا جس میں گوروجی کے اس بیاہ کا تذکرہ نہ ہو۔

پاکستان کے وجود میں آنے سے قبل دہلی کے مشہور و معروف ادبی رسالہ "آج کل" میں ڈاکٹر موہن سنگھ جی کا ایک مضمون جنم ساکھی بھائی بالا کے اُس قلمی نسخہ سے متعلق شائع ہوا تھا۔ جو ہوتی مردان میں مکرم پیر شیر محمد صاحب کے پاس تھا۔ یہ ایک قلمی نسخہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس بارہ میں یہ بھی لکھا تھا کہ یہ نسخہ یا تو وہی ہے جو گورو انگد جی نے بھائی بالا سے سُن کر تیار کروایا تھا۔ اور اگر وہ نہیں تو اس کے قریب زمانہ کی براہ راست نقل ضرور ہے۔ سردار صاحب موصوف نے اس جنم ساکھی سے متعلق یہ بھی لکھا تھا:۔

"اس نسخہ کے مطالعہ سے میری تسلّی و تشفی ہو گئی"۔[1]

جب رسالہ "آج کل" میں چھپا ہوا ڈاکٹر موہن سنگھ جی کا یہ مضمون راقم الحروف کی نظروں سے گذرا تو میں حیدر آباد دکن میں تھا۔ پنجاب واپس آنے پر خاکسار اپنے محترم دوست گیانی واحد حسین صاحب مرحوم کی معیت میں ہوتی مردان پہنچا۔ اور اس جنم ساکھی کی ورق گردانی کی۔ ہم یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ اس میں گوروجی کے اس دوسرے بیاہ کا ذکر تو درج تھا۔ مگر بعد کو کسی نے اسے مٹانے کے لئے اس پر ہڑتال پھیر دی ہوئی تھی۔ مگر وہ ہڑتال ایسی جلد بازی میں پھیری گئی تھی کہ اس کے نچلی عبارت صاف پڑھی جاتی تھی ہم نے پیر صاحب کو جب یہ قصہ سنایا تو وہ بھی سُنکر حیران رہ گئے۔

جنم ساکھی بھائی بالا کے قلمی نسخوں اور دوسری کتب میں عام طور پر گورو نانک جی کی اس نیک بخت اور پاکباز بیوی کو "منجھوت" یا "دُنگھڑی" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ مگر اس کا اصل نام "بی بی خانم" تھا۔ جو جنم ساکھی کے مختلف مقامات پر

---

[1]: رسالہ آج کل دہلی یکم جون ۱۹۴۴ء؛

"بی بی خاں" لکھا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالوں سے واضح ہے:۔

(۱) "گورو نانک جی کہیا گوپی ناتھ اس دے گھر جو بی بی خاں" بیٹی ہے سو اساڈی امانت ہے"۔[1]

(۲) "پہلے "بی بی خاں" بیٹی ہوئی ہے"۔[2]

(۳) "بی بی خاں" بیٹی نوں حیات خاں اتے گوہر خاں اتے گوپی ناتھ تریہاں بی بی خاں نوں بھائی لالو دے گھر کھڑی کیتی ہے"۔[3]

(۴) "گورو نانک کہیا سُن بھائی گوپی ناتھ۔ ایسی منجھوت نوں بھائی لالو دے گھر چھڈ جاندے ہاں۔ تساں خبردار رہنا۔ تاں گوپی ناتھ کہیا۔ جی بی بی خاں میری بیٹی ہے"۔[4]

گورو نانک جی کی اس دوسری بیوی کا نام مشہور سکھ ودوان سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے بھی "بی بی خانم" ہی بیان کیا ہے۔ چنانچہ ان کا بیان ہے:۔

"سوڈھی مہربان کے بیٹے ہرجی اور بدھی چند سند ایئے نے ایک چال چلی کہ ...... گورو (نانک) صاحب کی جنم ساکھی میں ماتا منجھوت یعنی بی بی خانم[5] کی ساکھی ..... شامل کرنے کی کوشش کی"۔[6]

اشوک جی چونکہ ان لوگوں میں سے ہیں جو اپنے ذاتی خیال کی بناء پر گوروجی کی اس شادی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے وہ اس ساکھی کا جنم ساکھی میں داخل کیا جانا ہرجی اور بدھی چند جی دونوں کے سر تھوپ رہے ہیں لیکن تاہم انہوں نے اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ گوروجی کی دوسری بیوی کا اصل نام "بی بی خانم" ہے۔ جنم ساکھیوں کے کاتبوں نے سہو قلم سے بی بی خاں لکھ دیا ہے۔

---

[1]: جنم ساکھی بھائی بالا ورق ۲۲۳؛ [2]: جنم ساکھی بھائی بالا ورق ۳۳۶؛

[3]: جنم ساکھی بھائی بالا ورق ۲۲۴؛ [4]: جنم ساکھی بھائی بالا ورق ۳۴۰؛

[5]: سکھ ودوانوں کو مُسلم ہے کہ افغانوں میں اپنی لڑکیوں کے نام بی بی خانم رکھنے کا رواج ہے۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ "امیر تیمور کی بیگم کا نام بی بی خانم تھا۔ اور اسکی بنائی ہوئی مسجد سمرقند میں اب تک موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو رسالہ جیون پریتی مارچ ۱۹۶۴ء)؛ [6]: پراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی طبع ۲ دیباچہ؛

گوروجی کی اس پاکباز اور نیک سیرت بیوی کی والدہ ماجدہ کا نام جنم ساکھی بھائی بالا میں گوہر خاں بیان کیا گیا ہے۔ جو دراصل "گوہر خانم" ہے۔ جیسا کہ جنم ساکھی کے ایک مقام پر مرقوم ہے:۔

"گورو نانک جی بچن کیتا۔ میاں جی حیات خاں اتے بی بی گوہر خاں
تساڈا کرتار بھلا کرے...... حیات خاں اتے گوہر خاں دوہاں تے
گورو نانک بہت خوش ہویا"[1]

پس سکھ ودوانوں کے بقول جنم ساکھی بھائی بالا کے تمام قدیمی نسخوں میں گورو نانک جی کا مسلمانوں کے ہاں شادی کرنا صاف الفاظ میں مرقوم ہے۔ اس سلسلہ میں جو سب سے پرانی جنم ساکھی مل سکی ہے۔ وہ سمت ۱۷۱۵ بکرمی مطابق ۱۶۵۸ء کی نوشت ہے۔ اس سے قبل کی کوئی جنم ساکھی کسی جگہ بھی نہیں ہے۔ اور یہ وہ زمانہ تھا۔ جبکہ سکھوں کے آٹھویں گورو ہر کرشن جی گور گدی پر تشریف فرما تھے۔ ان کی پیدائش سمت ۱۷۱۳ بکرمی (۱۶۵۶ء) میں ہوئی تھی[2] اور وفات سمت ۱۷۲۱ بکرمی (۱۶۶۴ء) میں[3]

اس کے بعد ایسا زمانہ بھی آیا۔ جبکہ سکھ اور مسلمان آپس میں دست بگریباں رہے اور ان کے درمیان خون ریز معرکے بھی ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ اس زمانہ کے سکھوں کا یہ نظریہ بن گیا تھا:۔

پنتھ ترکن کو ایسے میل
بارود اگن سوں جیسے کھیل[4]

یعنی سکھ پنتھ اور مسلمانوں کا آپس میں وہی تعلق ہے۔ جو بارود اور آگ میں ہے۔ گویا کہ جس طرح بارود آگ کے قریب جاتے ہی بھڑک اٹھتا ہے۔ اسی طرح سکھ مسلمانوں کے قریب جاتے ہی مشتعل ہو جاتے ہیں اور مرنے مارنے پر اتر آتے ہیں۔

ایسے دور میں لکھی گئیں قلمی جنم ساکھیوں میں گورو نانک جی کی مسلمانوں کے ہاں

---

[1]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۳۳۹ ؛ [2]:۔ مہان کوش ص۱۹۸ ؛
[3]:۔ مہان کوش ص۱۹۸ ؛ [4]:۔ پراچین پنتھ پرکاش ص۱۹۶ ؛

دوسری شادی کی ساکھی کا پایا جانا اس امر کی دلیل ہے کہ پراچین زمانہ کے سکھ بزرگ اسے ایک تاریخی حقیقت تسلیم کرتے تھے۔ کسی کو بھی اس میں کوئی شک وشبہ نہ تھا۔ ہم کسی مستند یا غیر مستند کتاب میں بھی ایسا نہیں پڑھتے کہ کسی سکھ گورو صاحب یا دوسرے کسی سکھ بزرگ نے گوروجی کی اس ساکھی کو الحاقی قرار دیکر اس کی صحت سے انکار کیا ہو۔ گورو رام داس جی کے بڑے پوتے مہربان اور مہربان کے فرزند سوڈھی ہرجی کی تصنیفات میں (جو سکھ ودوانوں کے بقول گورو ہرگوبند جی کے عہد میں لکھی گئیں۔ اور جنہیں گورو نانک جی کی گدی کے جائز وارث ہونے کا دعویٰ تھا۔ اور جو خود کو ساتواں اور آٹھواں گورو کہلاتے تھے) میں اس شادی کا ذکر موجود ہونا۔ اور گورو ہرگوبند جی یا کسی اور سکھ گورو کا اس کے خلاف ایک لفظ تک نہ کہنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ اس زمانہ کی سکھ دنیا اس بات کی قائل تھی کہ گورو نانک جی نے ایک مسلمان خاتون سے دوسری شادی کی تھی۔ یہ درست ہے کہ موجودہ زمانہ کے اکثر سکھ مصنفین گورو جی کے اس بیاہ کے منکر ہیں۔ اور اس ساکھی کو بعد کی ملاوٹ ظاہر کر رہے ہیں۔ چنانچہ سردار شیر سنگھ جی اشوک نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے:۔

"سوڈھی مہربان نے...... اپنی "ساکھی پستک"۔ پوتھی ہرجی کی ۱۷۷ ویں ساکھی میں ماتا منجھوت نام کی ایک رنگھڑی کی ساکھی بھی۔ جو ایک مصنوعی ساکھی ہے۔ گوروجی کی دوسری شادی شدہ عورت بنا کر گورو نانک جی کے نام کے ساتھ شامل کر دی ہے...... یہ ساکھی...... سوڈھی مہربان نے کیسے بنائی؟ یا اپنائی؟ کیا اس نے یہ ساکھی نرنجنئے (ہندالیئے) سادھوؤں سے سن کر یا خود ہی وضع کر لی؟ اس سے متعلق یقینی طور پر کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا"

داد دیجئے شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر کے سابق سکھ ہسٹری ریسرچ

---

[1]:۔ پراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی کی۔ دیباچہ ص۲۶ ؛

سکالر کو۔ جسے اس ساکھی کے بارہ میں اپنے قول کے مطابق کچھ بھی پتہ نہیں اور سینہ زوری سے اس ساکھی کو الحاقی قرار دے رہے ہیں۔ اور اُسے سوڈھی ہرجی کے سر تھوپ رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرما رہے ہیں کہ یقینی طور پر کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ساکھی ہرجی نے خود وضع کی یا ہندالیوں سے حاصل کی۔

ایک اور مقام پر اشوک جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے :۔

"سوڈھی مہربان۔ سوڈھی ہرجی ...... نے پراتن جنم ساکھی اور جنم ساکھی بھائی پیڑا موکھا کا سہارا لے کر کچھ ساکھیاں توجوں کی توں رہنے دیں۔ اور متعدد دیگر ..... ساکھیاں اپنے پاس سے وضع کر کے دو جنم ساکھیاں (جنم ساکھی سوڈھی مہربان، اور جنم ساکھی (ہندالیوں والی) جن میں اسلام کی عظمت اور گورمت کی ہیٹھی دکھانے کے لئے اور سری گورو نانک دیوجی کو عام راہنماؤں کی طرح عام سطح پر لانے کے لئے بھرپور کوشش کی۔ ماتا منجھوت یعنی رنگھڑی کی ساکھی۔ جو سری گورو نانک دیوجی کے نام کے ساتھ زبردستی جوڑ دی گئی اسی قسم کی ایک بُری مثال ہے۔" [1]

یہ لوگ بغیر کسی دلیل کے محض اپنے ذاتی خیال کی بناء پر گورو نانک جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی کو سوڈھی ہرجی یا بابا بدھی چند وغیرہ کی ملاوٹ بیان کرتے ہیں۔ انہیں اس طرف سنجیدگی سے توجہ دینے اور ٹھنڈے دل سے سوچنے کی ضرورت ہے۔ کہ اگر فی الواقعہ یہ ساکھی سوڈھی مہربان جی یا اس کے بیٹے ہرجی۔ یا بابا ہندال کے بیٹے بابا بدھی چند جی یا کسی دوسرے ہندالیئے نے وضع کی تھی۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ گورو ارجن جی سے لے کر گورو گوبند سنگھ جی تک گذرے ہوئے چھ گورو صاحبان میں سے کسی ایک نے بھی اس کے خلاف کوئی آواز نہ اُٹھائی؟ حالانکہ اُن کے زمانہ میں لکھی گئی جنم ساکھیوں میں گورو جی کی اس شادی کا ذکر غیر مبہم الفاظ میں کیا گیا ہے۔

---

[1] :۔ پراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی کی۔ دیباچہ صفحہ ۲۹، ۳۰

سکھ دنیا سری گورو صاحبان کو ریفارمر تسلیم کرتی ہے۔ اس کے نزدیک گورو نانک جی کے اس دنیا میں آنے کا مقصد لوگوں کے غلط عقاید اور اعمال کی اصلاح تھا۔ اور وہ جہاں بھی گئے انہوں نے بے دھڑک ہو کر اپنے خیالات لوگوں کے سامنے رکھے۔ اور انہیں اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔ اور گورو جی نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اسی نیک مقصد میں صرف کر دیا۔ آپ کو مخالفین نے کوراہیا، بے تالا، بھوتنا وغیرہ تک کہا۔ مگر آپ نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اور اپنا کام کرتے چلے گئے۔

پس یہ ناممکن ہے کہ سکھوں کے سب مسلمہ گورو صاحبان کی موجودگی میں یہ جنم ساکھی تیار ہوئی اور رائج ہوئی۔ اور سکھ گورو صاحبان نے اس کو صحیح نہ سمجھتے ہوئے اس کے خلاف کوئی آواز نہ اُٹھائی۔ چونکہ ان کی طرف سے اس جنم ساکھی کے خلاف کوئی آواز نہیں اُٹھائی گئی۔ اور نہ اس کی کسی ساکھی کے رد میں کچھ کہا گیا۔ اس لئے یہ امر اس کی صحت کی روشن دلیل ہے۔ اور زمانہ حال کے سکھ ودوانوں کا گورو نانک جی کے مسلمانوں کے ہاں بیاہ کی ساکھی کو رد کرنے کی کوشش اپنے ہی سکھ گورو صاحبان کے خلاف ایک ناجائز اقدام ہے۔ جس بات کو گورو صاحبان نے رد نہیں کیا۔ بلکہ اس پر خاموش رہے۔ اس کی تردید کا حق کسی سکھ ودوان کے لئے جائز نہیں۔

اشوک جی کو اس بات کا اقرار ہے کہ جنم ساکھی بھائی بالا جس کا دوسرا نام جنم ساکھی بھائی پیڑا موکھا ہے۔ گورو ارجن جی کے زمانہ میں موجود تھی۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں :۔

"بھائی پیڑے موکھے والی جنم ساکھی جسے ...... بھائی بالے والی جنم ساکھی بھی کہا جاتا ہے۔ تحقیق کرنے سے [illegible] ہوتا ہے۔ یہ جنم ساکھی گورو ارجن جی کے زمانہ میں موجود تھی۔" [1]

سردار اشوک جی کو اس امر کا اقرار ہے کہ اس پیڑے موکھے یا بھائی بالے والی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کے مسلمانوں کے ہاں اس دوسرے بیاہ کا ذکر موجود ہے۔ [2]

---

[1] :۔ پراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی کی دیباچہ صفحہ ۱۳ ؛ [2] :۔ پراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی دیباچہ ۲۵

پس اگر یہ ساکھی فرضی اور جعلی تھی تو کیا وجہ ہے کہ گورو ارجن جی نے اس کا رد نہ کیا۔ حقیقت یہی ہے کہ اس زمانہ میں سکھ دنیا گورو جی کے اس بیاہ کو ایک حقیقت تصور کرتی تھی۔

ڈاکٹر سریندر سنگھ جی کوہلی نے اس بارہ میں یہ لکھا ہے کہ گورو جی کے دوسرے بیاہ کی شادی جنم ساکھی ہرجی سے جنم ساکھی بھائی بالا میں آئی ہے۔ یعنی اس کے موجد بدھی چند یا منداٹیئے نہیں۔ ہرجی ہیں۔ ہاں بعد کو اس میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے:۔

"ٹھکری لانے والی ساکھی ہرجی پوتھی میں ملتی ہے۔ مگر وہاں بہت مختصر ہے۔ بالے والی جنم ساکھی میں یہ بہت تفصیل کے ساتھ دی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ بالے والی جنم ساکھی کے مصنف نے اس ساکھی کا علم "ہرجی پوتھی" سے حاصل کیا ہو۔" [1]

ایک اور مقام پر ڈاکٹر کوہلی جی نے یہ لکھا ہے:۔

"منجھوت والی ساکھی پوتھی ہرجی میں ملتی ہے۔ مگر بہت مختصر۔ بالے والی جنم ساکھی میں یہ بہت تفصیل سے دی ہوئی ہے۔ اس سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنم ساکھی ہرجی پوتھی سے جو سمت ۱۷۰۷ بکرمی (۱۶۵۰ء) کی تصنیف ہے بعد کو بنائی ہے۔" [2]

لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنم ساکھی بھائی بالا میں۔ جسے پیڑے موکھے والی جنم ساکھی بھی کہتے ہیں۔ اور جس کا زمانہ سکھ ودوانوں کے بقول سمت ۱۵۹۷ بکرمی (۱۵۴۰ء) ہے۔ گورو جی کی اس شادی والی ساکھی درج ہے۔ بلکہ وہاں تو یہ بھی مرقوم ہے کہ گورو جی اس شادی کو خدا تعالیٰ کی ایک عنایت سمجھتے تھے۔ اور اس کا بڑا احترام کرتے تھے۔ جیسا کہ مرقوم ہے:۔

---

[1]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ دیباچہ صـ ۲۳ ؀

[2]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ دیباچہ صـ ۲۷ ؀

"گورو نانک جی سمجھیا...... جو ایہہ اسانوں کرتار عنایت کینی ہے۔ ایس (ہندو بیوی) نالوں اوس (مسلمان بیوی) دا وڈا ادب رکھیا لوڑیئے۔" [1]

پس گورو نانک جی اپنے اس بیاہ کو محض ایک شادی ہی نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی ایک عنایت تصور کرتے تھے۔ اور اپنی اس بیوی کا بہت احترام کرتے تھے۔ جیسا کہ جنم ساکھی بھائی بالا کے مندرجہ بالا قلمی نسخہ کے حوالہ سے واضح ہے۔

اس بارہ میں یہ بھی عجیب بات ہے کہ ڈاکٹر کوہلی جی کے نزدیک تو بابا بدھی چند نے گورو جی کے اس بیاہ کی ساکھی سوڈھی ہرجی سے لی ہے۔ اور سردار شمشیر سنگھ جی کا خیال ہے کہ سوڈھی ہرجی نے اسے بابا بدھی چند کی ساکھی سے نقل کیا ہے اور سردار کرم سنگھ جی کے بقول یہ ساکھی ہندالیوں نے گورو گوبند سنگھ جی کے آخری دور میں اپنی جنم ساکھی میں داخل کی ہے۔ بابا بدھی چند سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ سوڈھی ہرجی نے اسے بدھی چند سے لیا اور نہ بدھی چند نے سوڈھی ہرجی سے۔

ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ یہاں جنم ساکھی بھائی بالا قلمی سے شیخ مالو اور گورو نانک جی کی بات چیت نقل کر دی جائے۔ چنانچہ مرقوم ہے:۔

"اگے ساکھی مالو ترکھان نال ہوئی۔ اوہ بھی پڑھیا بہت آہا۔ تاں اوس بھی سنیا جو نانک پتا ہندو ہے۔ پر اوس اپنے گھر مسلمان دی بیٹی رکھی ہیں تاں پہنچ کر آیا۔ اگے گورو نانک جی اتے بالا دوئے اجتبا اتے بوڑا چا لے بیٹھے آہے۔ اتے شیخ مالو تاؤ نال آیا۔ جاں اندر آئے وڑیا تاں گورو نانک جی کہیا آؤ شیخ مالو۔ خدائی۔ تاں شیخ مالو کہیا سن پتا سچ کہہ توں ہندو ہیں تے جو مسلمان دی بیٹی اپنے تعلق کر رکھی ہے۔ توں تینوں شرع۔ پاتشاہ۔ قاضی نہیں سجھدا۔ تو سچ کہہ تیں کیا سمجھی ہے۔ تاں گورو نانک جی نوں شبد پراپت ہویا۔" [2]

---

[1]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا قلمی۔ ورق ۳۵۹ ۔ ۳۶۰ ؀

[2]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا قلمی۔ ورق ۳۶۳ ؀

یادرہے جنم ساکھی کے بعد کے نسخوں میں شیخ مالو کی اس ساکھی کو بھی بدل دیا گیا ہے۔ چنانچہ ۱۸۷۱ء کی چھاپہ پتھر والی جنم ساکھی میں یہ ساکھی یوں مذکور ہے :-

"اگّے اک مالو ترکھان بہت پڑھیا سی۔ اوس بھی نانک جی دا نام سُن کے بہت غصّے وچ آیا۔ اتے گوروجی نوں آئیکے آکھیا۔ ہے نانک جی تم نے کیا سمجھی ہے۔ جو کسی کو مانتے نہیں۔ تاں گورو نانک جی شبد بسنت ہیں کہا"۔ ۱

یہ تبدیلی کیوں کی گئی؟ اس سے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کا مقصد سوائے اس کے کچھ بھی نہیں کہ گورو نانک جی کی مسلمانوں کے ہاں شادی کو مشتبہ کیا جا سکے۔ اس تبدیلی سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ مالو ایک عالم فاضل مسلمان تھا۔ جیسے جنم ساکھی میں "بہت پڑھیا سی" بیان کیا گیا ہے۔ وہ گوروجی کا نام سنتے ہی غصہ میں آ گیا۔ حالانکہ نام سنتے ہی غصے میں آنا علم و فضل کے منافی ہے۔ عالم فاضل لوگ محض نام سنتے ہی غصے میں نہیں آیا کرتے مالو کا غصے میں آنا اسی بنا پر تھا کہ اس نے سُنا تھا کہ گورو نانک جی نے ہندو ہونے کی حالت میں ایک مسلمان لڑکی سے بیاہ کیا ہے۔ جب اس نے گوروجی سے بات چیت کی تو اس کی تسلّی ہو گئی۔ اور اس پر یہ واضح ہو گیا کہ گوروجی نے ہندو ہونے کی حالت میں نہیں بلکہ ایک مسلمان ہونے کی صورت میں مسلمان لڑکی سے شادی کی ہے۔ جنم ساکھی میں مرقوم ہے کہ جب شیخ مالو گوروجی سے گفتگو کرنے کے بعد جُدا ہونے لگا تو اُس نے برملا کہا :-

"سب شک ہمارا دُور ہو گیا ہے"۔ ۲

شیخ مالو کو یہی شک تھا کہ گوروجی نے ہندو ہونے کی حالت میں مسلمان لڑکی سے شادی کی ہے جو گوروجی سے بات چیت کرنے کے بعد دُور ہو گیا۔

---

۱ :- جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ ۱۸۷۱ء - چھاپہ پتھر صفحہ ۵۵۴ ؏

۲ :- جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ ۱۸۷۱ء - چھاپہ پتھر صفحہ ۵۵۵ ؏

قلمی جنم ساکھی بھائی بالا کی مندرجہ بالا ساکھی سے واضح ہے کہ شیخ مالو کا اعتراض محض سنی سنائی بات پر مبنی تھا۔ کیونکہ اس نے سُنا تھا کہ گورو نانک ہندو ہے۔ اور اس نے ایک مسلمان عورت اپنے گھر میں رکھی ہوئی ہے۔ اور اس ساکھی کے مطابق گورو نانک جی سے اس نے یہی سوال کیا تھا کہ "سُن پتا سچ بتاؤں ہندو ہیں؟" اور وہ شیخ کوئی جاہل شخص نہ تھا۔ بلکہ جنم ساکھی کے بقول اچھا خاصا لکھا پڑھا آدمی تھا۔ کیونکہ جنم ساکھی میں اس سے متعلق "اوہ بھی پڑھیا بہت آہا" کہا گیا ہے۔ گوروجی نے اس کے سوال پر خود کو ہندو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ ایک شبد بیان کیا جو تھوڑے بہت فرق کیساتھ گورو گرنتھ صاحب کے راگ بسنت محلہ ا کے عنوان پر درج ہے۔ ۱ اگر اس شبد کو غور سے پڑھا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ گوروجی نے دراصل اس میں دو دوروں کا ذکر کیا ہے۔ جن کا تعلق بھارت سے ہے۔ پہلے دور میں گوروجی نے ویدک زمانہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور دوسرے میں اسلامی زمانہ کا ذکر کیا ہے۔ اس طرح گوروجی نے اپنے رنگ میں اپنے اسلام کا ہی اعلان کیا ہے۔ گوروجی اس شبد میں فرماتے ہیں :-

آدپورکھ کو اللہ کہیئے شیخاں آئی واری ؏ دیوی دیوتیاں کر لاگا ایسی کیرت چالی

کوزہ بانگ نواز مصلےٰ نیل روپ بنواری ؏ ایکسیاں سبھناں جیاں بولی اور تمہاری

جے توں میر مہیپت صاحب ہے ... قدرت کون ہماری ؏ چارے کونٹ سلام کریں گے گھر گھر صفت تمہاری

رام رحیم ایک خدائے ہر دم سد اختیارا ؏ کہہ نانک ہوں ... اک بندہ سر یہ بار اتاری ۲

---

۱ :- سکھ ودوانوں کو بھی مسلّم ہے کہ گورو نانک جی نے یہ شبد ماتا منجھوت سے متعلق کیئے گئے اعتراضوں کے جواب میں فرمایا تھا۔ جیسا کہ گورو گرنتھ صاحب کے قلمی نسخوں کے مشہور و معروف محقق سردار جی۔ بی سنگھ ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر جنرل (آنجہانی) نے اس شبد سے متعلق یہ نوٹ دیا ہے :-

"یہ شبد گوروجی نے ماتا منجھوت سے متعلق کئے گئے اعتراضوں کے جواب میں بیان کیا ہے"۔ (پراچین بیڑاں صفحہ ۲۲۳)

۲ :- پراچین بیڑاں صفحہ ۲۲۴ اور جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ صفحہ ۲۴۱، گورو گرنتھ صاحب بسنت محلہ ا صفحہ ۱۱۹۱ ؏

یعنی۔ گوروجی نے اپنے اس شبد میں یہ فرمایا ہے کہ آدپورکھ کو جو الاول ہے اب اللہ تعالیٰ کہا جا رہا ہے۔ کیونکہ اب شیخوں (یعنی مسلمانوں) کی باری آگئی ہے اور رہنوؤں کا دور ختم ہو گیا ہے۔ دیو مندروں پر ٹیکس لگ گیا ہے۔ اب ان کی جگہ کوزہ (وضو کرنے کے لئے لوٹے) اذان۔ نماز اور مصلٰے نے لے لی ہے اور یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بھی نیلے رنگ روپ میں ہی نظر آرہا ہے۔ (مسلمان ان دنوں عام طور پر نیلے رنگ کے کپڑے پہنا کرتے تھے)۔ نیز گھر گھر میں اب "میاں" کہا جا رہا ہے۔ اور اب زبان بھی اور ہی رائج ہو گئی ہے یعنی ہندی اور سنسکرت کی جگہ عربی اور فارسی نے لے لی ہے۔ اے ہمارے خالق اور مالک اگر تو نے اس ملک حکومت میر (بابر) کو سونپ دی ہے[1] تو اس میں روک پیدا کرنے والے ہم کون ہیں۔ اب تو چاروں کونٹ میں سلام کی آواز ہی بلند ہو گی۔ گھر گھر میں تیرا ذکر ہو گا۔ رام اور رحیم خدائے واحد کے ہی دو نام ہیں۔ میں تو ہر دم اسی کا ذکر کرتا ہوں۔ گورو نانک جی کہتے ہیں کہ میں اسی کا بندہ ہوں۔ اور وہی کنارے لگانے والا ہے۔

الغرض اس شبد پر غور کیا جائے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ گوروجی نے اس شبد میں یہی فرمایا ہے کہ اب بھارت میں اسلامی دور ہے۔ اور کوزہ سے وضو کر کے اذانیں دینے اور مصلٰے پر کھڑے ہو کر نمازیں پڑھنے کا رواج ہے۔ اور نیلے کپڑے پہنے جاتے ہیں۔ کرشن جی بھی اگر اس زمانہ میں موجود ہوتے تو وہ بھی اسلامی طریق پر یہی عبادات بجالاتے۔ چنانچہ گوروجی فرماتے ہیں:۔

---

[1]:۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی طرف سے شائع شدہ مترجم گورو گرنتھ صاحب میں اس بارہ میں یہ مرقوم ہے:۔

"جے کرتوں ہے سوامی۔ میر بابر نوں دھرتی دا راجہ بناؤ نا چاہندا ہیں۔ تاں میری کی ستیا ہے کہ میں عذر کروں" (ترجمہ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۳۹۲۶)

"کوزہ بانگ نماز مصلٰے نیل روپ بنواری"[1]

ادھر بھائی گورداس جی نے گورو نانک جی سے متعلق فرمایا ہے:۔

"عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلٰے دھاری"[2]

یعنی گورو نانک جی نے ہاتھ میں عصا لیا۔ بغل میں قرآن شریف رکھا۔ اور کوزہ بھی اپنے پاس رکھا اور اذانیں بھی دیں اور مصلٰے پر کھڑے ہو کر نمازیں بھی ادا کیں بھائی گورداس جی کے اس ارشاد کے پیش نظر کوی راج نارائن سنگھ جی نے لکھا ہے:۔

پڑھی ہے نماز نالے گوردہے بانگ دتی مکے جدوں گئے نیلے کپڑے لگائے نے
کئے بغداد بانگ دتی تے نماز پڑھی اُمت محمدؐ دی نانک بنائے نے[3]

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ گورو نانک جی اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی طریق پر عبادات بجالاتے تھے۔ اور قدیمی جنم ساکھیوں کے بقول گوروجی مکہ میں برس دن رہے۔ اور امام الصلوٰۃ بن کر نمازیں پڑھاتے رہے[4] ہم گوروجی سے تو یہ توقع نہیں رکھتے کہ انہوں نے مکہ معظمہ میں منافقت سے کام لیا ہو حقیقت یہی ہے کہ وہ اسلام دل سے قبول کر چکے تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے مکہ معظمہ میں اپنے قیام کے دوران امام الصلوٰۃ بن کر نمازیں پڑھائیں۔ اور سکھ ودوانوں کے بقول گوروجی نے اپنے عربی کلام میں یہ بھی فرمایا:۔

وطغاۃ ہندستان یدعونی لھم ∴ شکرا اللہ العرش انی مؤمنا[5]

یعنی۔ ہندوستان کے سرکش لوگ مجھے اپنے دین کی طرف بلا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں مومن مسلمان ہوں۔ ان کے دین کی طرف مائل نہیں ہوں۔ اسلام میں مومن کا درجہ عام مسلمانوں سے بلند و بالا ہے۔ مومن اس مسلمان کو کہا جاتا ہے جو شریعت کے جملہ احکامات پر صدق دل سے عمل کرنے میں کوشاں ہو۔ گوروجی نے اپنے اس شعر میں اپنے اسلام کا علی الاعلان اظہار کر دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ

---

[1]:۔ گورو گرنتھ صاحب راگ بسنت محلہ ۱ صفحہ ۱۱۹۱ ∴ [2]:۔ واراں بھائی گورداس۔ وار پہلی پوڑی ۳۲ ∴
[3]:۔ گوربانی گورو تا صفحہ ۵ ∴ [4]:۔ آدساکھیاں صفحہ ۱۳۱ جنم ساکھی گورو نانک دیوجی صفحہ ۱۰۱ ∴ [5]: جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۳۰۴، صفحہ ۳۰۵ کے درمیانی پلیٹ نمبر ۷۱ ∴

مسلمان بھی گورو جی کو سچا مسلمان ہی سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے ایک مسلمان حیات خاں نامی مسلمان انہیں اپنی لڑکی بی بی خانم کا رشتہ دینے کے لئے آمادہ ہوگیا۔ جس پر شیخ مالو معترض ہؤا۔ اور جب اس نے اس بارہ میں گورو جی سے بات چیت کی تو جنم ساکھی کے بقول اس کا تمام شک و شبہ دُور ہوگیا۔ اور اس کی تسلی ہوگئی تھی کہ گورو جی سچے مسلمان ہیں۔ مگر چونکہ سکھ ودوان گورو نانک جی کو مسلمان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اس لئے انہوں نے گورو جی کی اس شادی سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ حیات خاں منجھ کی دختر بی بی خانم کی شادی سے انکار کئے بغیر گورو جی کا غیر مسلم ہونا ثابت نہیں کر سکتے تھے۔ اور وہ چاہتے تھے کہ گورو جی کا اسلام ثابت نہ ہو۔ اس لئے انہوں نے اس شادی کے واقعہ کو جھوٹا قرار دینے کے لئے ساکھیوں میں تحریف مان لی۔ اور اسے بدھی چند کے سر تھوپ دیا۔ اور یہ سوچنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی کہ بھائی بالا یا بھائی پیڑا کی طرف منسوب شدہ جنم ساکھی میں یہ واقعہ بدھی چند کے پہلے سے درج شدہ ہے۔ اور جتنے بھی جنم ساکھی بھائی بالا کے قدیمی قلمی نسخے اس وقت دستیاب ہیں اور وہ مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ ان سب میں یہ واقعہ درج ہے۔ بدھی چند کو یہ قوت اور قدرت کیسے حاصل ہوگئی تھی کہ ہر جنم ساکھی کے نسخہ میں جا کر تحریف کر دے۔ اور کسی کو کان و کان خبر نہ ہو۔ کیا بدھی چند کو علم غیب حاصل تھا۔ اور اسے معلوم ہوگیا تھا کہ قلمی جنم ساکھیوں کے اتنے نسخے ملک میں فلاں فلاں جگہ اور فلاں فلاں کے پاس موجود ہیں۔ جب تک ان سب میں تحریف نہ کر لوں۔ میرے مسلمان عورت کو اغوا کرنے کی واردات کا جواز ثابت نہ ہوگا۔ اور پھر بدھی چند کتنا بے وقوف تھا کہ اپنے اغوا کو جائز ثابت کرنے کے لئے گورو جی کی مسلمان خاتون سے شادی کا واقعہ پیش کر کے گورو جی کے جواب سے اس کا مسلمان ثابت کر دیا۔ اور وہ شبد بھی لکھدیا جو ابھی ہم نے پیش کیا ہے۔ اور جس سے شیخ مالو کی تسلّی اور تشفی ہوگئی تھی کہ بابا جی مسلمان ہیں۔ اور انہوں نے مسلمان ہونے کی حالت میں ایک

مسلمان خاتون سے باقاعدہ شادی کی ہے۔ کوئی سلیم العقل اور دانشور انسان یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ یہ تحریف بدھی چند نے کی ہے۔ اگر اس تحریف کو بدھی چند کی تسلیم کر لیا جائے اور فرض کر لیا جائے کہ اسے جنم ساکھی کے جملہ نسخوں کا علم تھا اور اس نے اپنے ہاتھ سے یہ تحریف کی تو سکھوں کی عقل یہ کس طرح مان سکتی ہے کہ بدھی چند اپنے اغوا کی واردات کا جواز ثابت کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس سے تو یہ امر واضح ہے کہ ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک مسلمان سے ہونے کا جواز ہے۔ نہ کہ ایک ہندو سے ایک مسلمان لڑکی کا۔ جب بدھی چند خود مسلمان نہیں تھا تو اس واقعہ سے اس کے فعل کا جواز کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ ہمارے سکھ دوستوں کو سوچ سمجھ اور تدبّر سے کام لینا چاہیئے۔ دُنیا میں عقلمند بھی بستے ہیں۔

سکھ کتب سے یہ امر واضح ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی نے فرما دیا ہوا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان عورت سے شادی کر لے اس کے مسلمان ہونے میں کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں[1]۔ اسی بنا پر انہوں نے گورو جی کے اس بیاہ سے انکار کر دیا اور اس سے متعلقہ ساکھی کو فرضی قرار دیدیا۔

چنانچہ سردار سرندر سنگھ کوہلی نے جنم ساکھی بھائی بالا کو ایڈیٹ کرتے وقت جہاں جہاں اس شادی کا تذکرہ تھا وہ سب نکال دیا ہے۔ کیونکہ کوہلی جی کے ذاتی خیال کے مطابق یہ ساکھی گورو نانک جی کے نام کو بدنام کرنے والی ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے:۔

"اس جنم ساکھی میں مذکورہ منجھوت کی ساکھی گورو نانک دیو جی کی نیک شخصیت کو داغدار بنانے کے لئے لکھی گئی معلوم ہوتی ہے۔"[2]

کوہلی جی نے اپنی ایڈٹ کردہ جنم ساکھی سے اس ساکھی کو نکال تو دیا ہے۔ مگر

---

[1]:۔ گور پرتاپ سورج رت ۵۔ انسو ۲۰۔ سو ساکھی۔ ساکھی نمبر ۷۰۔ پوراتن اتہاسک جیونیاں ص۱۰۱۔ خالصہ دھرم شاستر ص۲۳۵۔ تواریخ گورو خالصہ ص۱۲۲۶۔ خالصہ ص۶۱ وغیرہ ؛

[2]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ ص۴۲ ؛

ساتھ ہی یہ نوٹ بھی دے دیئے ہیں :-

(۱) حیات خاں منجھ سنے قبیلے آیا آہا ..... یہاں آگے گورو نانک دیو کی عظیم شخصیت کو داغدار کرنے والی اور اخلاق سے گری ہوئی ایک ساکھی درج ہے۔ جسے شائع کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا "[1]

(۲) اس جگہ سمت ۱۸۵۷ بکرمی اور سمت ۱۸۱۵ بکرمی والی قلمی جنم ساکھیوں میں منجھوت کو بکھو کے لانے کا ذکر ملتا ہے لیکن اسے شائع کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ اس ساکھی میں بے بے نانکی کے بارہ میں بھی بتایا گیا ہے کہ ان کی وفات اس (شادی) سے قبل ہو چکی تھی "[2]

(۳) "یہاں کچھ سطریں ایسی ہیں جن میں پھر منجھوت کا ذکر ہے۔ وہ یہاں سے کاٹ دی گئی ہیں "[3]

(۴) اس ساکھی میں منجھوت کا ذکر آتا ہے۔ جو چھوڑ دیا گیا ہے "[4]

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ ڈاکٹر کوہلی جی نے اس ساکھی کو جنم ساکھی سے نکالنے کی سب سے بڑی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ ساکھی گورو جی کے نام کو بدنام کرنیوالی ہے۔ ہمارے سکھ دوست بغیر سوچے سمجھے محض گورو نانک جی کو غیر مسلم ظاہر کرنے کی بناپر گورو جی کی مسلمانوں کے ہاں شادی کے واقعہ کو غلط قرار دینا چاہتے ہیں۔ اور اسے گورو جی کے نام پر کلنک کا ٹیکہ لگانے والی ساکھی قرار دے کر اپنی کتب سے نکالنے میں کوشاں ہیں۔ یہ ان کا سراسر غلط اقدام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گورو جی نے اسلام قبول کرنے کے بعد دوسری شادی کی تھی۔ اور جنم ساکھی بھائی بالا کے قلمی نسخوں کے بقول اس شادی کو محض ایک بیاہ ہی نہیں سمجھا تھا۔ بلکہ عنایت الٰہی جانا تھا۔ گورو جی کا اپنے آبائی ہندو مذہب کو ترک کر دینا تو ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے

---

[1] :- جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ صفحہ ۲۷۵ حاشیہ۔

[2] :- جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ صفحہ ۲۸۸ حاشیہ۔

[3] :- جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ صفحہ ۲۹ حاشیہ۔

[4] :- جنم ساکھی بھائی بالا۔ شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ صفحہ ۲۹۷ حاشیہ۔

کسی بھی سکھ ودوان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ سب کے سب اس امر پر متفق ہیں۔ کہ گورو جی جس ہندو قوم میں پیدا ہوئے تھے۔ اس کے ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک مذہبی رسم کا آپ نے دھڑلے سے ردّ کیا۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کو ہم احمدی بھی درست تسلیم کرتے ہیں۔ گورو جی نے اپنا آبائی مذہب ترک کرنے کے بعد کس دین اور مسلک کو اختیار کیا تھا۔ اس بات میں سکھ ودوانوں کا ہم سے اختلاف ہے۔ ہم گورو نانک جی کو سچا مسلمان سمجھتے ہیں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی تعریف بیان فرماتے ہوئے دو باتوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جو ہماری طرح قبلہ رُخ ہو کر اسلامی طریق پر نماز ادا کرے۔ دوسرے ہمارا کھانا کھالے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں :-

مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَلَا تُخْفِرُوْا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ -[1]

یعنی۔ جو شخص ہماری طرح ہمارے قبلہ کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی امان ہے۔ پس اللہ کی امان کے متعلق عہد کو مت توڑو۔

گورو نانک جی کے سوانحی حالات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ان دونوں باتوں کے پابند تھے۔ آپ نے اسلامی نمازیں بھی پڑھیں اور مسلمانوں کا پکا ہؤا کھانا بھی کھایا۔ چنانچہ مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس جی نے گورو نانک جی کا مکہ شریف جانا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے :-

بابا پھیر مکے گیا نیل بستر دھارے بنواری ؛ عطے ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلے دھاری[2]

---

[1] :- (بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلۃ مصری جلد ا صفحہ ۵۶)

[2] :- وار ایکم پوڑی ۳۲ ؛

یعنی۔ گورو نانک جی نے نیلے رنگ کے کپڑے پہن کر عصا ہاتھ میں لیا اور الکتاب بغل میں رکھی۔ اور وضو کرنے کے لئے لوٹا اور نماز پڑھنے کے لئے مصلّٰے اپنے ساتھ لیا اور اذانیں دیتے ہوئے مکہ معظمہ کی طرف چل دیئے۔

مسٹر میکالف نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے :۔

"جب کبھی موقعہ آیا۔ گورو نانک جی نے عرب کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ماننے والے پکے مسلمانوں کی طرح بانگ بھی دی۔" [1]

بھائی گورداس جی نے گوروجی کا بغداد جاکر مؤثر انداز میں بانگ دینا بھی بیان کیا ہے۔ [2]

ایک سکھ ودوان سردار رنجیت سنگھ کھڑگ نے گوروجی کی اس اذان سے متعلق یہ بیان کیا ہے :۔

"گوروجی نے لوٹے سے پانی لے کر وضو کیا تھا۔ اور بانگ دی تھی۔ "اللہ اکبر" یہ اذان امرت کے وقت (علی الصبح) کے سناٹے میں بغداد کے گلی کوچوں کی دیواروں سے ٹکرائی اور کونے کونے میں پھیل گئی۔" [3]

سچ ہے۔ دل سے جو بات نکلتی ہے۔ اثر رکھتی ہے۔ گورو نانک جی کے دل سے نکلی۔ اس مؤثر اذان نے بغداد کے لوگوں کو محوِ حیرت کر دیا۔ وہ حیران ہو گئے کہ ایک عجمی نے ایسی پُر اثر اذان دی ہے جنم ساکھی میں گوروجی کی اس اذان کو یوں بیان کیا گیا ہے :۔

کن اُنگلیاں پائے تب نانک دتی بانگ ؛ جتنی امت جمع سی سُن ہوئی سنکر چانگ [4]

اذان میں اسلام کی بنیادی باتوں توحید باری تعالیٰ اور رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار موجود ہے۔ جو بھی اذان دے اس کے مسلمان ہونے سے متعلق کسی بھی شخص کو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی منافق محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایسا کرتا ہے تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ہم اسے مسلمان ہی تسلیم

---

[1] :۔ میکالف اتہاس حصہ اوّل ص۱۲۷ ؛ [2] :۔ ملاحظہ ہو وار پہلی پوڑی ۳۵ ؛

[3] :۔ سیس گنج دہلی جولائی ۱۹۷۰ء ؛ [4] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۰۳ ؛

کریں گے۔ نیز یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ ایک منافق کی اذان اور مومن کی اذان میں فرق ضرور ہوتا ہے۔ منافق کی اذان پُر اثر اور پُر درد نہیں ہو سکتی جبکہ ایک مومن کی اذان دلوں کو گرما دیتی ہے۔

گورو نانک جی کا نماز پڑھنا بھی سکھ کتب سے واضح ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں نماز سے متعلق آپ نے یہ فرمایا ہے :۔

آکھن سننا پون کی بانی ایہہ من رتا مایا ؛ خصم کی ندر دلہے پسندے جنی کر ایک دھیایا
تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی ناؤں شیطان مت کٹ جائی ؛ نانک آکھے راہ پر چلنا مال دھن کت کو سنجیائی [1]

سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ گوروجی کے اس ارشاد میں "پنج" سے مراد پانچ نمازیں اور تیہہ سے مراد تیس ۳۰ روزے ہیں۔ [2]

گورو نانک جی کے اس شبد کے معنے گورو گرنتھ صاحب کے اُردو ترجمہ میں یوں کئے گئے ہیں :۔

"وہی لوگ سچے صاحب کے منظورِ نظر ہیں۔ اور وہی اس کے مقبول ہیں جو اس واحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں۔ تیس روزے رکھتے ہیں اور پانچ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اس نسبت سے شیطانی وساوس سے اللہ محفوظ رکھے۔ نانک صاحب فرماتے ہیں کہ ہم راہ چلتے مسافر ہیں۔ ہم ایک کام کے لئے یہاں ٹھہر سکتے ہیں۔ ہم کو کب فرصت ہے کہ اپنے اعمال یا مال کا حساب سمجھ سکیں۔" [3]

سوڈھی مہربان جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے :۔

"گورو نانک صاحب نے فرمایا کہ پانچ وقت نماز ادا کرتا ہے۔ سو یہ اس کے گواہ ہیں۔ یہ تیس ۳۰ روزے اس کے محافظ ہیں۔ پانچ وقت نماز کے ساتھ اگر ثابت قدم رہے اور تیس ۳۰ روزے رکھے تو اس کا عمل ثابت رہے۔ تو اس کی

---

[1] :۔ سری راگ محلہ ۱ ص۲۴ ؛ [2] :۔ مہان کوش ص۲۳۶۹ ۔ شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب ص۲۴ ، گورو گرنتھ صاحب مترجم پنڈت نارائن سنگھ ص۱۷ مترجم گیانی بشن سنگھ ص۱۲۷ ، پنڈت تارا سنگھ نروتم ص۴۲ ، بانی پرکاش ص۲۶ ، گورو گرنتھ صاحب مترجم شائع کردہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی ص۸۱ ، گورو گرنتھ کوش ص۲۶۸ ، گورو نانک درشن ص۲۴ ؛ [3] :۔ دستور المعاد ص۴۳ ؛

جڑھ شیطان کاٹ نہ سکے گا۔ اگر ان پر یہ شاکر رہے گا۔ خدا تعالیٰ کے راہ کی یہ ابتداء ہے "[1]

گورو نانک جی نماز کو اتنا ضروری خیال کرتے تھے کہ انہوں نے تارک الصلوٰۃ پر لعنت ڈالی ہے۔

ل لعنت برسے تہاں جو ترک نماز کریں — کچھ تھوڑا ابہتا کھٹیا اپنا آپ ونجین [2]

ایک اور مقام پر گورو نانک جی نے تارک الصلوٰۃ لوگوں کے ذکر میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

حضرت جو فرمایا فتویٰ امنجھ کتاب — بے نمازاں تے سگ بھلے جو راتیں رہن جاگ
دتی بانگ نہ جاگنی ستے رہن نبھاگ — سنت فرض نہ منی نہ منی امر کتاب
دوزخ اندر ساڑین جیوں سیخیں چاڑھ کباب [3]

یاد رہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں بھی تارک الصلوٰۃ کو "کتا" قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے :۔

فریدا بے نماز اکتیا ایہہ نہ بھلی ریت — کبھی چل نہ آیا پنجے وقت مسیت
اُٹھ فریدا وضو ساج صبح نماز گذار — جو سر سائیں نہ نویں سر کپ اتار [4]

ایک وِدوان نے اس بارہ میں بیان کیا ہے :۔

"ان شلوکوں میں فرید جی نے لکھا ہے کہ جو آدمی مسجد میں جا کر وضو کر کے نماز نہیں پڑھتا "کتا" ہے "[5]

یعنی :۔

"بابا فرید جی کا ارشاد ایک نیت راس اور نیک پاک اللہ کی بندگی والے مہاں پورکھ کی نماز سے متعلق ہونے کی وجہ سے گورمت میں پڑان

---

[1] :۔ جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان ص۱۸۱ ؛ [2] :۔ ولایت والی جنم ساکھی ص۲۴۵، جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۲۶ ؛ [3] :۔ جنم ساکھی ولایت والی ص۲۵۔ رسالہ پنجابی ساہت اپریل ۱۹۴۲ء
[4] :۔ گورو گرنتھ صاحب شلوک فرید ص۱۳۸۳ ؛ [5] :۔ سچی کھوج حصہ ۴ ص۵۵ ؛

ہیں۔ اس کا ثبوت ان کا سری گورو ارجن کی طرف سے گورو گرنتھ صاحب میں درج کیا جانا ہے "[1]

اس بارہ میں یہ بھی مرقوم ہے :۔

"اگر گورو گرنتھ صاحب میں درج تمام بانی قابل قبول ہے تو پھر سکھوں کو مسجد میں جا کر نماز پڑھنا چاہیئے۔ اس کا جواب گیانی گوربچن سنگھ نے یہ دیا کہ یہ مسلمانوں کے لئے (حکم) ہے۔ تو راقم الحروف نے کہا کہ گیانی جی یہ عجیب بات ہے کہ یہ مسلمانوں کے لئے ہے۔ کیا جو نسخہ دوسروں کا بخار اتار سکتا ہے وہ ڈاکٹر کا نہیں اتار سکتا۔ پس اگر یہ مسلمانوں کے لئے کہا ہے تو یہ بھی تو نہیں کہا کہ سکھ یہ کام نہ کریں "[2]

سکھ کتب سے یہ امر واضح ہے کہ گورو نانک جی خود بھی نماز کے پابند تھے اور وضو کر کے قبلہ رُخ ہو کر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں جنم ساکھی بھائی بالا میں گورو نانک جی کا وضو کر کے قبلہ رُخ کھڑا ہونا یوں مرقوم ہے :۔

"بابا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اُٹھ کر وضو کرنے لگا۔ اتے قبلے ول کھڑا ہو یا "[3]

ایک سکھ وِدوان نے گورو نانک جی کا نمازیں پڑھنا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے :۔

"ست گورو نانک جی نے بھرموں سے نکالنے کے لئے جنم لیا ....
آپ مکہ۔ مدینہ۔ مصر۔ چین اور کابل بھی گئے اور مسلمانوں سے مل کر نمازیں پڑھ کر صرف سچائی کا پرچار کیا "[4]

بعض لوگ سلطان پور میں پیش آمدہ واقعہ پیش کر کے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ گورو جی اسلامی نماز کے قائل نہ تھے۔ اگر اس واقعہ کو من وعن درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ گورو جی اسلامی نماز کے مخالف

---

[1] :۔ رسالہ جیون پریتی جینڈی گرڈھ فروری ۱۹۷۵ء ؛ [2] :۔ سچی کھوج حصہ چہارم ص۵۵ ؛
[3] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۳۲ ؛ [4] :۔ اکالی ۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۸ء ؛

تھے۔ اس واقعہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ لوگوں نے گورو جی کو ایک مسلمان تصوّر کر کے ہی اپنے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے کو کہا تھا۔ آج تک ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی کہ کسی غیر مسلم کو لوگوں نے نماز پڑھنے کے لئے کہا ہو۔ نماز میں بعض ضروری آیات اور دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور سورۃ فاتحہ تو ایسی ہے جس کے بغیر یہ "لا صلوٰۃ الا بسورۃ الفاتحہ" یعنی سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے یہ ظاہر ہے کہ سلطان پور کے لوگوں کو اس کا پتہ تھا کہ گورو نانک جی نماز پڑھنا جانتے ہیں۔ ورنہ غیر مسلم جس کو نماز آتی ہی نہیں اسے کوئی بھی نماز پڑھنے کے لئے نہیں کہتا اور نہ کہہ سکتا ہے۔ پھر دانشوروں کو مسلم ہے کہ جب نصف نماز پڑھی گئی تو گورو جی کو بذریعہ کشف علم ہو گیا کہ نماز پڑھانے والے قاضی کی توجہ نماز میں نہیں۔ اور اس کا دل بھی حاضر نہیں۔ گورو جی نماز چھوڑ کر الگ ہو گئے۔

اِس واقعہ کو مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی نے یوں بیان کیا ہے:۔

ستادہ ہوئے جبکہ نصفِ نماز کیا قلب نواب کا کشفِ راز [1]

پس اگر گورو جی سرے سے نماز کے مخالف تھے تو انہیں مسجد میں جانے اور نماز میں شامل ہونے کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ وہ صاف گوئی سے کہہ سکتے تھے کہ میں نماز کا قائل ہی نہیں۔ اس لئے مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس اس سے یہی واضح ہے کہ سلطان پور کے واقعہ میں نماز کا ردّ نہیں بلکہ ریاکاری کا ردّ ہے۔ اور ریاکاری سے تو جپ جی کا پاٹھ اور گورو گرنتھ صاحب کے اکھنڈ پاٹھ بھی بے فائدہ ہی ہوں گے۔ اور یہ ایسی بات ہے۔ جو خود سکھ ودوانوں کو بھی مسلّم ہے کہ ریاکاری سے کئے گئے گورو گرنتھ صاحب کے اکھنڈ پاٹھ کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ [2]

پس گورو جی نے ریاکاری کا ردّ کیا ہے۔ اور اسے حقیقت کا ردّ نہیں کہا

---

[1] :۔ تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴ ‏؛ [2] :۔ گوربانی پاٹھ وچار صفحہ ۲۷، صفحہ ۲۹۔ گورو نانک چمتکار صفحہ ۹۲۴ و رسالہ جیون پریتی۔ پنڈی گرڈھ فروری ۱۹۷۵ء ‏؛

جا سکتا۔ سلطان پور کے واقعہ سے ظاہر نہیں ہوتا کہ گورو جی مطلق نماز کے مخالف تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی کے بقول ایسا ہرگز نہ کہتے کہ:۔

"نماز میں کوئی نقص نہیں۔ خدا تعالیٰ کی سچّی یاد میں نماز پڑھتے تو وہ ضرور منظور ہوتی۔ لیکن نمازی کی زبان تو نماز پڑھ رہی تھی اور توجہ دوسری طرف تھی" [1]

اس سلسلہ میں تو ایک صاحب نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ گورو جی نے نماز ادا کی تھی۔ اور ان لوگوں سے یہ اقرار کروا لئے تھے کہ نماز کے وقت ان کے دل حاضر نہ تھے۔ وہ ادھر اُدھر بھٹک رہے تھے۔ جیسا کہ مرقوم ہے:۔

"کیا یہ حیرانی کی بات نہیں کہ لودھی سلطان دولت خاں لودھی اور اس کے قاضی کو گورو نانک مُنہ پر کہے کہ تم مسلمان نہیں۔ اور جو کچھ کرتے ہو وہ اسلام کے خلاف ہے۔ اور خود یہ دعویٰ کرے کہ مَیں اصلی اور سچّے اسلام کا پابند ہُوں۔ اور ان کے یہ کہنے پر کہ اگر تم مسلمان ہو تو ہمارے ساتھ نماز پڑھو۔ گورو نانک نے نماز پڑھی اور ان سے یہ اقبال کروائے کہ در اصل وہ نماز نہیں پڑھ رہے تھے۔ بلکہ اپنی خود غرضیوں میں مبتلا تھے۔ اور اسلام کی ہدایات پر عمل پیرا نہ تھے۔" [2]

الغرض گورو نانک جی کا نماز پڑھنا سکھ مؤرخین کو بھی مسلّم ہے اور انہوں نے صاف الفاظ میں گورو جی کا نماز پڑھنا بیان کیا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ڈاکٹر پیار سنگھ جی نے "آد ساکھیاں" کے نام پر ایک کتاب شائع کی ہے۔ یہ کتاب مشرقی پنجاب کی تین یونیورسٹیوں۔ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ۔ پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ اور گورو نانک یونیورسٹی امرت سر میں ایم۔ اے پنجابی کے نصاب میں مقرر ہے۔ اس میں مرقوم ہے کہ گورو نانک جی نے مکہ معظمہ میں برس دن قیام کیا تھا۔ اور وہاں پر آپ ایک مسجد میں امام الصلوٰۃ بن کر لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہے تھے۔ جیسا کہ مرقوم ہے:۔

---

[1] :۔ جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۸۴ ‏؛ [2] :۔ ہفت روزہ شیر پنجاب، ۷ نومبر ۱۹۳۸ء

"پھیر اونہاں فقیراں مکّے کے جو لوگ تھے۔ تنہاں نوں پچھیا جو بھائی لوگہو ایہہ فقیر ایتھے کدو کتنا کو ہے۔ تب اونہاں لوکاں آکھیا۔ ایس فقیر کو ایہاں (آئے) برس دن ہوّا ہے ...... اونہاں لوکاں کو جے مکّے کے لوک تھے۔ تنہاں کہیا ایہہ ہندو ناہیں۔ ایہہ دانشمند ہے۔ نواز پوش (نماز کا پابند) ہے۔ ایہاں جتنے لوگ ہیں۔ سب اسی کے پیچھے نماز کرتے ہیں۔ سبھناں کے آگے ایہی نماز کرتا ہے..... تد اونہوں کہیا ایہہ مسلمان ہے۔ تب ایسی پہنچ ہے..... برس دن بابا مکّے رہیا" [۱]

ڈاکٹر پیار سنگھ جی نے ایک اور کتاب "جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی" سے نام پر شائع کی ہے۔ اس کتاب کی اصل کاپی جس سے اسے نقل کیا گیا۔ انڈیا آفس لنڈن کی لائبریری میں ہے۔ اور وہاں اس کا نمبر ۴۰ PANJ-B ہے اور ڈاکٹر صاحب نے انڈیا آفس لائبریری اور ریکارڈز کے ڈائریکٹر صاحب کی اجازت سے اس کی اشاعت کی ہے جس کا ذکر انہوں نے اس جنم ساکھی کے ٹائٹیل پر کر دیا ہے۔ اس جنم ساکھی میں بھی گورو نانک جی کا مکہ معظمہ میں برس دن رہنا اور وہاں امام الصلوٰۃ بن کر لوگوں کو نمازیں پڑھانا "آدساکھیاں" سے ملتے جلتے الفاظ میں ہی بیان کیا گیا جیسا کہ مرقوم ہے :۔

"پھیر اوہناں فقیراں مکّے کے جو لوگ تھے۔ اوہناں نوں پچھیا بابے جی کے واسطے۔ کے یارو ایہہ جو فقیر ہے سو کیتے کو دناں کا ایہاں آئے بیٹھا ہے۔ تاں اوتھے دے لوکاں کہیا۔ ایس فقیر کو بیٹھے برس دن ہوّا ہے.......
تاں اوہناں دو کیاں گلاں کر سنائیاں۔ تاں مکے کے جو لوگ تھے۔ تنی کہیا جو ایہہ ہندو ناہیں۔ ایہہ دانشمند ہے۔ نماز پوش ہے۔ ایہاں جتنے لوک ہیں۔ سب اس کے پیچھے نماز کرتے ہیں۔ سبھنوں کے آگے ایہی نماز کرتا ہے۔ تاں اونہاں

---

[۱] :۔ آدساکھیاں صہ ۱۴۱

فقیراں کہیا...... ایہہ مسلمان ہے تو ایسی پہنچ ہے۔ اس کی..... برس دن بابا مکّے رہیا" [۱]

اب کون یہ باور کر سکتا ہے کہ گورو نانک جی نے اپنے قیام مکہ کے دوران محض لوگوں کو دکھانے کے لئے نمازیں پڑھائی تھیں۔ اور منافقت سے کام لیا تھا۔ اور مکہ معظمہ میں رہنے والے لوگ گورو جی کے اس بہروپ کو پہچان نہ سکے تھے۔ اور انہیں ایک مسلمان بزرگ تصوّر کر کے ان کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے تھے۔ ہم تو خواب میں بھی یہ بات تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے کہ گورو نانک ایسا باخدا اور با اخلاق انسان اس قسم کی منافقت کر سکتا ہے۔ اور مسلمان نہ ہوتا ہوا بھی لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے امام الصلوٰۃ بن کر نمازیں پڑھا سکتا ہے۔ اور نہ ہم یہ توقع کر سکتے ہیں۔ سکھ ودوان اور پوربی پنجاب کی یونیورسٹیاں اپنے طالب علموں کو گمراہ کرنے کے لئے ایسی کتابیں نصاب میں شامل کر سکتی ہیں۔ پس ہمارے نزدیک تو اس سے گورو نانک جی کا اسلام واضح ہے۔ کیونکہ ہمارے مقدس رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے :۔

مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا..... فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ

یعنی جس نے ہمارے جیسی نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کیا وہ مسلمان ہے۔

کون سکھ ودوان یہ باور کر سکتا ہے کہ گورو جی نے مکّہ معظمہ میں امام الصلوٰۃ بن کر نمازیں پڑھائیں تو اپنا رُخ قبلہ کی طرف نہیں کیا تھا۔ بلکہ کسی اور طرف کیا تھا۔ اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے لوگ کبھی بھی گورو جی کو مسلمان نہ سمجھتے۔

تاریخ میں تو یہ بھی مرقوم ہے کہ جب گورو نانک جی نے اپنے سفروں کے بعد کرتار پور قیام کیا۔ اور اپنے رہنے کے لئے مکان بنوایا تو اس سے ملحقہ مسجد بھی بنوائی تھی۔ اور مسجد میں نمازیں پڑھانے کے لئے ایک امام بھی مقرر کیا تھا۔ جیسا کہ مرقوم ہے :۔

---

[۱] :۔ جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی صہ ۱۰۳

"سبب کشیدگی و باعث مخاصمہ اہل اسلام ایں بود کہ بابا مشار الیہ متصل مکان مسکونہ مسجد بنا کرد و امام برائے مسجد مقرر نمود۔ و چوں مسلماناں برائے نماز مشغول می شود"۔ ؎۱

نیز جب گورو جی کا وصال ہؤا تو مسلمانوں نے آپ کی آخری یادگار ایک مسجد کی شکل میں ہی تعمیر کی۔ بھائی کیسر سنگھ چھبر نے لکھا ہے۔ کہ انہوں نے اس مسجد کی زیارت بھی کی تھی۔ اور اس مسجد کے کنوئیں پر اشنان بھی کیا تھا۔ ؎۲

اور بھی بعض سکھ مؤرخین نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ مسلمانوں نے گورو جی کی آخری یادگار ایک مسجد کی شکل میں تعمیر کی تھی اور انہیں اپنا ایک بزرگ قرار دیا تھا۔ ؎۳

الغرض:۔

"باوا صاحب کا اسلام ایک ایسے چمکدار ستارہ کی طرح ہے جو کسی طرح چھپ نہیں سکتا"

گورو نانک جی اور مسلمانوں کا کھانا

گورو نانک جی اور اسلام میں عقائد کے اشتراک کے ساتھ ساتھ عملی زندگی کے میدان میں بھی سانجھ موجود ہے۔ اور عملی مسائل میں سب سے پہلے کھانے پینے کا مسئلہ سامنے آتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ گورو نانک جی کھانے پینے کے بارہ میں چھوت چھات نہیں کیا کرتے تھے۔ سکھ ودوانوں کو مسلم ہے کہ گورو نانک جی کی زندگی کا بیشتر حصہ اسلامی ممالک میں گذارا ہے۔ چنانچہ ایک مشہور سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ جی (آنجہانی) نے اس بارہ میں یہ شہادت دی ہے:۔

"سری گورو نانک دیو جی نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ اسلامی ممالک میں ہی بسر کیا ہے"۔ ؎۴

؎۱:۔ عبرت نامہ ص۱۴۱ ؎۲:۔ بنسادلی نامہ چرن دوسرا پدکھ ص۲۲

؎۳:۔ گ[illegible]و نانک شتشک جنم ساکھی بسرام ۱۴ ۔ رسالہ گورمت پرکاش امرتسر مئی ۱۹۶۳ء۔ اتہاسک پتر سیسنچی تین انک پہلا ص۱۶۳ ؎۴:۔ گورو گرنتھ صاحب تے پنتھ ص۷

اب کون دانشور اور دیدہ ور یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے کہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ اسلامی ممالک میں گذارنے والے خدا کے پیارے نانک نے کھانے پینے کے بارہ میں مسلمانوں سے امتیاز برتا ہو۔ اور ان کے ہاتھ کا کھانا نہ کھایا ہو۔ اور ہر قدم پر چھوت چھات کے مسئلہ پر عمل کیا ہو۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان پروفیسر صاحب سنگھ جی نے اس سلسلہ میں کیا خوب بیان کیا ہے:۔

"تیسری اداسی میں عرب۔ ایران۔ افغانستان وغیرہ اسلامی ممالک میں ست گورو جی نے تقریباً تین سال گذارا ہے۔ تین سال کی روٹیاں ہندوستان سے پکا کر ساتھ نہیں لے گئے تھے"۔ ؎۱

ایک اور ودوان کے نزدیک گورو نانک جی نے اسلامی ممالک کے سفروں میں تین سال ہی نہیں۔ بلکہ دس سال گذارے تھے۔ جیسا کہ مشہور و معروف ودوان ڈاکٹر ہری رام جی گپتہ نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے:۔

"گورو نانک دیو جی نے چوتھی اداسی ۱۵۱۷ء سے ۱۵۲۷ء تک مغرب کی طرف اسلامی ممالک کی تھی"۔ ؎۲

قطع نظر اس کے کہ گورو نانک جی اپنے ان سفروں میں تین سال اسلامی ممالک میں رہے یا دس سال۔ اور یہ ان کا تیسرا سفر تھا۔ یا چوتھا۔ اس سے ایک بات واضح ہے کہ گورو جی نے ایک لمبے عرصہ تک خواہ تین سال پر مشتمل تھا۔ خواہ دس سال پر۔ مسلمانوں میں گذارا۔ اور اس لمبے عرصہ میں آپ مسلمانوں کے پکے ہوئے کھانے ہی کھاتے رہے۔ پروفیسر صاحب سنگھ جی کے بقول ہندوستان سے روٹیاں پکا کر ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ پس گورو نانک جی نے کھانے پینے کے بارہ میں مسلمانوں سے کوئی امتیاز نہیں برتا۔ اس کی شہادت مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی کے بقول اورنگ زیب بادشاہ نے بھی دی تھی۔ چنانچہ اس نے گورو ہر رائے جی کو جو چٹھی لکھی تھی۔ اس میں بھی یہ مرقوم تھا کہ گورو نانک جی نے مسلمانوں سے کسی قسم کا کوئی امتیاز

؎۱:۔ دھرم تے سداچار ص۶۱ ؎۲:۔ گورو نانک جیون۔ یگ تے اپدیش ص۵۴

نہیں کیا تھا۔ جیسا کہ گیانی گیان سنگھ جی لکھتے ہیں کہ بادشاہ نے لکھا تھا :-

"نانک شاہ کے گھرانہ کو ہم دوسرے بت پرست ہندو کافروں کے برابر نہیں سمجھتے۔ کیونکہ نانک شاہ سچے فقیر خدا رسیدہ اور صلح کُل تھے۔ انہوں نے مکہ معظمہ کا حج بھی کیا تھا۔ اور بہت سی چلّہ کشی بھی کی تھی۔ اسلامی ممالک میں کئی سال پھر کر مسلمانوں سے محبت پیدا کی اور ان سے ابھید ہوتے رہے تھے۔ انہوں نے دُوئی کو دُور کیا ہُوا تھا۔" [1]

پروفیسر صاحب سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے :-

"گورو (نانک) صاحب نے عام میل جول برت برتاؤ میں نیز کھانے پینے میں ذات پات کا کوئی خیال نہیں رکھا۔ .... اسلامی ملکوں میں گئے اور مسلمانوں کے گھروں سے کھانے کھاتے رہے۔" [2]

گورو نانک جی کا ساتھی بھائی مردانہ کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ گو بعض لوگوں نے بھائی بالا نام کا ایک ہندو بھی گورو جی کا ساتھی ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اکثر سکھ محققین اور مؤرخین بھائی بالا کو ایک فرضی وجود تسلیم کرتے ہیں۔ [3]

گورو گرنتھ صاحب میں بہاگڑے کی وار میں بھائی مردانہ کے نام پر تین شلوک درج ہیں۔ بعض ودوانوں کا خیال ہے کہ یہ شلوک گورو نانک جی نے بھائی مردانہ کے نام پر لکھے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک یہ بھائی مردانہ کے ہی بیان کردہ ہیں۔ ہم اسوقت اس بحث میں نہیں جانا چاہتے کہ ان تینوں شلوکوں کے گورو نانک جی مصنف ہیں یا بھائی مردانہ۔ البتہ یہ ضرور عرض کئے دیتے ہیں کہ جو لوگ بھائی بالا کو گورو نانک جی کا ساتھی تسلیم کرتے ہیں انہیں اس امر پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر گورو جی کے دو ساتھی تھے تو پھر کیا وجہ ہے کہ گورو جی نے اپنے مسلمان ساتھی بھائی مردانہ کے نام پر تین شلوک اچارن کر کے یا بھائی مردانہ کے بیان کردہ تین شلوکوں کو

[1] :- تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۶۳ ۞   [2] :- گورمت درشن صفحہ ۱۱۶ ۞

[3] :- کتک کہ وساکھ صفحہ ۱۷۸، صفحہ ۱۷۹، سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج صفحہ ۵، اجیت جالندھر ۱۱ اگست ۱۹۶۲ء

گوربانی کا درجہ دے کر ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا۔ اور بھائی بالا کو سرے سے ہی نظر انداز کر دیا۔ چاہیئے تھا کہ اگر گورو نانک جی نے بھائی مردانہ کے نام پر شلوک بیان فرمائے تھے۔ تو اپنے دوسرے ساتھی بھائی بالا کے نام پر بھی کوئی شبد یا شلوک بیان کر کے اپنے دونوں ساتھیوں سے یکساں سلوک کرتے۔ یا پانچویں نانک جی بھائی بالا کے نام پر کوئی شبد یا شلوک گورو گرنتھ صاحب میں درج کروا دیتے۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ گورو ارجن جی کے زمانہ تک گورو نانک جی کا ایک ہی ساتھی بھائی مردانہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ بھائی بالا کے گورو جی کا ساتھی ہونے والی روایت مشہور نہیں ہوئی تھی۔ غرض بھائی مردانہ کے وجود سے کسی بھی سکھ ودوان کو انکار نہیں۔ بھائی گورداس جی نے تو صاف الفاظ میں بھائی مردانہ کا ذکر اپنی واروں میں دو مقام پر کیا ہے۔ جیسا کہ ان کا ارشاد ہے :-

(۱) بابا گیا بغداد نوں باہر جائے کیا استھانا
اک بابا اکال روپ دوجا بھائی مردانہ [1]

(۲) بھلا رباب بجائندا مجلس مردانہ میراثی [2]

بھائی مردانہ ایک میراثی مسلمان تھا۔ سکھ کتب سے واضح ہے کہ وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی لکھتے ہیں کہ جب بھائی مردانہ پہلی مرتبہ گورو نانک جی سے ملا تھا۔ تو اس نے اپنے بارہ میں یہ بیان کیا تھا :-

"میں پانچ نمازیں پڑھتا ہوں۔ اور روزے بھی رکھتا ہوں۔ یہی اچھا مسلمان بننے کے لئے رسولؐ کا حکم ہے۔" [3]

سکھ مؤرخین نے بھی بھائی مردانہ کو مسلمان ہی بیان کیا ہے۔ [4] بھائی گورداس جی کا بھائی مردانہ کو میراثی بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مسلمان میراثی تھا۔ اگر وہ

[1] :- وار پہلی پوڑی ۳۵ ۞   [2] :- وار گیارہ پوڑی ۱۳ ۞

[3] :- جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۲۶ ۞   [4] :- تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۲۳، صفحہ ۱۲۴ اچھا پہ پتھر۔ ناداں تے تھاداں دا کوش صفحہ ۲۶، جیہو جگی جنم ساکھی صفحہ ۳۴، سکھوں کے لئے ہندو اچھے ہیں یا مسلمان صفحہ ۵۵، اسلام اور سکھ ازم (انگریزی) صفحہ ۱۲۳، دی ورسٹائل گورو نانک (انگریزی) صفحہ ۱۱۴، گورو نانک بارے سچ دی کھوج صفحہ ۲۴ ۞

اسلام چھوڑ چکا ہوتا تو بھائی گورو اس اسے میراثی کبھی نہ کہتے۔ کیونکہ سکھ بننے کے بعد کسی شخص کی پہلی ذات پات ختم ہو جاتی ہے۔ سکھ کتب سے عیاں ہے کہ گورو نانک جی بھی بھائی مردانہ کو مسلمان ہی تصوّر کرتے تھے[1] سکھ کتب سے یہ بھی واضح ہے کہ جب گورو نانک جی اور بھائی مردانہ مکہ معظمہ گئے تھے۔ تو بھائی مردانہ نے خود کو مسلمان ہی ظاہر کیا تھا۔[2]

گورو نانک جی کے سوانحی حالات پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورو جی نے کسی مرحلہ پر بھی اپنے اس مسلمان ساتھی سے کوئی چھوت چھات نہیں کی۔ اور نہ کوئی امتیاز ہی کیا۔ اس سلسلہ میں پروفیسر صاحب سنگھ جی نے یہ حقیقت بیان کی ہے:-

"جب سلطان پور سے چلے تو اپنے ساتھ بھائی مردانہ وہ منتخب کیا جو ادنیٰ ذات کا سمجھا جاتا تھا۔ اور یہ صرف چلنے پھرنے میں ہی ساتھی نہ تھا۔ برسوں اکٹھے پردیسوں میں رہ کر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ کھانے پینے کے وقت اس ساتھی سے متعلق چھوت چھات کا خیال آجاتا ہو اگر ہر روز روٹی کھاتے وقت مردانہ کو گورو جی اس کی ادنیٰ ذات کا احساس دلاتے رہتے تو وہ اتنے لمبے اور خطرناک سفروں میں ست گورو جی کا ساتھ کبھی نہ نبھا سکتا۔"[3]

الغرض اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ گورو نانک جی نے اپنے مسلمان ساتھی بھائی مردانہ سے سفروں میں کھانے پینے کے معاملات میں کسی قسم کی چھوت چھات نہیں کی۔ اور نہ کوئی امتیاز ہی کیا۔ ورنہ پروفیسر صاحب سنگھ جی کا یہ خیال درست ہے کہ اگر گورو جی بھائی مردانہ سے کوئی نفرت کرتے یا اس کے ہاتھ کا کھانا کھاتے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے اور اسے اس کی ادنیٰ ذات کا احساس دلاتے تو وہ کبھی بھی اپنا گھر بار چھوڑ کر گورو جی کے ساتھ لمبے بکھرے سفروں پر جانے کے لئے تیار نہ ہوتا۔ بلکہ گورو جی کو دور سے ہی سلام کر دیتا۔

---

[1]:- جنم ساکھی بھائی بالا (۱۸۷۱ء والی)، ص۲۵۴ - جیون برتانت گورو نانک جی ہندی ص۷ :

[2]:- جنم ساکھی بھائی بالا (۱۸۷۱ء والی)، ص۲۵۲ - جیون برتانت گورو نانک جی ہندی ص۷ :

سکھ ودوانوں کو مسلّم ہے کہ گورو جی نے کسی بھی مسلمان کو ایسی ترغیب کبھی نہیں دی کہ وہ اسلام کو ترک کر دے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جبہ اتار دے جیسا کہ ایک سکھ ودوان سردار جسونت سنگھ کا بیان ہے:-

"کسی بھی مسلمان کو انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کا نام چھوڑ دے یا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منحرف ہو کر میرا مرید بن جائے۔"[1]

پروفیسر سندر سنگھ جی ایم۔ ایس۔ سی نے لکھا ہے:-

"گورو جی کا طریقہ تعلیم یہ تھا کہ مسلمان کو سمجھاتے وقت وہ پکے مسلمان معلوم ہوتے تھے"[2]

پس اس صورت میں یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ بھائی مردانہ نے اسلام ترک کر دیا تھا۔ اور سکھ بن گیا تھا جیسا کہ بعض سکھ لوگوں کا خیال ہے۔[3]

الغرض یہ حقیقت واضح ہے کہ گورو نانک جی نے مسلمانوں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھایا۔ اور اس میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی۔ اور اپنے مسلمان ساتھی بھائی مردانہ سے بھی اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے کوئی امتیاز نہیں کیا۔ اور نہ کوئی چھوت چھات کی۔ ہمارے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہمارا ذبیحہ کھا لے وہ مسلمان ہے۔ اور اس کے مسلمان ہونے میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔ اس صورت میں جو شخص بھی فخر موجودات۔ سرور کائنات۔ سید المرسلین۔ خاتم النبیین۔ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے لئے نجات دہندہ تصوّر کرتا ہے۔ وہ حضور کے اس فرمان کی روشنی میں گورو نانک جی کو مسلمان سمجھنے پر مجبور ہے۔ اس میں کسی بھی شخص کو غصہ منانے یا ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ پس گورو نانک جی سچے مسلمان اور خدا تعالیٰ کے پیارے بندے تھے۔

اس تعلق میں ایک سکھ ودوان گیانی لال سنگھ جی رقم طراز ہیں:-

"اسلام مذہب کی شریعت کے مطابق کلمہ پڑھ کر ذبح کیا گیا گوشت کھانا اسلام

---

[1]:- رسالہ گورو سندیش یمنانگر نومبر ۱۹۶۸ء : [2]:- مختصر و مکمل تواریخ گورو خالصہ اردو ص۶۳ :

[3]:- چھوت چھات سمبندھی گورمت سدھانت ص۲۶ ، جیون کتھا گورو نانک دیو جی ص۲۱۱ :

قبول کرنے کا طریقہ ہے۔ یعنی اسلامی ذبیحہ کھانے والا مومن سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اسلامی ذبیحہ کھانے والا شریعت کی رُو سے مسلمان ہے" ؎۱

کھانے پینے کے مسئلہ میں ایک اور بات سامنے آجاتی ہے اور وہ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ ہے۔ جہاں تک گورو نانک جی کے کلام کا تعلق ہے اس سے یہ امر واضح ہے کہ گورو جی کے نزدیک غیر اللہ کے نام پر کیا گیا ذبیحہ کھانا جائز نہیں۔ ہمارے سکھ دوست گورو نانک جی کا ایک ارشاد عموماً پیش کیا کرتے ہیں۔ اور اس سے یہ استدلال کیا کرتے ہیں کہ گورو جی نے اس میں اسلامی طریق پر ذبیحہ کئے گئے جانور کا گوشت کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔ گورو جی کا وہ قول یُوں ہے :-

ابھاکھیا کتھا بکرا کھانا   چونکے اوپر کسے نہ جانا ؎۲

گورو جی کے اس شبد میں استعمال کئے گئے لفظ "ابھاکھیا" سے مُراد غیر زبان یعنی عربی لی گئی ہے اور ان کے نزدیک گورو جی نے ایسے جانور کا گوشت کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔ جس پر عربی میں اللہ کا نام پڑھا گیا ہو۔ اور اسلامی طریق پر ذبحہ کیا گیا ہو۔ ؎۳ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ گورو نانک جی کے نزدیک نہ تو کوئی ملک غیر ملک ہے۔ اور نہ کوئی زبان غیر زبان۔ وہ تو تمام عالم کائنات میں اپنے رب العزّت کا نور ہی دیکھتے تھے جیسا کہ ان کا ارشاد ہے :-

سب میں جوت جوت ہے سوئے   تس کے چانن سب میں چانن ہوئے ؎۴

اور گورو گرنتھ صاحب میں اس جہان کو خُدا تعالیٰ کی "کوٹھڑی" بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے :-

" ایہہ جگ سچے کی ہے "کوٹھڑی" سچے کا وِچ واس" ؎۵

پس جو بزرگ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا نُور دیکھتے ہیں اور اس جہان کو خُدا تعالیٰ کی

؎۱ :- کنگار فلاسفی ص ۱۴ ؛   ؎۲ :- وار آسا۔ محلہ ۱ - ص ۴۷۲ ؛

؎۳ :- خالصہ رہت فلاسفی ص ۱۵ ، گورمت سدھاکر ص ۴۲۶ - گورو گرنتھ کوش ص ۶۸ وغیرہ ؛

؎۴ :- [illegible] محلہ ۱ ، ص ۶۶۳ ؛   ؎۵ :- وار آسا۔ شلوک محلہ ۲ ص ۴۶۳ ؛

کوٹھڑی تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک نہ کوئی ملک غیر ملک ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی زبان غیر زبان۔ کیا یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ خُدا تعالیٰ کی "کوٹھڑی" کے کسی کونے میں بولی جانے والی زبان غیر ہو۔ اور کسی میں بولی جانے والی اس کی اپنی۔ یہ تو تنگ خیال لوگوں کے نظریات ہی ہو سکتے ہیں۔ خُدائے واحد کو ربّ العٰلمین تسلیم کرنے والے لوگ اس قسم کی زبانوں کے جھگڑے میں نہیں پڑا کرتے۔ پھر یہ بھی قابلِ غور امر ہے کہ اگر گورو نانک جی کے نزدیک "اللہ" غیر زبان کا لفظ ہے۔ اور اسے پڑھ کر کیا گیا ذبیحہ حلال نہیں رہتا۔ بلکہ حرام ہو جاتا ہے۔ تو پھر گورو نانک جی نے اس اللہ لفظ کو اپنی بانی میں متعدد جگہ کیوں استعمال کیا؟ اور جس کتاب میں خُدا تعالیٰ کے لئے یہ اللہ لفظ بکثرت استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا مقدس کتاب ہونا بھی مشتبہ ہو جائے گا۔ سکھ ودوان اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ گورو گرنتھ صاحب کے متعدد مقامات پر یہ اللہ لفظ خُدا تعالیٰ کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔ اگر کسی شخص کو اس سے انکار ہو تو وہ گورو گرنتھ صاحب کا ص ۶۴ ، ص ۳۴۴ ، ص ۴۲۶ ، ص ۴۳۰ ، ص ۴۷ ، ص ۴۸۰ ، ص ۴۸۳ ، ص ۴۸۸ ، ص ۷۲۳ ، ص ۷۲۴ ، ص ۷۲۷ ، ص ۷۵۱ ، ص ۸۸۵ ، ص ۸۹۶ ، ص ۸۹۷ ، ص ۱۰۸۳ ، ص ۱۰۸۴ ، ص ۱۱۳۶ ، ص ۱۱۴۹ ، ص ۱۱۹۱ ، ص ۱۳۵۰ ، ص ۱۳۷۴ ، ص ۱۳۸۳ ، ص ۱۳۴۹۔ دیکھ کر اس کی تحقیق کر سکتا ہے۔

گورو جی کے ارشاد۔ "ابھاکھیا کا کٹھا بکرا کھانا چونکے اُوپر کسے نہ جانا" کے بامحاورہ معنے ہماری طرف سے جو کئے گئے ہیں وہ سردار محمد یوسف صاحب مرحوم کے الفاظ میں یوں ہیں :-

"وہ لوگ جو غیر اللہ کے نام پر بکرے ذبحہ کر کے کھاتے ہیں۔ اور پھر دوسروں کو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے باورچی خانہ میں کوئی نہ گھسے۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارا کھانا بھرشٹ ہو جائے۔ حالانکہ وہ خود ناپاک ہیں۔ جو غیر اللہ کا ذبیحہ کھاتے ہیں" ؎۱

الغرض گورو نانک جی نے اپنے اس ارشاد میں اسلامی ذبیحہ کا ردّ نہیں کیا بلکہ

؎۱ :- بابا نانک کا مذہب ص ۵۸ ؛

ہندو قوم کو طعنہ دیا ہے کہ ایک طرف تو تم لوگ غیر اللہ یعنی دیوی دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھے اور ابھاکھیا یعنی غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے گئے بکرے کھاتے ہو اور دوسری طرف پاکیزگی کے دعوے کرتے ہو۔ اور اپنے باورچی خانہ میں کسی کو جانے نہیں دیتے۔

الغرض گورو جی نے "ابھاکھیا" کا لفظ کسی غیر زبان عربی وغیرہ کیلئے استعمال نہیں کیا۔ بلکہ غیر اللہ کے لئے کیا ہے۔ اور خود گورو گرنتھ صاحب سے ہمارے اس خیال اور نظریئے کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دوسرے مقام پر اس کے برعکس "سوبھاکھیا" لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جیساکہ مرقوم ہے :۔

پربھ پانی شبد سوبھاکھیا

گادہو سنو پڑھونت بھائی گو پورے تے راکھیا [1]

ایک اور مقام پر مرقوم ہے :۔

جن نانک ساچ سوبھاکھیا [2]

اس سلسلہ میں گورو امرداس جی فرماتے ہیں :۔

آپے دیہہ بجھائی اور نہ بھائی۔ گورمکھ ہر رس چاکھیا

در ساچے سدا ہے ساچا ساچے شبد "سوبھاکھیا" [3]

گورگرنتھ صاحب کے ان مندرجہ بالا اقوال میں "سوبھاکھیا" لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس کے معنے عربی زبان یا گورمکھی زبان نہیں لئے جا سکتے۔ اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے تو اسے غلطی خوردہ ہی تصور کیا جائے گا۔ کیونکہ اس کے معنے خداتعالےٰ کی باتیں۔ یا خداتعالیٰ کا نام ہی لئے جا سکتے ہیں۔ خواہ وہ عربی میں ہوں یا گورمکھی میں یا دنیا کی کسی اور زبان میں۔ پس گورو گرنتھ صاحب کی زبان میں جب "سوبھاکھیا" کے معنے "پربھ بانی" یا "خداتعالیٰ کی باتیں" ہیں تو اس کے مقابل جب "ابھاکھیا" کو رکھا جائے گا تو اس کا مطلب غیر اللہ ہی ہوگا۔ نہ کہ کچھ اور۔ جو لوگ اس کے معنے عربی زبان کرتے ہیں وہ غلطی خوردہ ہی تصور کئے جائیں گے۔ اس طرح تو پھر انہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ

---

[1] :۔ سورٹھ محلہ ۵ صفحہ ۶۱۱ ٭ [2] :۔ سورٹھ محلہ ۵ صفحہ ۶۲۶ ٭ [3] :۔ وڈہنس محلہ ۳ صفحہ ۵۹۱ ٭

عربوں اور دوسرے ملکوں کے لوگوں کے لئے بلکہ جنوبی ہند اور آسام اور بنگال کے باشندوں کے واسطے خود گورو گرنتھ صاحب کی زبان ابھاکھیا ہی ہے۔ کیونکہ یہ ان کی اپنی زبان نہیں۔ اور نہ وہ اسے بولتے ہیں۔ اور نہ سمجھتے ہیں۔ ان کی زبان اس سے بہت مختلف ہے۔ اس طرح تو ان کے لئے گورو گرنتھ صاحب کی زبان بھی مکروہ سمجھی جائے گی۔ اور سکھ دھرم جسے عام سکھ ودوان ایک عالمگیر مذہب تصور کرتے ہیں۔ صرف پنجابی زبان اور پنجاب کے علاقہ تک ہی محدود ہو کر رہ جائے گا۔ کیونکہ جس طرح سکھوں کے لئے عربی "ابھاکھیا" ہوگی۔ اسی طرح عربوں اور دوسرے لوگوں کے لئے پنجابی زبان ابھاکھیا سمجھی جائے گی۔ ایک سکھ ودوان سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے بیان کیا ہے :۔

"ہندومت میں یونانی۔ عربی وغیرہ زبانوں کو ملیچھ بھاشا کہکر آریوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کبھی بھی یونانی بھاشا نہ بولیں۔ ..... گورو صاحب کسی زبان کو ملیچھ بھاشا نہیں مانتے تھے۔ ...... اگر گورو جی عربی۔ فارسی وغیرہ زبانوں کو ملیچھ بھاشا تسلیم کرتے تھے..... تو گورو بانی میں ان زبانوں کے الفاظ استعمال نہ کرتے۔" [1]

ہم مسلمان جب کوئی حلال جانور ذبح کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور کسی غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ شریعت اسلامیہ میں حلال نہیں سمجھا گیا۔ گورو گرنتھ صاحب میں اللہ کا لفظ جیساکہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس دنیا کے خالق اور مالک کے حق میں متعدد جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

پس گورو نانک جی کے کلام میں استعمال کئے گئے لفظ "ابھاکھیا" کے معنے ہرگز ہرگز یہ نہیں ہو سکتے کہ گورو جی کے نزدیک اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا جانور حلال نہیں بلکہ حرام ہے۔ اس کا گوشت نہیں کھانا چاہیئے۔ یا وہ عربی زبان میں اللہ کہنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اگر یہ صورت ہوتی تو وہ اس لفظ کو اپنے پاک

---

[1] :۔ مہان کوش صفحہ ۲۰۴ ٭

کلام میں الکھ اگم اور قادر مطلق خدا تعالیٰ کے لئے کبھی بھی استعمال نہ کرتے۔ جیسا کہ ان کا ارشاد ہے :-

اللہ الکھ اگم قادر کرن ہار کریم ۔۔۔ سب دنی آون جاونی مقام ایک رحیم [1]

لہٰذا ابھاکھیا کے یہی صحیح معنے ہیں کہ وہ جانور جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہے۔ یعنی دیوی یا دیوتے کی بھینٹ چڑھایا گیا ہو گورو نانک جی کے نزدیک اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔ اگر کوئی کھاتا ہے۔ تو وہ حرام خور اور ناپاک کہلانے کا مستحق ہوگا۔ اور اسی غیر اللہ کے نام پر مارے گئے بکرے سے متعلق گورو جی کا یہ ارشاد ہے :-

کوہ بکرا رہنہ کھایا سب کو آکھے پائے [2]

ہماری یہ تشریح نہ صرف اسلام کے مطابق ہے۔ بلکہ سکھ مذہب سے بھی اسکی تائید ہو جاتی ہے۔ چنانچہ پریم سمارگ میں اس بارہ میں یہ مرقوم ہے :

"دیوی دیوتے کے اشٹ پرشاد نوں نہ کھاوے۔ ایس تے بدھی ملین ہوتی ہے...... ایہہ سوائے پرشاد سری گورو اکال پورکھ کے سیوں ہورس کا سب منع ہے" [3]

یعنی :-

"دیو پوجا - پاکھان پوجا جو کھاوے سو نرک جاوے" [4]

اس سلسلہ میں ایک مقام پر یہ مرقوم ہے :-

"گرنتھ - مورتی - مندر پر چڑھاوے کے طور پر چڑھی چیز...... گور سکھوں کو کبھی بھی جائز نہیں" [5]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے :-

"نہ سیتلا (ماتا) وغیرہ دیویوں کو پوجے اور نہ ان پر چڑھا ہوا اناج (باہیڑا) وغیرہ نہ کھائے" [6]

---

[1]:- سری راگ محلہ ا صفحہ ۶۴ ؛ [2]:- وار آسا شلوک محلہ ا صفحہ ۴۷۱ ؛ [3]:- پریم سمارگ صفحہ ۶۱ ، گورمت سدھاکر صفحہ ۵۶ ؛ [4]:- سدھرم مارگ صفحہ ۱۶۲ ؛ [5]:- سدھرم مارگ صفحہ ۱۵۳ ؛ [6]:- گورمت سدھاکر صفحہ ۵۹ ؛

پس حقیقت یہی ہے کہ گورو نانک جی مہاراج نے اپنے ارشاد میں "ابھاکھیا" لفظ کا استعمال کر کے اسی طرف راہنمائی کی ہے کہ غیر اللہ کے نام کی ہر ایک چیز یا بکرا وغیرہ کھانا جائز نہیں۔ نہ کہ غیر زبان کے کسی لفظ سے گورو جی کو کوئی نفرت تھی۔

ایک سکھ ودوان نے گورو نانک جی کے بارہ میں یہ فرمایا ہے :-

"آپ کا پیار دیش اور زبان کی حدود سے اچھل کر آگے بڑھا۔ اور آپ کو تمام ملک اور سب انسان یکساں پیارے لگتے تھے" [1]

ایک اور ودوان رقم طراز ہیں :-

"سکھ دھرم ملکوں اور زبانوں۔ خوراکوں۔ رنگوں اور روپوں کا قیدی نہیں ہے...... میرے نزدیک سکھ دھرم کو ملکوں۔ زبانوں۔ صوبوں۔ خوراکوں۔ رنگوں روپوں کا قیدی نہیں بنانا چاہیئے" [2]

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے اس بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ :

"سکھ دھرم دنیا کے تمام ملکوں اور قوموں کے لئے ہے۔ گور سکھوں کو چاہیئے کہ سب ملکوں کو اپنا گھر تصور کرتے رہیں۔ اور تنگ خیالی چھوڑ کر تمام اہل وطن کو سکھ قوم میں شامل کریں" [3]

اس صورت میں کسی شخص کا یہ خیال کرنا کہ گورو نانک جی نے "ابھاکھیا کا کٹھا بکرا کھانا" میں عربی زبان کی مخالفت کی ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ چونکہ اللہ کا لفظ عربی ہے۔ اس لئے اللہ کے نام پر کیا گیا ذبیحہ جائز نہیں سراسر باطل خیال ہے۔ اس طرح تو خود گورو گرنتھ صاحب کی زبان بھی دوسرے ملکوں اور قوموں کے لئے ابھاکھیا ہوگی۔ کیونکہ وہ بھی تو ان کے لئے غیر زبان ہے۔ حالانکہ گورو نانک جی زبانوں کے چکر میں نہیں پڑے۔ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے تو ابھاکھیا کے معنے نندہ کے بچن کئے ہیں [4] نہ کہ کوئی خاص زبان۔ اور نندہ بچن خواہ کسی زبان میں کئے

---

[1]:- رسالہ پنجابی ساہت نومبر ۱۹۶۳ء ؛ [2]:- ہفت روزہ فتح دہلی ۲۷ مارچ ۱۹۶۳ء۔
[3]:- گورمت مارتنڈ حصہ دوم صفحہ ۶۹۵ ؛ [4]:- گورو گرنتھ کوش صفحہ ۷۵ ؛

جائیں وہ نندہ ہی کہلائیں گے۔ گالی خواہ عربی زبان میں دی جائے یا سنسکرت میں یا گورمکھی میں وہ گالی ہی ہوگی محض کسی خاص زبان کی وجہ سے وہ پاک قول یا مقدس جملہ نہیں بن سکتی۔

سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے:۔

"ابھاکھیا کا کُٹھا بکرا کھانا" (وار آسا) گورو صاحب کسی زبان کو ملیچھ بھاشا نہیں مانتے۔ صرف ایک پاکھنڈی براہمن کو اشٹرل گڈ بنائے (مسلمات بر خصم) کے طور پر ہدایت دیتے ہیں کہ اپنے مذہب کے خلاف تم بسم اللہ وغیرہ پڑھ کر ذبحہ کیئے جانور کا ذبیحہ کھاتے ہو۔ لیکن دوسروں کو کہتے ہو کہ ہمارے چونکے اوپر کسے نہ جانا۔ یہ کیسا نرالا منطق لوگوں کو سمجھاتے ہو۔

اگر گورو صاحب عربی۔ فارسی وغیرہ زبانوں کو ملیچھ بھاشا مانتے۔ تب گوربانی میں ان بولیوں کے الفاظ استعمال نہ کرتے"۔ [1]

گویا کہ گورو نانک جی نے اپنے اس قول میں اسلامی ذبیحہ کا ردّ نہیں کیا۔ بلکہ براہمنوں کی اس روش پر تنقید کی ہے۔ جو وہ اختیار کیئے ہوئے تھے۔ گورو جی کے نزدیک محض کوئی زبان گندی نہیں۔ اور نہ کوئی اچھی ہے۔ اس میں بیان کردہ الفاظ ہی اسے گندی یا مقدس بناتے ہیں۔

گورو نانک جی نے اس سلسلہ میں اس بات کی بھی تاکید فرمائی ہے کہ ہر ایک انسان کو جب تک اطمینان نہ ہو وہ کسی اجنبی کے ہاتھ کا پکا ہوا گوشت نہ کھائے۔ چنانچہ اس بارہ میں ان کا ارشاد ہے:۔

"بھائی صاحب (گوشت) کا کچھ پتہ نہیں۔ جو کس کا ہے۔ سو بغیر دیکھے تو کھانا واجب نہیں۔۔۔۔۔ گوشت تو بغیر دیکھے کھانا واجب نہیں"۔ [2]

الغرض گورو نانک جی نے گوشت خوری کے بارہ میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ اسلام کے خلاف نہیں۔ بلکہ عین اسلام ہیں۔ گورو جی کا یہ فرمانا کہ گوشت بغیر دیکھے کھانا واجب نہیں بھی خالص اسلامی نظریہ ہے۔

---

[1]:۔ مہان کوش صفحہ ۵۴؛

[2]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۵۷؛

جھٹکہ اور گورو نانک

گوشت خوری کے مسئلہ پر غور کرتے ہوئے جھٹکہ کا مسئلہ بھی اپنے آپ سامنے آجاتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے اکثر سکھ عام طور پر ذبیحہ کی بجائے جھٹکہ کا گوشت کھانا جائز سمجھتے ہیں اور عموماً جھٹکہ کا گوشت ہی استعمال میں لاتے ہیں۔ جو ست سری اکال کہکر جھٹکہ کیا جاتا ہے یعنی ایک ہی وار سے جانور کا سر تن سے جُدا کر دیا جاتا ہے۔ ایک سکھ وِدوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے:۔

"ست سری اکال کہہ کر ہتھیار کے ایک وار سے جانور کا سر کاٹنا۔۔۔۔۔۔ جھٹکہ بندوق وغیرہ ہتھیاروں سے بھی کیا جا سکتا ہے"۔ [1]

بعض اور سکھ وِدوانوں نے بھی جھٹکہ سے متعلق یہی کچھ بیان کیا ہے۔ [2]

جہاں تک سکھ تاریخ اور گورو نانک جی کی بیان کردہ بانی کا تعلق ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ گورو نانک جی کے زمانہ میں ست سری اکال کہنے کا کوئی رواج ہو۔ اور نہ اس زمانہ میں اس قسم کی کوئی اصطلاح قائم تھی۔ سکھ وِدوانوں کو مسلّم ہے کہ "ست سری اکال" کہنے کا رواج گورو گوبند سنگھ جی کے بھی بعد شروع ہوا ہے۔ [3] اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جھٹکے کا لفظ گورو نانک جی نے اپنے سارے کلام میں جو ان کے نام پر گورو گرنتھ صاحب میں درج ہے۔ کہیں بھی ذبیحہ کے مقابلہ پر استعمال نہیں کیا۔ اس صورت میں موجودہ سکھ دنیا کا جھٹکہ کو گورو نانک جی کی طرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ گورو جی اسلامی ذبیحہ کو حرام اور جھٹکہ کو حلال سمجھتے تھے۔ سراسر غلط اور بے بنیاد بات ہے۔ جسکا گورو جی سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

اس سلسلہ میں ایک سکھ وِدوان ماسٹر ترجن سنگھ جی نے تو یہاں تک لکھنے کی جرأت کی ہے:۔

---

[1]:۔ مہان کوش صفحہ ۲۰۶؛

[2]:۔ سکھ قانون صفحہ ۱۵۳، گورمت سدھاکر صفحہ ۲۵۲۔ ککار فلاسفی صفحہ ۱، خالصہ رہت فلاسفی صفحہ ۱۵؛

[3]:۔ مہان کوش صفحہ ۲۹۹۔ رسالہ امرت امرتسر جولائی ۱۹۳۱ء؛

"منوجی نے منوسمرتی کے ادھیائے کی شلوک ۲۷ سے لے کر ۵۶ تک گوشت کھانے پر بحث کی ہے۔ جس میں ابھاکھیا پڑھ کر ذبحہ کئے گئے جانور کا گوشت حرام قرار دیا گیا ہے۔" [1]

ماسٹر جی نے "ابھاکھیا" کی تشریح مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے :۔

"محمدی شرع کے مطابق کھانے والے جانور کو باندھ کر ہر طرح سے قابو کر کے زمین پر لٹا دیتے ہیں پھر گردن پر تھوڑے سے حصے کو چھری سے کاٹ دیتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ زبان سے اسلامی کلمہ "ابھاکھیا" جسے تکبیر کہتے ہیں۔ پڑھتے جاتے ہیں۔ خون آہستہ آہستہ نکلتا ہے ..... اس طریق سے ذبحہ کئے گوشت کو حلال کہتے ہیں۔" [2]

یعنی :۔

"اسلامی شریعت کے مطابق جانور کو مارتے وقت کلمہ یا اللہ اکبر وغیرہ اسلامی منتر پڑھا جاتا ہے۔ اگر کوئی رام کہکر جانور مار دے تو حرام تسلیم کیا جاتا ہے۔" [3]

ماسٹر نرجن سنگھ جی کو ایک طرف تو یہ مسلّم ہے کہ "ابھاکھیا" سے مراد اسلامی تکبیر ہے جسے پڑھ کر جانور کو ذبح کیا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف ان کا یہ بھی خیال ہے کہ منوسمرتی میں "ابھاکھیا" کے ذبیحہ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ منوسمرتی اسلام کے ظہور سے صدیوں سے قبل ظہور میں آچکی تھی۔ اس وقت اسلامی ذبیحہ کا اور تکبیر پڑھ کر جانور حلال کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔

الغرض جھٹکہ اور حلال کی بحث میں یہ سوال بہت وزنی ہے کہ سکھ لوگ جس جھٹکہ کو اپنے مذہب کا ضروری حصہ تصور کرتے ہیں اور یہاں تک خیال کرتے ہیں کہ جو لوگ جھٹکہ کی بجائے اسلامی ذبیحہ کھاتے ہیں وہ سکھ نہیں رہ سکتے۔ لیکن ادھر یہ حال ہے کہ جھٹکے کا لفظ بھی سارے گورو گرنتھ صاحب میں سکھوں کے اصطلاحی معنوں میں کہیں

---

[1] :۔ خالصہ رہت فلاسفی صفحہ ۱۴ ؛ [2] :۔ خالصہ رہت فلاسفی صفحہ ۹ ؛ [3] :۔ ککار فلاسفی صفحہ ۱۳ حاشیہ ؛

بھی استعمال نہیں ہوا۔ نیز سکھوں میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جن کے نزدیک جھٹکہ کا گوشت کھانا بھی سکھ مذہب کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے اور ایسے سکھ لوگ اپنی تمام عمر گوشت نہ کھانا تو ایک طرف رہا۔ گوشت کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے۔ چنانچہ مشہور و معروف نامدھاری ودوان سنت ندھان سنگھ جی عالم نے گوشت خوری کے خلاف ایک مستقل کتاب بھی تصنیف کی ہوئی ہے۔ اور کئی دوسرے ودوانوں نے بھی اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں :۔

"گوشت کھانے کی اجازت کا کہیں ذکر نہیں۔ جہاں تک گورمت کا تعلق ہے۔ یہ بات واضح طور پر سمجھ لینی چاہیئے کہ گوشت کھانے کے مسئلے کو گورمت سے خلط ملط کرنا ایک طرح سے گورمت کی بہت بڑی توہین کرنے کے مترادف ہے۔" [1]

یعنی :۔ "تمام گوربانی میں کسی ایک جگہ بھی جھٹکہ یا حلال کی کوئی بحث نہیں۔" [2]

ایک اور مقام پر لکھا ہے :۔

"گورمت کا جھٹکہ یا حلال سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے ..... گوشت کھانے کی اجازت کہیں بھی نہیں۔" [3]

جو سکھ جھٹکہ کا گوشت کھانا جائز تصوّر کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اس کے کھانے کا حکم گورو نانک جی نے نہیں۔ گورو گوبند سنگھ جی نے دیا تھا جیسا کہ ماسٹر نرجن سنگھ جی نے بیان کیا ہے :۔

"دسم پاتشاہ نے تلوار اور اکال بل کے ذریعہ اسلامی ذبیحہ کو ابھکھ (یعنی ناقابل خوراک) گوشت کا درجہ دیکر تری کو رہت قرار دیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ پر جھٹکہ کا پرچار شروع کر دیا۔" [4]

اور بھی متعدد سکھ ودوانوں کے نزدیک گورو گوبند سنگھ جی نے سکھوں کے لئے

---

[1] :۔ رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ مئی ۱۹۶۲ء ؛ [2] :۔ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ مئی ۱۹۶۲ء ؛
[3] :۔ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ اپریل ۱۹۶۲ء ؛ [4] :۔ خالصہ رہت فلاسفی صفحہ ۲۳ ؛

اسلامی ذبیحہ کو حرام اور جھٹکہ کو جائز قرار دیا ہے۔ [1]

گویا کہ جھٹکے کے جواز کا تعلق گورو نانک جی سے نہیں، بلکہ گورو گوبند سنگھ جی سے ہے۔ اور گورو نانک جی تو گورو گوبند سنگھ جی سے ڈیڑھ صدی قبل وفات پا چکے تھے۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود گورو گوبند سنگھ جی نے بھی بعض حالات میں ذبیحہ کھانے کی اجازت دی ہے۔ البتہ بعض پابندیاں بھی لگادی ہیں [2]

جو لوگ جھٹکہ کا گوشت کھانا ہی جائز خیال کرتے ہیں۔ ان میں گوشت کو سیّد الطعام کہنے کا بھی رواج ہے۔ [3]

سکھ ودوان اس بات کو بھی درست تسلیم کرتے ہیں:۔

"مشترکہ لنگر میں..... گوشت جھٹکہ پکانے کی سخت ممانعت ہے۔" [4]

ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی لکھتے ہیں:۔

"گورو کے لنگر میں گوشت پکانے کی ممانعت ہے۔" [5]

مشہور سکھ بزرگ بھائی ویر سنگھ جی بیان کرتے ہیں:۔

"اب تک یہی رواج ہے کہ دیگ میں گوشت نہیں پکایا جاتا۔......
دیگ یا لنگر گوردوں میں گوشت نہیں پکانا سکھی مریادہ کے خلاف ہے۔" [6]

بعض اور سکھ ودوانوں نے بھی اس بارہ میں یہی کچھ بیان کیا ہے کہ گورو کے لنگر میں گوشت کا پکایا جانا سکھ مذہب کی تعلیم کے خلاف ہے۔ [7]

بعض سکھ ودوانوں نے بیان کیا ہے کہ سکھوں میں چار یا پانچ تخت تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک پر بھی بکروں کا جھٹکہ نہیں پکایا جاتا۔ یعنی گوشت پکائے جانے کا رواج نہیں [8]

---

[1] :- گورمت سدھاکر ص۴۵۲، پریم سمارگ ص۵۸، پورن منکھ ص۱۰۷ ؛ [2] :- پریم سمارگ ص۵۹ ؛
[3] :- سکھ اتہاس ص۱۲۲، پریم سمارگ ص۵۷ ؛ [4] :- سکھ قانون ص۱۰۸ ؛
[5] :- جیون چرتر گورو نانک دیو ص۲۹۲ ؛ [6] :- گورپرتاپ سورج گرنتھ سمپادت ص۲۵۴۳ ؛
[7] :- گورمت مارتنڈ حصہ دوم ص۷۶۳، گورتیرتھ سنگرہ ص۲۵، گور بکھیت چلیو گورچالی ص۱۲۴، رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ منقول از گورمت مارتنڈ حصہ دوم ص۷۶۳ ؛ [8] :- سکھ قانون ص۱۵۹ ؛

لیکن ایسے سکھ ودوان بھی موجود ہیں جن کے نزدیک دن دہار کے موقعہ پر تختوں پر گوشت (جھٹکہ) پکایا جاتا ہے۔ جیسا کہ سنت سورج سنگھ جی لکھتے ہیں:۔

"اس بات کا پختہ ثبوت سکھوں کے چار ہی تختوں پر دن دہار کو اب تک بکرے جھٹکائے جاتے ہیں۔" [1]

سکھ کتب سے یہ امر واضح ہے کہ گورو انگد جی کے لنگر میں گوشت پکایا جاتا تھا اور لوگوں کو سنگت میں بٹھا کر کھلایا جاتا تھا۔ گورو امرداس جی جب پہلی بار گورو انگد جی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو گورو کے لنگر میں گوشت کھایا جاتا دیکھ کر انہوں نے کچھ ہچکچاہٹ محسوس کی لیکن بعد کو انہوں نے بھی لنگر میں پکایا ہوا گوشت کھالیا تھا۔ [2]

یاد رہے کہ جو لوگ گوشت خوری کے خلاف ہیں انہوں نے اس سلسلہ میں بھائی سنتوکھ جی کی تصنیف مشہور و معروف کتاب گورپرتاپ سورج میں تحریف کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ چنانچہ اکلی گورو انگد جی کے لنگر سے متعلق یہ مرقوم تھا:۔

پاس ہووے بیچ رسوئی ۔۔۔ سیت پرشاد کھاوے سب کوئی [3]

بھائی ویر سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پاٹھ "ماس" ہی تھا۔ اور لنگر میں پکایا جاتا تھا۔ اور پنگت میں چھکنے والے لوگ تھوڑا تھوڑا لیا کرتے تھے...... ایک نسخہ میں ..... کاتب کا لکھا ہوا "ماس ہو" تھا۔ مگر ہڑتال لگا کر "پاس" بنایا ہوا ہے۔" [4]

اس سے یہ حقیقت واضح ہے کہ گوشت خوری سے نفرت رکھنے والے سکھ ودوانوں نے اپنی کتب میں ردوبدل کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا محض اپنے ذاتی

---

[1] :- گیوڑیاں دی پڑتال ص۹۵ ؛ [2] :- گورپرتاپ سورج سمپادت ص۱۲۴۶، ص۱۱۲۹۔ اشٹ گورو چمتکار ص۸۲۔ گیوڑیاں دی پڑتال ص۹۶، ص۹۵۔ وارتک سورج پرکاش ص۵۹، ص۶۰۔ میکالف اتہاس حصہ دوم ص۳۵۔ سکھ اتہاس حصہ اول ص۱۲۴، ص۱۲۹۔ سکھ اتہاس حصہ دوم ص۲۲۱۔ گورمت مارتنڈ حصہ دوم ص۷۶۳۔ مہما پرکاش منقول از گورمت مارتنڈ حصہ دوم ص۷۶۲۔ ساڈا اتہاس حصہ اول ص۱۰۲۔ تواریخ گورو خالصہ ص۵۶۹۔ گوروآشا ص۱۱ ؛ [3] :- گورپرتاپ سورج راس یکم انسو ۱۰ ؛ [4] :- گورپرتاپ سورج گرنتھ سمپادت ص۱۳۴۶ ؛

خیال کے پیش نظر اپنی کتب کو حرف و مبدل کر دیا بہت ہی افسوسناک اور بری بات ہے۔

سکھ تاریخ سے یہ امر بھی واضح ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی نے بھی ایک مرتبہ اپنے لنگر میں گوشت پکوایا تھا اور سکھوں نے کھایا تھا۔[1]

ان حوالہ جات سے واضح ہے کہ گورو انگد جی کے زمانہ میں لنگر میں گوشت پکانے کا اور کھانے کا رواج تھا۔ سکھ ودوان اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ سکھوں کو جھٹکہ کا گوشت کھانے کا حکم گورو گوبند سنگھ جی نے دیا تھا۔ اور انہوں نے اپنے سکھوں کو حکم دیا ہے کہ وہ جب بھی گوشت کھائیں تو وہ جھٹکہ ہی ہو۔[2] جب یہ حقیقت سکھ ودوانوں کو مسلم ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی نے سکھوں کے لئے جھٹکہ کا گوشت کھانا مقرر کیا ہے تو کون وثوق سے کہہ سکتا ہے کہ گورو انگد جی کے لنگر میں پکنے والا گوشت جھٹکہ تھا یا اسلامی ذبیحہ؟ جھٹکہ اور ذبیحہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک سکھ ودوان نے کیا خوب لکھا ہے:۔

"اگر ذبیحہ خدا تعالیٰ سے دور لے جاتا ہے۔ تو جھٹکہ اکال پورکھ کی طرف تلقین کرتا ہے؟ یا اگر حلال کیا گوشت کھانے سے روحانی ترقی نہیں۔ تو جھٹکہ کھانے سے ہے؟ اور اگر جھٹکہ کھانے سے ہے تو مہان پرشاد کھانا چاہیئے۔ اور اگر جھٹکہ کھانے سے بھی روحانی ترقی نہیں تو اس رہت کا کوئی فائدہ نہیں"۔[3]

یہ بھی یاد رہے کہ سکھوں اور مسلمانوں میں اس بارہ میں بھی اشتراک پایا جاتا ہے کہ ہم مسلمان گوشت کو سید الطعام کہتے ہیں۔ جیسا کہ مرقوم ہے:۔

سید الطعام لحم

یعنی۔ گوشت کھانوں کا سردار ہے۔ اور سکھ دنیا بھی گوشت کو "مہان پرشاد" کہتی ہے[4] اور مہان پرشاد کے معنے بھی کھانوں کا سردار ہی ہیں۔ اور بھائی گورداس جی نے بکری

---

[1]:۔ گورپرتاپ سورج رُت ۳۔ انسو یکم، گوربلاس پاتشاہی ۱۰ ادھیائے ۸، تواریخ گورو خالصہ ص۱۰۸؛

[2]:۔ خالصہ رہت فلاسفی ص۲۳؛ [3]:۔ گورسکھ میت جیلہو گورچالی ص۱۲۷؛

[4]: دیکھو اتہاس حصہ اول ص۱۴۲، ص۱۲۵، پریم سمارگ ص۵۴، مہان کوش ص۲۸۲، ص۷۰۔ گورسکھ میت جیلہو گورچالی ص۱۲۰۔ گرٹگج بولے ص۱۳۹۔ خالسئی بولے ص۲۷ وغیرہ؛

کے گوشت سے متعلق "ماس پوتر گرہستھ نوں"[5] فرما کر یہی بیان کیا ہے۔ کہ گرہستی یعنی اہلی زندگی گذارنے والوں کے لئے بکری اور بکرے کا گوشت کھانا پوتر اور جائز ہے۔

ایک لغو اور بیہودہ بات

ایک سکھ ودوان سردار نارائن سنگھ ایم۔ اے سابق مینجر ننکانہ صاحب نے اپنی ایک کتاب میں ایک نہایت لغو اور بیہودہ بات ہماری جماعت کے دوسرے امام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر کے لکھی ہے۔ چنانچہ انہوں نے پرنسپل گنگا سنگھ جی کی زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ ہمارے جلسہ سالانہ پر قادیان تشریف لائے۔

"ایک مولوی نے سردار صاحب سے کہا کہ حضرت صاحب دریافت فرماتے ہیں کہ آپ روٹی کے ساتھ گائے کا گوشت کھائیں گے یا سؤر کا؟ گنگا سنگھ نے جواب دیا گائے کا جھٹکہ کر کے اور سؤر کا حلال کر کے لے آئیں۔ مسلمانوں کی شرع میں سؤر کا گوشت حلال نہیں ہو سکتا۔ جس پر مولوی صاحب شرمندہ ہو کر خاموشی سے پس دیئے"۔[1]

یہ واقعہ کچھ تھوڑے بہت فرق کے ساتھ بعض اور سکھ ودوانوں نے بھی بیان کیا ہے۔[2]

یہ کتنی بیہودہ بات بیان کی گئی ہے۔ اور اتنا بھی نہیں سوچا گیا کہ اگر اسلامی شریعت کی رو سے سؤر کا گوشت حلال نہیں تو کیا پرنسپل گنگا سنگھ جی کے نزدیک گائے کا جھٹکہ جائز ہے۔ اور وہ گائے کا جھٹکہ کھایا کرتے تھے؟ اور کیا سردار نارائن سنگھ خود بھی گائے کا جھٹکہ کھایا کرتے ہیں؟ یا سؤر کا گوشت اسلامی طریق پر ذبح کر کے کھا لینا جائز تصور کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے ایک اور ودوان سردار کاہن سنگھ نابھہ کے مندرجہ ذیل ارشاد پر بھی غور فرمالیں:۔

---

[5]:۔ وار ۲۳۔ پوڑی ۱۳؛ [1]:۔ اکالی مورچے تے جھبر ص۲۹؛ [2]:۔ اکالی پتر کا جالندھر ۱۸ مارچ ۱۹۶۳ء، رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ مئی ۱۹۶۳ء؛

"جو لوگ سُؤر کھائے سو خالصہ بیان کرتے ہیں - اور جو گوشت کھانے والوں
سے نفرت کرتے ہیں - وہ دونوں ہی بے وقوف ہیں اور سکھ مذہب کی حقیقت
سے بے بہرہ ہیں"۔ [۱]

یاد رہے کہ یہ وہی پرنسپل گنگا سنگھ جی ہیں جنہیں ایک مرتبہ سکھ مذہب کے پرچار کے لئے امریکہ بھجوایا گیا تھا - تو انہوں نے دوسروں کو سکھ بنانے کی بجائے خود ہی سکھی کو خیر باد کہہ دیا تھا - اور سر کے بال وغیرہ منڈوا کر کلین شیو ہو گئے تھے - اور پھر جب بھارت واپس آئے تھے تو ملنے جلنے والوں کے سمجھانے بجھانے پر پھر سے سکھ بن گئے تھے اور کیس دھارن کر لئے تھے - [۲]

پس ہمارے نزدیک گورو جی نے ایک ایک اسلامی عقیدہ اختیار کیا تھا - اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی تھی - اسلام نے ہر مومن مسلمان کے لئے پانچ بنیادی عقاید بیان کئے ہیں - جو یہ ہیں :-

(۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان - (۲) اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان -
(۳) کتب سماویہ پر ایمان - (۴) اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان -
(۵) قیامت اور بہشت دوزخ پر ایمان -

گورو نانک جی ان پانچوں اسلامی عقائد کے حامل تھے -

ایک سکھ وِدوان نے گورو جی کے متعلق یہ بیان کیا ہے :-

"اگر اسلام کا مطلب خدا کی رضا کے سامنے جھکنا ہے تو گورو نانک جی سچّے
مسلمان تھے"۔ [۳]

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارہ میں یہ فرمایا ہے :-

اسلام چیز کیا ہے خُدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خُدا [۴]

---

[۱]:- گورمت سدھاکر ص۲۳۲ ؛ [۲]:- رسالہ پارلیمنٹ گزٹ بھسوڑ اکتوبر ۱۹۵۸ء ؛
[۳]:- اخبار شیر پنجاب دہلی - پورن ماشی نمبر ۱۹۵۹ء ؛ [۴]:- درثمین اُردو ص۱۰۳ ؛

اللہ تعالیٰ پر ایمان

سکھ کتب سے واضح ہے کہ گورو نانک جی کا خُدا تعالیٰ سے متعلق وہی نظریّہ تھا جو اسلام نے پیش کیا ہے - چنانچہ آپ نے فرمایا ہے :-

"گورو بابے نانک کہیا ہردم اللہ موجود اللہ"۔ [۱]

سردار شونابھ سنگھ جی لکھتے ہیں :-

"میکالف نے اک اونکار کا ترجمہ انگریزی میں THERE IS BUT ONE GOD کیا تھا - یہ ایک طرح سے لا الہ الا اللہ کا لفظی ترجمہ ہے"۔ [۲]

سردار جی بی سنگھ جی بیان کرتے ہیں :-

"اسلام کا بڑا مسئلہ واحدہٗ لاشریک اور مسلمانوں کی بت پرستی سے نفرت تھی - .... پنجاب میں جو اسلامی اثرات کا مرکز تھا - یہ اثر گورو نانک جی کی طبیعت میں بہت زبردست ثابت ہوا - انہوں نے اوتاروں کی پوجا کے اُلٹ ...... اپنا لقب ہی نرنکاری رکھا"۔ [۳]

ڈاکٹر مرادھا کرشنن جی نے گورو نانک جی سے متعلق یہ شہادت دی ہے :-

"گورو نانک جی اسلام کے فلسفہ توحید سے بیحد متاثر تھے - اور انہوں نے مورتی پوجا کار د کیا ہے - خدا تعالیٰ واحد ہے - عادل ہے - خالق ہے قدوس ہے - اور غیر مجسم ہے"۔ [۴]

ایک سکھ وِدوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے :-

"گورو نانک صاحب نے تثلیث سے انکار کیا ہے - اور ایک کا ہندسہ لگا کر اسے واحدہٗ لاشریک تسلیم کیا ہے"۔ [۵]

الغرض یہ حقیقت ہے کہ گورو جی اسلامی توحید کے قائل تھے -

---

[۱]:- پوتھی ہرجی تے چترجھج ص۱۸۱ ؛ [۲]:- رسالہ جیون پریتی ستمبر ۱۹۶۷ء ؛ [۳]:- پراچین بیڑاں ص۴۸ .
[۴]:- گورو نانک جوت تے سروپ ص۱۹ ؛ [۵]:- نغمۂ عرفان حاشیہ ص۶ ؛

گورو نانک جی نے اپنے مقدس کلام میں تثلیث کا رد اور توحید باری تعالےٰ کا اقرار مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے :۔

آد نرنجن نہل سوئی۔ اور نہ جانا دوجا کوئی
ایکنکار وسے من بھاوے ہو ہیں گرب گوائیندا
امرت پیاست گور دیا۔ اور نہ جانا دوجا آئیا
ایکو ایک سو اپر پرمپر پرکھ خزانے پائیندا[1]

ایک سکھ ودوان پروفیسر پریتم سنگھ جی نے لکھا ہے :۔

"گورو نانک جی نے ہندو مت میں رائج دوبنگی (DUALITY) ترے مورتی (TRINITY) اور بہو دیو پوجا (POLYTHEISM) کا رد کیا ہے اور خدائے واحد کی ہستی کو تسلیم کیا ہے۔ براہمن نے تو ترے مورتی (تثلیث) کو تسلیم کیا ہے۔ برہما وشنوں۔ اور مہیش۔ گورو نانک جی نے ان سب خیالات کا رد کیا ہے..... گورو نانک جی فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ سب دیوی دیوتاؤں سے بلند اور بالا ہے"[2]

گورو نانک جی کسی قسم کی بھی تثلیث کے قائل نہ تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو واحد و یگانہ مانتے تھے۔ گورو جی نے خدا تعالیٰ کو بیٹوں بیٹیوں سے بھی پاک بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

نہ تس مات پتا سُت بندھپ نہ تس کام نہ ناری
اکل نرنجن اپر پرمپر سگلی جوت تمہاری[3]

یعنی۔ اللہ تعالیٰ ماں باپ۔ بیوی بچوں اور بہن بھائی وغیرہ رشتہ داروں سے پاک ہے۔

ف ۱:۔ گورو گرنتھ صاحب ص ۱۰۳۴ ٭ ف ۲:۔ سکھ وچار دھارا ص ۲۷ ٭
ف ۳:۔ گورو گرنتھ صاحب ص ۵۹۷ ٭

اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان

گورو نانک جی کے کلام سے اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ گورو جی ملائکۃ اللہ پر بھی ایمان رکھتے تھے۔ آپ کے کلام میں جو گورو گرنتھ صاحب میں درج ہے۔ عزرائیل کا تذکرہ خاص طور پر نام لے کر کیا گیا ہے۔ اور اسے موت کا فرشتہ تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ گورو جی فرماتے ہیں :۔

عزرائیل فریشتہ ہوسی آئے تیئی[1]

فرشتوں سے متعلق جنم ساکھی بھائی بالا میں آپ کا یہ ارشاد ہے :۔

اسرافیل، جبرائیل۔ میکائیل پچھان ٭ عزرائیل فریشتہ چار موکل جان[2]

گورو گرنتھ صاحب میں اور بھی متعدد مقامات پر عزرائیل اور ملک الموت فرشتے کا وجود تسلیم کیا گیا ہے۔[3]

گورو جی شیطان کے وجود کے بھی قائل تھے۔ اور اسے ایک ناری وجود تسلیم کرتے تھے۔[4] اور بدی کا محرک اور انسان کا دشمن جانتے تھے۔[5] گورو گرنتھ صاحب میں شیطان سے متعلق گورو جی کا یہ ارشاد ہے :۔

صفتی سار نہ جانی سدا وسے شیطان[6]

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا ہے :۔

عقلی پڑھ پڑھ بجھیئے عقلی کیچے دان
نانک آکھے راہ ایہہ گلاں ہور شیطان[7]

گورو گرنتھ صاحب کے اور بھی متعدد مقامات پر شیطان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور

ف ۱:۔ وار رام کلی محلہ ۱ ص ۹۵۲ ٭ ف ۲:۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۲۱ ٭
ف ۳:۔ گورو گرنتھ صاحب ص ۲۱۵، ص ۴۲۱، ص ۶۳۱، ص ۱۰۲۰، ص ۱۰۸۴، ص ۱۲۸۴ ٭
ف ۴:۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۷۵، جنم ساکھی اردو ایڈیشن ص ۲۰۷ ٭
ف ۵:۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۲۷ ٭ ف ۶ وار سوہی محلہ ۱ ص ۷۹۱ ٭
ف ۷:۔ وار سارنگ محلہ ۱ ص ۱۲۴۵ ٭

اسے بدیوں کا محرک ظاہر کیا گیا ہے[1]

کتب سماویہ پر ایمان

اسلام کا تیسرا عقیدہ کتب سماویہ پر ایمان ہے۔ اسلام کی یہ مقدس تعلیم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں اور مختلف علاقوں میں اپنے چنیدہ بندوں پر اپنا کلام نازل کیا۔ گورو نانک جی بھی اسلام کے اس عقیدہ کو مانتے تھے۔ گورو جی فرماتے ہیں :۔

چار کتیبیں اک ہے۔ چاروں قول خدائے
چاروں قدم ثواب دے۔ قاضی دل وچ لائے

ایک اور مقام پر گورو جی نے فرمایا :۔

دیکھ توریت انجیل نوں زبور ہے فرقان
ایہو چار کتیب ہین پڑھ کے دیکھ قرآن[3]

گورو جی نے اپنے بارہ میں فرمایا ہے :۔

"اسانوں حکم پاک خدائے دا ہویا ہے۔ جو چاروں کتیبیاں اوپر عمل کرو۔ اب پڑھے گڑھے ثواب ناہیں۔ عمل کرنا ثواب ہے۔"[4]

گورو نانک جی نے اس سلسلہ میں یہی فرمایا ہے :۔

م۔ محمد من توں من کتاباں چار
من خدائے رسول نوں سچا ئی دربار[5]

الغرض۔ گورو نانک جی کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لوگوں کی اصلاح کیلئے چار کتابیں نازل کی ہیں جن کے نام گورو جی نے توریت۔ زبور۔ انجیل اور قرآن شریف بیان کئے ہیں یہی اسلامی تعلیم ہے۔ قرآن شریف میں ان چاروں کتب کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

۱: گورو گرنتھ صاحب ص۲۴، ص۱۵۰، ص۸۰، ص۱۱۶۱، ص۱۳۷۵۔

۲: جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۴۵؛ ۳: جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۴۹؛ ۴: جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ ۱۸۹۱ء ص۱۷۶۔

۵: جنم ساکھی ولایت والی ص۲۴۷، جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی ص۶۲۔

گورو نانک جی اور قرآن شریف

گورو نانک جی قرآن شریف کو خدا تعالیٰ کا کلام اور کلجگ کے زمانہ کے لئے منظور شدہ کتاب تسلیم کرتے تھے۔ اور باقی سب پوتھیوں اور پورانوں وغیرہ کو منسوخ شدہ مانتے تھے۔ چنانچہ گورو گرنتھ صاحب میں ان کا یہ واضح ارشاد موجود ہے :۔

کل پروان کتیب قرآن   پوتھی پنڈت رہے پوران
نانک ناؤں بھیا رحمٰن   کر کرتا تو ایکو جہان[1]

سوڈھی مہربان جی کے بقول گورو نانک جی نے اپنے اس ارشاد کی تشریح خود ہی مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی ہے :۔

"کل کے بیچ کتیب قرآن پروان ہے نہ پوتھی ہی چلتی ہے۔ اور نہ پوران ہی چلتا ہے۔ اور یہ سب کے سب رہے۔ ان کا امر رہیا۔ سب رہے۔ کل وچ امر ہوا۔ کتیب قرآن کا۔ اے نانک جس کو تم رام کہتا ہے۔ تس کا نام رحمان بھیا۔ تو کاہے کو زور کرتا ہے۔ تو رام اور رحیم کو ایکو جان۔ جے کرتا پورکھ ایکو ہے۔"[2]

گورو نانک جی کا یہ ارشاد بالکل واضح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گورو جی قرآن شریف کو کلجگ کے لئے منظور شدہ اور قابل عمل کتاب یقین کرتے تھے۔

گورو نانک جی نے ایک اور مقام پر قرآن شریف پر عمل کرنے کا نتیجہ خدا تعالیٰ کا واصل ہونا۔ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے :۔

قرآن کتیب کمائیے   بھوڑی اِت تن لائیے
سچ بھوجھن ان جلائیے   بن تیل دیوا ایوں بلے
کر چانن صاحب ایوں ملے[3]

۱: گورو گرنتھ صاحب راگ کلی محلہ ا ص۹۰۲؛ ۲: جنم ساکھی گورو نانک دیوجی مصنفہ سوڈھی مہربان ص۲۲۵۔

۳: جنم ساکھی ولایت والی ص۱۶۹، جنم ساکھی میکالف والی ص۱۸۱، جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی مہاراج ڈاکٹر پیار سنگھ والی ص۶۸، جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۱۲، جنم ساکھی اردو ص۱۲۹، جنم ساکھی مہربان والی ص۲۱۴۔

گوروجی کو قرآن شریف سے خاص لگاؤ تھا۔ آپ اپنے سفروں کے دوران بھی قرآن شریف اپنے پاس رکھا کرتے تھے چنانچہ گورو ہر سہائے ضلع فیروزپور میں آپکی یادگار کے طور پر ایک قرآن شریف رکھا ہوا تھا[ف۱] اس قرآن شریف کو ۱۹۳۱ء میں جماعت احمدیہ کے وفد نے خاص طور پر گورو ہر سہائے جا کر دیکھا تھا[ف۲] اسی طرح گوروجی کا وہ مقدس چولہ بھی جو آج کل ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور (بھارت) میں بڑی حفاظت سے رکھا ہوا ہے۔ گوروجی کے عاشقِ قرآن اور سچے مسلمان ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ اس چولہ پر جابجا قرآن شریف کی مقدس آیات درج ہیں[ف۳] سکھ کتب میں مرقوم ہے۔ کہ یہ چولہ گوروجی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور خلعت ملا تھا[ف۴] مشہور اکالی لیڈر گیانی کرتار سنگھ جی کے بقول گوروجی کا ایک اور چولہ موضع چولہ ضلع امرتسر میں محفوظ ہے۔ اس پر بھی قرآن شریف کی آیات درج ہیں۔[ف۵]

گوروجی نے قرآن شریف سے متعلق یہ بھی بیان کیا ہے :۔

ترے کونٹاں بھالیاں ترسے سودھے بھید
توریت انجیل زبور ترے پڑھ سن ڈٹھے وید
رہیا فرقان کتیب ٹے کلجگ میں پروان[ف۶]

یعنی۔ گوروجی فرماتے ہیں کہ میں نے ہر طرف ڈھونڈ کی اور بہت تحقیق سے کام لیا میں نے توریت۔ انجیل اور زبور تینوں کتب کی خوب چھان بین کی اور ویدوں کو بھی

ف۱ : ۔ خالصہ سماچار امرتسر ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء ف۲ : ۔ چشمہ معرفت ص۲۳۸، پراچین بیڑاں ص۲۰۱۹۔ پریت لڑی جون ۱۹۴۵ء۔

ف۳ : ۔ نیتھ پرکاش حاشیہ ص۶۲۔ گوردھام سنگرہ ص۶۵۔ مہان کوش ص۱۳۲۷۔ جیون سری پند ص۱۲۔ گوردھام دیدار ص۲۰۱۔ اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۸۱۔ گوردوارے درشن ص۸۱۔

ف۴ : ۔ گوردگرنتھ کوش ص۶۲۔ پنتھ پرکاش بسرام ۹ ص۵۴۔ جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۲۵۹۔ نانک پرکاش سمپادت ص۹۰۵۔ ف۵ : ۔ ہمارا نانک ص۱۳، مقدس چولہ ص۷۵، حاجی گورو نانک جی ص۴۹، گورو نانک ہندو نہیں تھے ص۶۲۔ ف۶ : ۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۴۴۔

غور سے پڑھا، سنا اور دیکھا۔ میری اس تمام تحقیق اور چھان بین کا نتیجہ یہی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے لئے صرف قرآن شریف ہی منظور شدہ اور کارآمد کتاب ہے۔

ان باتوں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ گوروجی کو قرآن شریف سے بہت عقیدت تھی۔ جو ان کے مسلمان ہونے کی بیّن دلیل ہے۔ پنڈت گنڈا رام لکھتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے گورو نانک جی کے اسلام کا اعلان کیا اور اس کے ثبوت میں گوروجی کا یہ مقدس چولہ پیش کیا۔ تو بعض سکھ اکابر پنڈت لیکھرام جی کے پاس گئے۔ اور انہیں اس کا جواب لکھنے کی ترغیب دی۔ تو پنڈت جی نے یہ شرط پیش کی کہ پہلے گوروجی کا چولہ میرے حوالہ کر دیں اسے ماچس لگا کر جلا دوں پھر جواب لکھوں گا۔[ف۱]

اس سے واضح ہے کہ پنڈت لیکھرام ایسا مکذب اسلام بھی خوب جانتا تھا۔ کہ جب تک یہ چولہ موجود ہے۔ گوروجی کو اسلام سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قرآن شریف کی پاکیزہ آیات والا مقدس چولہ وہی شخص پہن سکتا ہے۔ جو اسلام کا شیدائی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فدائی ہو کسی بھی غیر مسلم سے ایسا چولہ زیب تن کرنے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اور نہ تاریخ سے ایسی کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے کہ کسی ایسے شخص نے قرآن شریف کی پاکیزہ آیات والا مقدس چولہ بڑی عقیدت کے ساتھ زیب تن کیا ہو۔ جو دل سے اسلام کا مخالف اور قرآن شریف کا مکذّب ہو۔ اور اپنے کلام میں قرآن شریف میں مذکورہ نظریات اور خیالات بیان کرے۔ جیسا کہ گورو نانک جی نے کیا ہے۔

ہم یہاں اس چولہ کا وہ خاکہ بھی پیش کئے دیتے ہیں۔ جسے چوہدری کرتار سنگھ جی نے اپنے جغرافیہ ضلع گورداسپور میں درج کیا ہے۔ یہ جغرافیہ پاکستان بننے سے قبل ضلع گورداسپور کے پرائمری سکولوں میں پڑھایا جاتا تھا۔ ۱۹۲۱ء کے پبلشر لالہ ملکھ راج دگل کتب فروش بٹالہ تھے۔ اور یہ گورنمنٹ انڈیا سے رجسٹری شدہ تھا۔

ف۱ : ۔ سوانحعمری پنڈت لیکھرام آریہ مسافر وتاریخ آریہ سماج ص۱۰۱ ویچی کھوج حصہ اوّل ص۹۔

خاکہ چولہ صاحب

یاد رہے کہ چوہدری کرتار سنگھ جی نے تو گورو نانک جی کے مقدس چولہ کا مندرجہ بالا خاکہ ہی شائع کیا ہے۔ مگر بعض سکھ اخباروں نے گورو نانک جی کی ایسی تصاویر بھی شائع کی ہیں۔ جن میں یہ مقدس چولہ گورو صاحب کو زیب تن کیئے دکھایا گیا ہے۔ ؎۲

؎۱ :۔ جغرافیہ ضلع گورداسپور بالمقابل ص۱۰۱ مطبوعہ ۱۹۳۵ء ؛

؎۲ :۔ ہفت روزہ سچا ڈھنڈورہ امرتسر گورو نانک نمبر ۱۹۲۶ء ، روزنامہ اجیت جالندھر گورو نانک نمبر ۱۹۶۹ء ؛

اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء علیہم السّلام پر ایمان

اسلام نے چوتھا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا مقرر کیا ہے۔ گورو نانک جی اس کے بھی قائل تھے۔ چنانچہ گورو جی نے انبیاء علیہم السلام کی وہی تعداد بیان کی ہے۔ جو اسلام نے ظاہر کی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں :۔

سوا لاکھ پیغمبر آئے دُنیا ماہیں ؛ آپو اپنی نوبتیں سبھو چلائے راہے ؎۱

گورو گرنتھ صاحب میں مرقوم ہے :۔

سوا لاکھ پیغمبر تاں کے ؎۲

ایک سکھ وِدوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :۔

"یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے بہت سے نبی رسول اور پیغمبر گذرے ہیں۔ جن کی تعداد کا اندازہ سوا لاکھ تک لگایا گیا ہے۔" ؎۳

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور گورو نانک جی

گورو نانک جی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کو بھی تسلیم کرتے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے :۔

م ۔ محمد من تون من کتاباں چار

من خدا تے رسول نوں سچا ای دربار ؎۴

ایک اور مقام پر گورو جی فرماتے ہیں :۔

ص ۔ صلاحت محمدی مکھ ہی آکھو نت

خاصہ بندہ سجیا سرمتراں ہوں مت ؎۵

؎۱ :۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۴۳ ؛ ؎۲ :۔ راگ بھیروں کبیر جی ص۱۱۶۱ ؛

؎۳ :۔ اخبار شیر پنجاب دہلی پورن ماشی نمبر ۱۹۵۴ء ؛ ؎۴ :۔ جنم ساکھی ولایت والی ص۲۴۷ ، جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی ص۶۲ ؛ ؎۵ :۔ جنم ساکھی ولایت والی ص۲۴۶ ، جنم ساکھی گورو نانک دیو جی ص۶۱ ؛

گورو نانک جی نے یہ بات بھی بالصراحت بیان فرمائی ہے کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے وہی لوگ فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ جو مردار خوری یعنی جھوٹ بولنے سے نفرت کریں گے۔ اور اس کے قریب بھی نہ جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے:۔

"محمدؐ حاماں تاں بھرے جاں مردار نہ کھائے۔" [۱]

گورو نانک جی نے رسُول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاتم المرسلینؐ" اور "خاتم الانبیاءؐ" [۲] بھی تسلیم کیا ہے۔ اور حضور کے الہام [۳] اور معراج شریف کی بھی تصدیق کی ہے [۴] اور حضور پر درود شریف کو بہت بڑی برکات حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے [۵] اور حضور کے ذریعہ دنیا کو اکمل دین ملنے کا اقرار بھی کیا ہے [۶] اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین سے بھی اپنی عقیدت ظاہر کی ہے [۷] اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو خُدا کا شیر تسلیم کیا ہے [۸] نیز حضرت امام اعظم۔ امام شافعی اور امام مالک، احمد بن حنبل کا بھی ذکرِ خیر کیا ہے [۹]

قیامت اور بہشت دوزخ پر ایمان

گورو نانک جی کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ آپ قیامت کے بھی قائل تھے چنانچہ آپ یہ تسلیم کرتے تھے کہ ایک دن ایسا مقرر ہے جبکہ یہ سارا جہان فناہ ہو جائیگا۔ اور اللہ تعالےٰ ہر شخص سے اس کے اعمال کا حساب لے گا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے:۔

اللہ الکھ اگم قادر کرن ہار کریم ٭ سب دنی آون جاونی مقام ایک رحیم
مقام تس نوں آکھئے جس سِس نہ ہووی لیکھ ٭ آسمان دھرتی چلسی مقام اوہی ایک
دن رو چلے نس سس چلے تارکا لکھ پلوئے ٭ مقام اوہی ایک ہے نانکا سچ بگوئے [۱۱]

[۱]:۔ جنم ساکھی گورو نانک دیوجی مصنفہ سوڈھی مہربان صفحہ ۹۵ ٭ [۲]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا اُردو صفحہ ۱۵۰ ٭
[۳]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا اُردو صفحہ ۱۵۴ ٭ [۴]:۔ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۴۲۵، جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۵۶۱۔
[۵]:۔ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۲۶ ٭ [۶]:۔ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۵۲ ٭ [۷]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۹۶ ٭ [۸]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۹۶ ٭ [۹]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۱۶ ٭ [۱۰]:۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۹۶ ٭ [۱۱]:۔ سری راگ محلہ ا صفحہ ۶۴ ٭

شبد ارتھ گورو گرنتھ صاحب میں گورو جی کے اس فرمان کے پیش نظر یہ بیان کیا گیا ہے:۔

"دن اور سورج چلے جائیں گے۔ رات اور چاند چلے جائیں گے لاکھوں ستارے ختم ہو جائیں گے اور باقی صرف اس خُدائے واحد نے ہی رہنا ہے۔" [۱]

حساب کتاب سے متعلق گورو جی نے یہ فرمایا ہے:۔

نانک آکھیئے رے مناں سنئے سکھ سہی ٭ لیکھا رب منگیسیا بیٹھا کڈھ وہی
طلباں پوسن عاقیاں باقی جنہاں رہی ٭ عزرائیل فریشتہ ہوسی آئے تہی
آون جاون نہ سوجھئی بھیڑی گلی پھہی ٭ کوڑ نکھٹے نانکا اوڑک سچ رہی [۲]

گورو نانک جی نے حساب کتاب کے ساتھ ہی نیک لوگوں کا جنت میں اور بُرے لوگوں کا جہنم میں جانا بیان کیا ہے [۳]

الغرض اسلام نے ایک مسلمان کے لئے جو پانچ بنیادی عقائد۔ اللہ، فرشتوں، رسولوں۔ کتابوں اور قیامت پر ایمان مقرر کئے ہیں۔ گورو جی ان کے قائل تھے۔ جیسا کہ ہم مختصر طور پر ذکر کر آئے ہیں۔

اس کے علاوہ گورو جی کلمہ طیبہ۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزے اور حج کو بھی نجات کا ذریعہ تسلیم کرتے تھے۔ گورو جی خود بنفس نفیس حج کرنے کی غرض سے مکہ معظمہ گئے۔ اور برس دن مکہ معظمہ میں ٹھہر کر اپنے ربّ العزت کے حضور نمازیں پڑھتے رہے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہے۔ بلکہ امام الصلوٰۃ بن کر نمازیں پڑھاتے بھی رہے۔

الغرض گورو جی خود مسلمان تھے۔ اور ان کے نزدیک کسی کا مسلمان ہونا کوئی عیب کی بات نہ تھا کہ ان کی مسلمان لڑکی سے شادی کو انکی زندگی پر داغ قرار دیا جاسکے۔

گورو جی نے مسلمان کی تعریف میں یہ بیان کیا ہے:۔

[۱]:۔ شبد ارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۶۴ ٭ [۲]:۔ گورو گرنتھ صاحب رام کلی محلہ ا صفحہ ۹۵۴ ٭
[۳]:۔ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۴۱، صفحہ ۹۵۲، صفحہ ۴۷، صفحہ ۴۹۳ ٭

مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہاوے
اوّل اوّل دین کر مٹھا مشکل مانا مال مساوے
ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکاوے
رب کی رضائے منے سر اوپر کرتا منے آپ گواوے
تو نانک سرب جیاں مہرمت ہوئے تاں مسلمان کہاوے [1]

یعنی مسلمان کہلانا بہت مشکل ہے۔ آسان نہیں۔ جہاں تک ہو سکے مسلمان کہلایا جائے۔ مسلمان لوگ سب سے پہلے خدا تعالیٰ کے اولیا کے دین کو میٹھا سمجھتے ہیں۔ اور خودی، خودروی اور خودپسندی کو مٹا دیتے ہیں اور اپنے مال اور وقت کو خدا کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ اور سچا مسلمان بن کر رسولِ پاک کا سچا خادم بن کر زندگی اور موت کے وہم دُور کر دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا کو صدق دلی سے قبول کر کے اسے خالق و مالک جانتا ہے۔ اور اپنی خودی کو مٹا دیتا ہے۔ اور وہ تمام مخلوق کی ہمدردی اور خیر خواہی اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ اے نانک ایسے لوگ ہی مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں۔

جنم ساکھیوں میں گوروجی کا یہ ارشاد ہے:۔

مسلمان مساوے آپ ؞ صدق صبوری کلمے پاک
کھڑی نہ چھیڑے پڑی اٹھائے ؞ سو مسلمان بہشت کو جائے [2]

ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ گوروجی کے پاک دل میں مسلمانوں کے لئے عزت۔ محبت اور احترام کے جذبات تھے۔ اور وہ خود بھی ان تمام خصائل کے حامل تھے جو انہوں نے ایک سچے مسلمان کے بیان کئے ہیں۔

سکھ ودوان عموماً یہ بیان کرتے ہیں کہ گورو نانک جی نہ ہندو تھے اور نہ مسلمان انہوں نے اپنا ایک الگ نیا مذہب جاری کیا تھا۔ لیکن یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کا ثبوت گورو نانک جی کے بیان کردہ کلام سے دیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ پھر یہ

---

[1]: ۔ گورو گرنتھ صاحب۔ راگ ماجھ کی وار شلوک محلہ ۱ صفحہ ۱۴۱ ؞ [2]: ۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۲ ؞

سوال پیدا ہوگا کہ گوروجی کا اپنا کیا دعویٰ تھا؟ اور جس نئے مذہب کو آپ نے جاری کیا تھا۔ اس کا نام کیا رکھا تھا؟ اس کے عقاید اور اعمال کیا مقرر فرمائے تھے؟ اور اپنے ماننے والوں کے لئے کونسا ضابطہ حیات مقرر کیا تھا؟ نیز ان کے لئے کیا نام تجویز کیا تھا؟ یہ سب باتیں ایک نئے مذہب کے لئے ضروری اور اہم ہیں اور گوروجی کے اپنے فرمودات سے انہیں دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ نہ کہ خیالی گھوڑے دوڑانے کی۔ جب ہم ان باتوں کے پیش نظر سکھ ودوانوں کی تحریرات کی چھان بین کرتے ہیں۔ تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ خود سکھ دانشوروں میں ایک ایسا طبقہ موجود ہے جو برملا یہ کہتا ہے کہ گورو نانک جی کسی نئے مذہب کے بانی نہ تھے۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان سردار کرپال سنگھ نارنگ نے اس سلسلہ میں یہ شہادت دی ہے کہ:۔

”گورو نانک جی کی تعلیم کو عمیق نظر سے پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصد کوئی نیا مذہب جاری کرنا نہ تھا۔۔۔۔۔ گورو نانک جی نے کوئی نیا دھرم جاری کرنے کی کوشش نہیں کی۔۔۔۔۔۔ گورو نانک جی نے کسی نئے دھرم کی بنیاد نہیں رکھی۔“ [1]

ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں:۔

”گورو نانک نے کوئی نیا مذہب جاری نہیں کیا۔ یہ کہنا کہ انہوں نے نیا دھرم جاری کیا۔ ان سے بے انصافی ہے۔“ [2]

ڈاکٹر تارن سنگھ فرماتے ہیں:۔

”گورو نانک جی خود بھی نئے منظم دھرم کا پرچار نہیں کرتے تھے اور نہ ہی نیا دھرم جاری کرنا ان کا منشاء تھا۔“ [3]

گورو گوبند سنگھ جی کا یہ ارشاد ہے:۔

نانک گوبند اک کر دیکھو۔ ہم تیجا مذہب چلائیو ہے۔ [4]

---

[1]: ۔ رسالہ سنت سپاہی امرت سر نومبر ۱۹۶۳ء ؞ [2]: ۔ ہفت روزہ فتح دہلی گورو نانک نمبر ۱۹۶۷ء ؞
[3]: ۔ پوتھی ہر جی تے پوتھی چیتر بھج صفحہ ۲۸ ؞ [4]: ۔ دسم گرنتھ تک تنکرا صفحہ ۴۳ ؞

یعنی۔ "گورونانک جی سے لے کر نو گورو صاحبان نے کوئی اور مذہب مریادہ نہیں چلائی۔ صرف ہمیں ہندو مذہب سے نفرت پیدا ہوئی تو تیسرا پنتھ سنگھوں کا جاری کیا ہے۔" [1]

سکھ و دوانوں کو مسلم ہے کہ تیسرا پنتھ خالصہ گورو گوبند سنگھ جی نے گورونانک جی کی وفات سے ایک سو ساٹھ سال بعد سمت ۱۷۵۶ بکرمی (۱۶۹۹ء) میں جاری کیا تھا۔ ان سے قبل ہندوستان میں دو بڑے مذاہب ویدک دھرم اور اسلام ہی تھے۔ جن کے ماننے والے ہندو اور مسلمان کہلاتے تھے۔

پس ان حوالہ جات سے عیاں ہے کہ سکھ کتب کی رُو سے گورونانک جی کسی نئے مذہب کے بانی نہ تھے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ گورونانک جی کے آبائی مذہب چھوڑنے کی وجہ سے جو خلاء پیدا ہو گیا تھا۔ اس کو آپ نے کیسے پور کیا؟ کیونکہ خلاء کا قائم رہنا تو محال ہے۔ ہم احمدی اور سکھ دنیا ان دو باتوں میں متفق ہیں اور کوئی اختلاف نہیں رکھتے۔

اوّل :۔ گورونانک جی نے اپنا آبائی ہندو مذہب ترک کر دیا تھا۔

دوم :۔ گورو جی کسی نئے مذہب کے بانی نہ تھے۔

اب یہ صورت قابلِ غور ہے کہ گورونانک جی کس مذہب کے پابند تھے اور کس مسلک کے مطابق عمل کرتے تھے؟ جہاں تک گورونانک جی کی پاکیزہ بانی کا تعلق ہے اس سے یہ امر واضح ہے کہ گورو جی نے اسلامی عقاید اور نظریات کو اپنا لیا تھا چنانچہ گوردوارہ ٹریبونل کے ایک فاضل جج نے اپنے ایک فیصلے میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ :۔

"بعض لوگوں کا خیال ہے (دیکھیں ہیوز صاحب کی ڈکشنری آف اسلام) گورونانک نے اپنے مخصوص عقاید اسلام سے اخذ کئے ہیں۔ یہ یقینی بات ہے کہ انہوں نے خود کو اسلام کا مخالف ظاہر نہیں کیا۔" [2]

---

[1] :۔ بچے مکت صـ ۲۰۳ ٭ [2] :۔ اداسی سکھ نہیں صـ ۲۲ ٭

اس سلسلہ میں ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے لکھا ہے کہ گورونانک جی اسلامی توحید کے قائل تھے [1] اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا خاص پیغمبر مانتے تھے [2] اور توحید باری تعالیٰ کا اقرار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان کا نام ہی اسلام ہے۔ پس ان کے حقیقی مسلمان ہونے میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا جبکہ وہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل تھے۔ اس کلمہ کا مفہوم یہی ہے کہ خدا پر ایمان لایا جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا رسول تسلیم کیا جائے اور یہ دونوں باتیں گورونانک جی کو مسلّم ہیں۔ اور اس کا اقرار خود سکھ ودوانوں کو بھی ہے۔ پس اس حالت میں ان کی ایک مسلمان خاتون سے شادی ان کے چال چلن کو بدنام کرنے والی نہیں ہے بلکہ ان کے چال چلن کی بلندی ظاہر کرتی ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حیات خان نے گورونانک جی کو مسلمان سمجھتے ہوئے اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ دیا تھا۔ جسے انہوں نے سنّت ابرار کے مطابق خدا تعالیٰ کی نعمت جانا۔

ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی کے بقول گورو جی نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان بھی بیّن الفاظ میں کر دیا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر جی نے اس سلسلہ میں گورو جی کا یہ عربی شعر نقل کیا ہے ؎

وَطُغَاۃُ هِنْدُسْتَانَ یَدْعُوْنِیْ لَهُمْ ٭ شُكْرًا اِلٰهَ الْعَرْشِ اِنِّیْ مُؤْمِنًا [3]

یعنی۔ ہندوستان کے سرکش لوگ مجھے اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں مومن (مسلمان) ہوں۔ (ان کے دین کی طرف مائل نہیں ہوں)۔

ان حالات اور واقعات کی روشنی میں اگر گورونانک جی کی اس دوسری شادی پر غور کیا جائے۔ جو آپ نے ایک مسلمان خاتون بی بی خانم سے کی تو یہ ایک ناقابل تردید حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ جسے تحریف کے پردوں میں چھپایا نہیں جا سکتا پس کسی شخص کا گورو جی کی اس شادی کو محض اپنے ذاتی خیال کے پیش نظر گورو جی کے نام کو بدنام

---

[1] :۔ جیون چرتر گورونانک دیو صـ ۳۰۷ ٭ [2] :۔ جیون چرتر گورونانک دیو صـ ۳۰۵ ٭
[3] :۔ جیون چرتر گورونانک دیو صـ ۳۰۴، صـ ۳۰۵ کی درمیانی پلیٹ نمبر ۱۷ ٭

کرنے والی قرار دینا بہت بڑی زیادتی ہے۔ کیونکہ گوروجی تو اپنی اس شادی کو عنایت الٰہی تصوّر کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ گورو نانک جی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ علم دیدیا گیا ہو کہ ایک وقت آئے گا۔ جب کہ اُن کی طرف منسوب ہونے والے اور ان کے سکھ کہلانے والے اس شادی سے انکار کر دیں گے اور اُسے گوروجی کے نام کو بدنام کرنے والی قرار دیدیں گے۔ اس لئے گوروجی نے قبل از وقت بیان کر دیا کہ میری شادی الٰہی عنایت ہے مجھے بدنام کرنیوالی قرار دینا بہت بڑی بھول ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ گورو نانک جی کے بعد کسی بھی سکھ گورو نے گوروجی کی اس شادی کا ردّ نہیں کیا۔ اس سے واضح ہے کہ وہ بھی اسے گوروجی کے نام کو بدنام کرنے والی نہیں۔ بلکہ ایک تاریخی حقیقت سمجھتے تھے۔ ورنہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ ایک ایسی ساکھی کا جنم ساکھیوں میں داخل کیا جانا برداشت کر لیتے۔ جو موجودہ زمانہ کے سکھوں کے نزدیک گوروجی کے نام پر کلنگ کا ٹیکہ ہے۔

سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے اس شادی کے انکار کے لئے ایک اور عذر تراشا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"مغل بادشاہ شاہجہان کی حکومت کے درمیانی عرصہ تک ہندو مسلمان آپس میں روٹی بیٹی کی پوری پوری سانجھ رکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے مسلمان لڑکیاں اپنے والدین کی رضامندی سے ہندو لڑکوں سے بیاہی جاتی تھیں۔ اور ہندو لڑکیاں مسلمانوں سے۔ بعد کو [illegible]وں کے زور دینے پر پہلے بادشاہ جہانگیر نے اور پھر شاہجہان نے یہ رسم حکماً بند کر دی۔ ....

سوڈھی مہربان کے بیٹے ہرجی اور بدھی چند ہندالیئے نے ایک چال چلی کہ سری گورو نانک دیوجی کو اس رسم کا پیرو کار ثابت کرنے کے لئے گورو صاحب کی جنم ساکھی میں ماتا سنجھوت یعنی بی بی خانم کی ساکھی جو بالکل فرضی ساکھی ہے لکھ کر شامل کر دی۔ اور ثابت کرنے کی کوشش کی کہ گورو نانک جی نے بھی ہندو مسلم اتحاد کے لئے ایسی شادی کی تھی"۔ [1]

[1]:۔ پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیوجی دیباچہ صٰ۲۷

اگر اشوک جی کا یہ بیان درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر گوروجی کی یہ شادی سابقہ رواج کے مطابق سمجھی جانی چاہیئے۔ اس صورت میں بھی گورو نانک جی کے چال چلن پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا! ورنہ ان کا کریکٹر داغدار قرار پاتا ہے۔ البتہ سکھ ودوانوں کا یہ تسلیم کر لینا کہ گوروجی ہندو مذہب سے نفرت کرتے تھے۔ غور کرنیوالوں کے لئے اس بات کا ثبوت مہیا کرتا ہے کہ گورو نانک جی کی شادی کسی ایسے رواج کے مطابق نہ تھی جیسے اشوک جی بیان کر رہے ہیں۔ بلکہ ان کے اسلام کی طرف میلان اور اسے سچا سمجھنے کی وجہ سے تھی۔ اشوک جی کا یہ عذر ہرگز قابل قبول نہیں کہ یہ شادی کسی ایسے رواج کے مطابق تھی جس میں ہندو مسلمانوں کو اور مسلمان ہندوؤں کو اپنی لڑکیوں کے رشتے دیدیا کرتے تھے۔ اشوک جی نے ایسا رواج جہانگیر اور شاہجہان بادشاہ کے زمانہ میں پایا جانا بیان کیا ہے۔ اور گورو نانک جی اس زمانہ کی شخصیت نہ تھی۔ بلکہ آپ اس سے پہلے بابر کے زمانہ میں گذرے ہیں۔ پس اشوک جی کا یہ عذر باطل ہے کہ گوروجی مسلمان نہ تھے۔ اس لئے ہندو ہوتے ہوئے ان کی شادی مسلمان گھرانہ میں ہوئی۔ اور مسلمان نہ ہوتے ہوئے ان کی شادی مسلمان گھرانہ میں اس لئے ہوئی کہ مسلمان اس زمانہ میں ہندوؤں کو اپنی لڑکیاں دے دیتے تھے اور لے لیتے تھے۔ اشوک جی کو خود بھی مسلم ہے کہ گورو نانک جی ہندو دھرم کے پابند نہ تھے۔ بلکہ وہ اسے ترک کر چکے تھے۔ اس لئے اشوک جی کا یہ تأثر دینا کہ گوروجی کی اس شادی کا ذکر اس لئے سکھ کتب میں کیا گیا کہ تا یہ ثابت کیا جا سکے۔ کہ گوروجی ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ ایک باطل خیال ہے جس کی تاریخی حیثیت کچھ بھی نہیں۔

اشوک جی کا یہ اقتباس پڑھنے کے بعد اور بھی بعض سوالات ابھر کر سامنے آجاتے ہیں۔ مثلاً

اوّل۔ اشوک جی اور ان کے ہم خیال ایسا کوئی حوالہ پراچین سکھ کتب سے پیش نہیں کر سکتے کہ جس سے یہ واضح ہو کہ سوڈھی ہرجی اور بدھی چند نے مشترکہ چال چل کر یہ ساکھی جنم ساکھی میں داخل کی۔ تاکہ گورو نانک جی کو ہندوؤں اور مسلمانوں میں روٹی۔ بیٹی کی

سانجھ کا پیرو کار اور ہندو مسلم اتحاد کا حامی قرار دیا جا سکے۔ یہ اشوک جی کا محض اپنا اختراع ہے۔

دوم :۔ کیا اشوک جی بتا سکتے ہیں کہ جب گورو نانک جی ہندو ہی نہیں تھے تو بدھی چند یا ہرجی سے ایسی حماقت کیونکر سرزد ہو سکتی تھی کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کے پیش نظر گورو نانک جی کی ایک مسلمان خاتون سے شادی کا قصہ خود گھڑ کر جنم ساکھی میں شامل کر دے۔ اشوک جی کی مندرجہ تنقید سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ در پردہ گورو نانک جی کو ہندو سمجھتے ہیں۔ حالانکہ سکھ مسلمات کی رُو سے گورو جی ہندو نہیں تھے اور اشوک جی کی یہ محض قیاس آرائی ہے کہ چونکہ بدھی چند نے ایک بدچلن مسلمان عورت سے شادی کی تھی۔ اس لئے اس کا جواز ثابت کرنے کے لئے اسنے گورو نانک جی کی مسلمان گھرانہ میں شادی کا قصہ گھڑا۔ اشوک جی سے ہمارا مطالبہ ہے کہ ان کے اس قیاس کی بنیاد کیا ہے؟ جبکہ ان کے بقول ہندو مسلمانوں میں ایسی شادیوں کا عام رواج تھا۔ اور ہندو مسلمانوں کو اور مسلمان ہندوؤں کو اپنی لڑکیوں کے رشتے دیتے بھی تھے اور لیتے بھی تھے۔ اس طرح تو بدھی چند کی شادی کا جواز اشوک جی کے اپنے بیان کے مطابق ہی اس زمانہ کا رواج قرار پاتا ہے۔ اور یہ رواج اس زمانہ میں قابل اعتراض نہ تھا۔ تو بدھی چند کو گورو نانک جی کی اس شادی کا قصہ گھڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ اس رواج کی موجودگی میں بدھی چند کے چال چلن پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا تھا کہ اسے اس اعتراض سے بچنے کے لئے گورو نانک جی کی ایک مسلمان خاتون سے شادی کا قصہ گھڑنا پڑا۔ پس حق بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ گورو نانک جی نے ہندو مذہب کو تیاگ کر اسلام اختیار کر لیا تھا۔ اور حیات خان نے ان کو مسلمان سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی بی بی خانم کا رشتہ دیا تھا۔

سوم :۔ کیا بدھی چند کے ایک مسلمان عورت کو اپنے گھر ڈالنے میں سودھی ہرجی بھی اس کے معاون اور مددگار تھے۔ اور ان دونوں نے مل کر گورو نانک جی کی دوسری شادی کا قصہ جنم ساکھی میں داخل کیا۔ تاکہ بدھی چند کے اس فعل کو

جائز قرار دیا جا سکے؟

چہارم :۔ اشوک جی خود بھی شک۔ تذبذب اور تردد میں مبتلا ہیں۔ ورانہیں یقین نہیں کہ یہ قصہ بدھی چند اور ہرجی میں سے کس نے گھڑا ہے۔ پس ان کے عذر کی عمارت محض ہوا پر قائم ہے۔ کسی ٹھوس بنیاد پر نہیں ہے۔

پنجم :۔ اشوک جی اس بات کا تاریخی ثبوت پیش نہیں کر سکتے کہ یہ ہندو مسلم روٹی بیٹی کی سانجھ جو ان کے بقول شاہجہان کی حکومت کے درمیانی عرصہ تک قائم رہی۔ اس کا آغاز کب ہوا؟ اور کیا گورو نانک جی کے زمانہ میں بھی ہندو مسلمان باہمی اتحاد قائم کرنے کے لئے اس رسم پر عمل کیا کرتے تھے؟

گورو نانک جی نے تو اپنے کلام میں واضح الفاظ میں ہندوؤں سے تعلقات توڑنے کی تلقین فرمائی ہے۔ جیسا کہ ان کا ارشاد ہے :۔

"نال کراڑاں دوستی کوڑے کوڑی پائے" [۱]

کون نہیں جانتا کہ پنجاب میں ہندوؤں کو عموماً کھتری یا کراڑ ہی کہا جاتا ہے! اور گورو جی کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے کہ کراڑ ہندوؤں سے میل جول اور دینی تعلقات رکھنا خسارہ کا موجب ہے۔ اس سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

گورو جی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی کو ہندو بھی نہیں کہلانا چاہیئے۔ جیسا کہ ان کا ارشاد ہے :۔

"ایسے عمل ہندو کے دیکھے مت کو ہندو نام کہاوے" [۲]

اس کے برعکس مسلمانوں کے بارہ میں گورو جی کا یہ ارشاد ہے :۔

"مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہاوے" [۳]

یعنی مسلمان کہلانا آسان نہیں۔ بہت مشکل ہے۔ مگر جہاں تک ہو سکے مسلمان ہی کہلاؤ۔

گورو گرنتھ صاحب میں ہندوؤں سے متعلق گورو جی کا یہ ارشاد بھی قابل غور ہے :۔

---

[۱] :۔ گورو گرنتھ صاحب۔ شلوک واراں تے ودھیک محلہ ۱ ص ۱۴۱۲؎

[۲] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا ص ۲۱۵؎ [۳] :۔ گورو گرنتھ صاحب وار ماجھ شلوک محلہ ۱ ص ۱۴۱؎

منھے ٹکا تیڑ دھوتی کُکھائی ؛ ہتھ چُھری جگت قصائی [1]

اور مسلمان کی تعریف یوں کی گئی ہے :-

مسلمان موم دل ہووے ؛ انتر کی مل دل تے دھووے

دُنیا رنگ نہ آوے نیڑے ؛ جیوں کسم پاٹ گھیو پاک ہرا [2]

گورو گرنتھ صاحب کے ان ہر دو اقوال میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ بالکل واضح ہے۔ اس لئے ہم ان کا ترجمہ چھوڑ دیتے ہیں۔

اس حقیقت پر ہم قبل ازیں روشنی ڈال چکے ہیں کہ جنم ساکھی بھائی بالا (یا جنم ساکھی بھائی پیڑا) ایک ایسی کتاب ہے جو سکھ ودوانوں کے بقول گورو نانک جی کی وفات سے ایک سال بعد سمت ۱۵۹۷ بکرمی میں یا ۱۲ سال بعد سمت ۱۶۰۹ بکرمی میں لکھی گئی [3] اس کے پہلے اور قدیم نسخوں میں گورو جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی موجود ہے۔ اور پوری سکھ دنیا کے پاس اس جنم ساکھی کا ایک بھی قدیمی نسخہ ایسا نہیں جس میں یہ ساکھی درج نہ ہو۔ اور پھر یہ بھی قابل غور امر ہے کہ پورانی جنم ساکھیوں میں گورو جی کی دوسری شادی کی ساکھی صرف ایک جگہ درج نہیں بلکہ متعدد مقامات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اور ان میں سے ہر ساکھی گورو نانک جی کی عائلی زندگی کا کوئی نہ کوئی نیا پہلو اجاگر کرتی ہے۔ اور گورو نانک جی کی پاکیزہ زندگی کے ان الگ الگ پہلوؤں سے جو متعدد ساکھیوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ ایک پاکباز اور راستباز انسان کی ساری گھریلو زندگی کا ایک خوبصورت نقشہ ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔ پس کون دانشور یہ کہہ سکتا ہے کہ جنم ساکھی کے مختلف مقامات پر درج یہ الگ الگ ساکھیاں۔ جن سے گورو نانک جی کی پاک اور مطہر زندگی کے مختلف پہلو نکھر کر سامنے آتے ہیں۔ سب کے سب وضعی اور بعد کی ملاوٹ ہیں۔ مثلاً ایک ساکھی میں مذکور ہے کہ گورو نانک جی نے بی بی خانم کے والدین۔ حیات خاں افغان اور اس کی بیوی گوہر خانم کو اپنے دوستوں کے ذریعہ شادی کا پیغام بھجوایا تھا۔ جسے ان دونوں میاں بیوی نے بخوشی منظور کر لیا تھا۔ اور حیات خاں منجھ اور اس کی بیوی گوہر خانم نے اپنی دختر نیک اختر

[1] :- گورو گرنتھ صاحب مارو محلہ ۵ صفحہ ۱۰۸۴ ؛

[2] :- گورو گرنتھ صاحب وار آسا شلوک محلہ ۱ صفحہ ۴۳۲ ؛

[3] :- [illegible]

بی بی خانم خدا تعالیٰ کے نام پر گورو نانک جی کو سونپ دی تھی۔ اس پر گورو نانک جی بہت خوش ہوئے تھے۔ اور انہوں نے حیات خان اور اسکی بیوی کو بہت دعائیں دی تھیں۔

پھر یہ بھی مرقوم ہے کہ شادی کے بعد گورو جی کو سفر پر جانے کی ضرورت پیش آئی تو آپ نے اسے اپنے ایک غریب مسلمان دوست کے ہاں ٹھہرایا۔ ان کے ایک امیر ہندو دوست نے خواہش کی کہ گورو جی اپنی اہلیہ بی بی خانم کو اس کے گھر بھجوا دیں۔ وہ اسے اپنی بیٹی کی طرح رکھے گا۔ مگر گورو جی نے اس بات کو پسند نہ کیا۔ اور فرمایا :-

"گوپی ناتھ اینتھے بھلی ہے۔ اتے تیرے گھر بھلی ناہیں"۔ [1]

گورو نانک جی خوب جانتے تھے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا آپس میں تمدنی اور معاشرتی لحاظ سے بہت فرق ہے۔ ان کا کھانا پینا۔ رسم و رواج اور بود و باش کے طریق ایک دوسرے سے بہت مختلف بلکہ متضاد ہیں۔ اور جو چیز کھانا مسلمانوں میں حلال سمجھا جاتا ہے۔ وہ ہندوؤں میں حرام ہے۔ اس لئے انہوں نے خیال کیا کہ اگر ان کی مسلمان بیوی بی بی خانم ان کے ہندو دوست کے گھر رہی تو ہندو مسلم تمدن اور معاشرے کا فرق اس کے لئے بہت سی مشکلات پیدا کرنے کا موجب ہوگا اور اسکی زندگی کو اجیرن بنا دے گا اس لئے گورو جی نے یہی مناسب اور درست خیال کیا کہ اسے اپنے مسلمان دوست کے گھر چھوڑ جائیں۔ خواہ وہ غریب ہی ہے۔

اس سلسلہ میں جنم ساکھی کی ایک یہ ساکھی بھی ہے کہ ایک مسلم عالم شیخ مالو یہ سنکر کہ گورو جی نے دوسری شادی ایک مسلمان خاتون سے کی ہے۔ گورو جی کے پاس آیا اور اپنی سُنی سنائی بات کی بنا پر گورو جی سے دریافت کیا کہ کیا وہ ہندو ہیں ؟ اور اگر ہندو ہیں۔ تو انہوں نے ایک مسلمان لڑکی سے خلاف شریعت کیسے شادی کی ؟ گورو جی نے اس کے جواب میں ایک شبد بیان کیا۔ جو کچھ فرق کے

[1] :- جنم ساکھی قلمی ورق نمبر ۳۲۰ ؛

ساتھ گورو گرنتھ صاحب کے راگ بسنت میں بھی ملتا ہے ۔ اس شبد میں گورو جی نے اپنے رنگ میں اپنی اسلام سے وابستگی ہی بیان کی ہے ۔ اور بتایا ہے کہ اب ہندوستان میں اسلامی دَور شروع ہوگیا ہے ۔ اور خدائے قدوس کا اسم ذات اللہ رائج ہوگیا ہے ۔ اور ہندو رسومات کی جگہ لوگ وضو کر کے اذانیں اور نمازیں پڑھنے لگ پڑے ہیں ۔ اور ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں ۔ اور چاروں کونٹوں سے سلام سلام کی آوازیں آرہی ہیں ۔ ہندی اور سنسکرت کی جگہ عربی اور فارسی نے لے لی ہے اور گھر گھر ذکر الٰہی کیا جارہا ہے ۔ اور اس شبد میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کا حکمران میر بابر کو بنانا پسند کیا ہے تو میری کیا مجال ہے کہ میں کوئی عذر کروں ۔

گورو جی کے اس شبد کی روشنی میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ گورو جی نے شیخ مالو کو یہ جواب دیا کہ اب اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیّت کے ماتحت اسلامی دَور شروع کر دیا ہے ۔ تو ہم اسلام سے باہر کیونکر رہ سکتے ہیں ۔ ہم نے بھی اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کے ہاں شادی کر کے تمدنی تعلقات بھی پیدا کر لئے ۔

یاد رہے کہ گورو جی نے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار اپنے ایک عربی شعر میں صاف الفاظ میں کیا ہے ۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے :-

طغاۃ ھندستان یدعونی الیھم : شکراً الٰہ العرش انی مومنا[1]

یعنی ۔ ہندوستان کے سرکش لوگ مجھے اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں ۔ الٰہ العرش کا شکر ہے کہ میں مومن مسلمان ہوں ۔ (ان کے دین کی طرف مائل نہیں ہوں) ۔

باقی رہا گورو نانک جی کا ہندو ہونا یا نہ ہونا ۔ یہ تو کوئی اختلافی مسئلہ نہیں جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے کہ سبھی سکھ تسلیم کرتے ہیں کہ گورو جی ہندو دھرم چھوڑ چکے تھے ۔ ہم احمدی بھی از راہ تحقیق اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ گورو جی نے اپنا آبائی مذہب ترک کر دیا تھا ۔ اور توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمدیہ کو قبول کر لیا تھا ۔ نیز ہندو قوم

---

[1] :- جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۲۰۴ ، صفحہ ۲۰۵ کے درمیانی پلیٹ ۱۷ :

کے مشہور و معروف ریفارمر اور آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند جی کو بھی اسکا اعتراف ہے کہ گورو جی ویدوں کے منکر بلکہ مکذب تھے ۔

جنم ساکھی بھائی بالا کی مندرجہ بالا ساکھی سے یہ بھی واضح ہے کہ گورو جی سے گفتگو کرنے کے بعد مسلمان عالم شیخ مالو کی تسلی ہوگئی تھی ۔ اور اسے معلوم ہوگیا تھا کہ اسکا اعتراض محض سنی سنائی بات پر مبنی تھا ۔ گورو جی نے ایک مسلمان خاتون سے شادی مسلمان ہونے کی حالت میں کی تھی ۔ ہندو ہونے کی حالت میں نہیں ۔ اور کوئی مسلمان ان کے ہندو ہوتے ہوئے اپنی لڑکی کا رشتہ نہیں دے سکتا تھا ۔ اور شیخ مالو جی کے بیان سے بھی یہ ثابت ہے کہ گورو نانک جی کے زمانہ میں نام مسلمان بھی کسی ہندو کو اپنی لڑکی کا رشتہ دینا خلاف شریعت اور خلاف رواج جانتے تھے ۔ اس سے اشوک جی کے اس بیان کی تردید ہوجاتی ہے کہ گورو نانک جی کے زمانہ میں ایسا رواج موجود تھا کہ مسلمان ہندوؤں کو اپنی لڑکیاں بیاہ دیتے تھے ۔

ایک ساکھی میں مرقوم ہے کہ جب گورو جی اس دوسری شادی کے بعد اپنے ہندو خسر سے ملے تو اس نے بہت برا منایا ۔ اور گورو جی کو جلی کٹی بھی سنائیں کہ انہوں نے دوسری شادی کیوں کی ہے ۔ اجتے رندھاوے کے سمجھانے بجھانے پر گورو جی کا خسر ان کے لئے کھانا لایا ۔ مگر گورو جی نے اس کا کھانا قبول نہ کیا ۔[1]

پھر آگے چل کر ایک اور ساکھی میں لکھا ہے کہ گورو جی کا ہندو خسر ، ہندو ساس ۔ اور ہندو بیوی غصے سے بھرے ہوئے گورو جی کے پاس آئے اور انہوں نے گورو جی سے سخت کلامی بھی کی ۔ اجتے رندھاوے نے گورو جی کے خسر سے کہا :-

"سن تو مہتہ مولا ۔ توں کیوں سادھ اتیت نوں دکھانودا ہے ۔ تیرے کم توں تاں گیا ۔ تیرے پاسوں تاں کچھ منگدا ناہیں ۔ تسیں کیوں اتنا کھوڑ و کردے ہو ۔ تاں مولے آکھیا چوہدری جی نکل گیا آہا ۔ تاں صبر کر کے رہے ۔ ہن دت سرپ لگا ہے ۔ اتے جی اک تاں کو ماہ گینتا ہس ۔ ایہہ جو تڑکی آن رکھی ہس ۔ اتے اپنا

---

[1] :- جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۲۰ :

ٹبر چھڈ دتا ہس ..... اجتے آکھیا۔ سن تاں موے صبر کر رہو۔ کیوں سادھ اتیت نوں دکھانودا ہیں۔ تاں موے آکھیا۔ جی تسیں سادھ آکھدے ہو۔ میں تاں جاندا ہاں ایس جیہا کوئی کھوٹا ناہیں۔" [1]

اس موقعہ پر گورو جی کی ہندو ساس نے جن جذبات کا اظہار کیا اسے جنم ساکھی میں یوں بیان کیا گیا ہے :۔

"چندو رانی کڑکی جیوں بجلی کڑکدی ہے۔ سُن تو دے نانک پتا ناؤں رکھاؤنا اتے اپنا ٹبر چھڈ دتو ہی۔ اتے کو راہ کر آئیوں۔ بھلا تپا ناؤں رکھاؤنا۔" [2]

گورو جی کی پہلی بیوی نے گورو جی کی اس شادی پر جس غیظ و غضب کا اظہار کیا تھا۔ اسے جنم ساکھی کے قلمی نسخوں میں یوں درج کیا گیا ہے :۔

"چونی بولی۔ ہن تاں تیرے نال گل کرنی بھی بھلی ناہیں۔ پر آکھ دکھا جو تیں لاداں لیتیاں آہیاں۔ تینوں لاداں دی بھی شرم نہیں۔ اجیہا بے شرم ہوئے کھڑو ناہیں۔ تاں اجتے آکھیا جاہ ماتا جی تیرا بولن بندا ناہیں۔ بھلا تیرا ماؤں پیو بہتیرا بولدے ہین توں بول ناہیں۔" [3]

گورو نانک جی نے اپنے ہندو خسر۔ ساس۔ اور پہلی بیوی کے طعن و تشنیع کے جواب میں صرف خاموشی ہی اختیار کی تھی۔ اور ان کی کسی بھی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ چنانچہ جنم ساکھی میں مرقوم ہے :۔

"گورو نانک جی چپ کر رہیا بولے ناہیں۔" [4]

اس واقعہ سے بھی مسلمانوں میں نہ صرف آپ کی شادی کی تصدیق ہوتی ہے۔ بلکہ آپ کے صبر اور برداشت اور تحمل کا خلق بھی اجاگر ہوتا ہے۔

اور ایک ساکھی میں یہاں تک مرقوم ہے کہ گورو جی اپنی مسلمان بیوی کو خدا تعالیٰ کی عنایت سمجھتے تھے۔ اس وجہ سے اپنی اس بیوی کا بہت احترام کرتے تھے۔ ان کی یہ

---

[1] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا ورق ۲۵۸ ؛ [2] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۲۵۸ ؛

[3] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۱۵۸ ؛ [4] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۲۵۸ ؛

پاکدامن بیوی بھی ان کا بہت ادب کرتی تھی[1]۔ نیز گورو جی اسے یہ نصیحت بھی کرتے رہتے تھے کہ وہ کسی بھی بات کا غرور نہ کرے۔ اور نہ اپنی خوش بختی پر اترائے[2]۔

گورو نانک جی کی اس مسلمان بیوی سے متعلق ایک یہ ساکھی بھی درج ہے کہ گورو جی کے ہاں اس کے بطن سے دو لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں اور تیسرے بچہ کی پیدائش پر وہ بیمار ہو گئی تھی۔ گورو جی اس کی بیماری کے دوران ایک باخدا اور برگزیدہ انسان کی طرح رب العزت کے حضور بہت عجز۔ انکساری اور تضرع سے دعائیں کرتے رہے[3]۔ گورو جی کا رب العزت کے متعلق یہ اعتقاد تھا کہ :۔

نانک حکم نہ چلئی نال خصمے چلے ارداس [4]

یعنی۔ اے نانک خدا تعالیٰ کے حضور کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ البتہ انسان کا فرض ہے کہ وہ عاجزی سے گڑگڑا کر دعائیں کرتا رہے۔ اس واقعہ سے آپ کی توجہ الی اللہ کا ثبوت ملتا ہے۔

گورو جی نے جنم ساکھی بھائی بالا کے قلمی نسخوں کے مطابق بہت دعائیں کیں مگر تقدیر کا نوشتہ پورا ہو کر رہا۔ اور گورو جی کی یہ پاکدامن رفیقہ حیات جسے آپ اللہ کی عنایت سمجھتے تھے۔ تیسرے بچہ کی زچگی میں اپنے حقیقی مولا سے جا ملی۔ اور اپنے بزرگ۔ خدا رسیدہ اور پاکباز خاوند کو داغ مفارقت دے گئی۔ گورو جی اس کی وفات پر بہت اداس اور غمگین ہو گئے۔ گورو جی کے نیک دل پر اس کا اثر ہونا ایک طبعی اور لازمی امر تھا۔ کیونکہ گورو جی ایک نرم دل بزرگ تھے نہ کہ سنگدل۔

پس ان واقعات اور حالات کی موجودگی میں کون دانشور یہ باور کر سکتا ہے کہ یہ متعدد ساکھیاں جو جنم ساکھی کے الگ الگ مقامات پر درج ہیں اور جن سے گورو نانک جی کی گھریلو زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ اور ان کا نہایت خوبصورت اخلاقی اور روحانی چہرہ سامنے آجاتا ہے۔ سب کی سب بعد کی ملاوٹ ہیں۔ اور ایسے

---

[1] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۳۷۳ ؛ [2] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا گورمکھی ورق ۳۷۳ ؛

[3] :۔ جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۳۷۳ ؛ [4] :۔ گورو گرنتھ صاحب۔ راگ آسا محلہ ۱ صفحہ ۴۷۴ ؛

دوسرے لوگوں نے خود وضع کرکے جنم ساکھی میں ملا دیا ہے۔

اگر ایسا ممکن ہے تو پھر کہا جا سکتا ہے کہ گورو نانک جی کے سوانحی حالات سے متعلق جو کچھ بھی مختلف ساکھیوں کی شکل میں ہم تک پہنچا ہے وہ سب کا سب فرضی، جعلی اور بعد کی ملاوٹ ہے۔ گورو نانک جی سے اس کا قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ عام طور پر موجودہ زمانہ کے سکھ ودوان گورو نانک جی کے دوسرے بیاہ کی یہ ساکھی جنم ساکھیوں میں شامل کرنے کا الزام سوڈھی مہربان اور بابا بدھی چند بنداؔ لیئے کے سر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اس بات کا فیصلہ نہیں کر پائے کہ ان دونوں میں سے کس نے یہ ساکھی جنم ساکھیوں میں ملائی تھی۔

ایک سکھ ودوان ڈاکٹر سوریندر سنگھ دوسانجھ نے اس تعلق میں تیسرا راستہ اختیار کیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ ساکھی نہ تو سوڈھی مہربان اور نہ بدھی چند نے بلکہ ڈیروں کے مہنتوں کے ذریعہ جنم ساکھیوں کا حصہ بنی ہے۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے:-

"بھائی بالے والی جنم ساکھی کے متعدد نسخے بی بی منجھوت اور سہج کو سہج کی ساکھی گورو نانک کے ساتھ جوڑتے ہیں..... قارئین کرام ان ساکھیوں کو "سکھ میوزم" امرت سر میں موجود نسخہ سے "بھائی صاحب باگڑیاں، پیارے لال کپور دہلی، منوہر سنگھ مارکو دہلی وغیرہ کے پاس موجود نسخوں سے پڑھ سکتے ہیں۔ ان ساکھیوں سے واضح ہے کہ ڈیروں کے سنتوں یا مسندوں نے اپنی زندگی کی شہوانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ایسی ساکھیاں گورو نانک جی کے ساتھ جوڑ کر اپنے لئے راستہ بنایا ہے"[1]

گویا کہ تیسرا نظریہ یہ ہے کہ ماتا منجھوت کی ساکھی جنم ساکھیوں میں ڈیروں کے مہنتوں کے ذریعہ سے ملی ہوئی ہے۔ سوڈھی مہربان یا بدھی چند وغیرہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

---

[1]: - گورو نانک جی ارے بیج بیج صفحہ ۳۴

بھائی منی سنگھ جی اور گورو نانک دیو جی کی دوسری شادی

بھائی منی سنگھ جی ایک مشہور سکھ بزرگ گزرے ہیں۔ آپ گورو گوبند سنگھ جی کے کاتب تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ نے تمام عمر شادی نہیں کی اور مجرد رہ کر زندگی گذار دی۔ جیسا کہ ایک سکھ ودوان سردار سر جیت سنگھ سوکھی بیان کرتے ہیں:-

"بھائی منی سنگھ نے تمام عمر شادی نہیں کی تھی"[1]

اس کے برعکس گیانی گرجا سنگھ جی نے "بھٹ بہیوں" کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بھائی منی سنگھ جی نے دو شادیاں کروائی تھیں۔ ان کی ایک بیوی کا نام شیوبائی تھا اور دوسری کو کھیمی کہتے تھے۔ ان دونوں کے بطن سے ان کے ہاں دس لڑکے۔ چتر سنگھ۔ بچتر سنگھ۔ اُدے سنگھ۔ انک سنگھ۔ عجب سنگھ۔ عجائب سنگھ گوربخش سنگھ۔ بھگوان سنگھ۔ بلرام سنگھ اور دیسا سنگھ رہت نامے والا۔ ہوئے تھے۔[2]

بھائی منی سنگھ جی کی طرف منسوب شدہ کتب میں گورو نانک جی کی مسلمانوں کے ہاں اس دوسری شادی کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک کتاب گیان رتنا دلی یا جنم ساکھی بھائی منی سنگھ میں مجمل رنگ میں اور دوسری کتاب "بھگت رتنا دلی" میں واضح طور پر۔ اور اسی ساکھی میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ گورو نانک جی کے حیات خاں منجھ کی دختر نیک اختر بی بی خانم سے بیاہ والی ساکھی چھوٹے میل والوں نے خود وضع کرکے بعد کو جنم ساکھی بھائی بالا یا پیڑا موکھا میں شامل کر دی ہے۔ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ ان کی طرف منسوب کتاب "جنم ساکھی بھائی منی سنگھ" میں مرقوم ہے:-

---

[1]: - اجیت جالندھر ۱۱ر جنوری ۱۹۷۷ء

[2]: - تمہید بلاس حاشیہ صفحہ ۲۶

"اِک سمے بھائی منی سنگھ جی تھیں سکھاں پرشن کیتا - جو گوشٹ جنم ساکھی پہلی پاتشاہی ہے - اس وِچ چھوٹے میل والیاں[۱] کئی اجگتاں ان بندیاں پائے دتیاں ہن - جس نوں سن کے سکھاں دا صدق گورو نانک ولوں گھٹ جاندا ہے - جیسے دودھ میں پانی رلائے وچے تے ہنس اس وچوں بھن بھن کر لیندا ہے - تیسے تسیں بہاں ہنس ہو - کہ پاکر کے گورو کے بچن تے میناں دے بھن بھن کر دیہو" [۲]

گو اس مندرجہ بالا حوالہ میں جنم ساکھی میں کئے گئے رد و بدل کی کوئی نشان دہی نہیں کی گئی - بلکہ اشاروں میں ہی سوڈھی مہربان اور اس کے عقیدتمندوں کا جنم ساکھی میں رد و بدل کرنا بیان کر دیا گیا ہے - اور بھائی منی سنگھ جی کی طرف منسوب شدہ دوسری کتاب میں اس بگاڑ کی نشاندہی کر دی گئی ہے - اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے گورو جی کے دوسرے بیاہ کی شادی جنم ساکھی میں شامل کی تھی - جیساکہ مرقوم ہے کہ :-

"سکھاں نے ارداس کیتی جو گوشٹاں اگے ہوئیاں ہن - سو چھوٹے میل والیاں نے گوشٹ وچ الٹی مت دیاں باتاں لکھ چھوڑیاں ہن - جو بابے رنگھڑی دی بیٹی بیاہی ہے" [۳]

اس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ بھائی منی سنگھ جی کے زمانہ میں گورو جی کی اس شادی سے انکار کا آغاز ہوا - کیونکہ اس سے قبل کی کوئی تحریر یا حال سامنے نہیں لائی گئی - بھائی منی سنگھ گورو گوبند سنگھ جی کے ہمعصر تھے اور یہ ایک حقیقت

---

۱ :- یاد رہے کہ سکھ کتب میں "چھوٹے میل والے" گورو رام داس جی کے بڑے لڑکے بابا پرتھی چند اور ان کی اولاد سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو کہا گیا ہے - جیساکہ سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ لکھتے ہیں :-

"پرتھی چند سری گورو رام داس جی کا بڑا لڑکا جو سمت ۱۶۱۵ بکرمی میں پیدا ہوا - اسکی وفات سمت ۱۶۷۵ بکرمی میں ہیہر ہوئی - اسکی اولاد کے سوڈھی "چھوٹے میل والے" کہلاتے ہیں" (مہان کوش صفحہ ۶۰۳)

۲ :- جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۱ ؛ ۳ :- بھگت رتناولی صفحہ ۱۸۴، ۱۸۵ ؛

ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کا یہ نظریہ تھا کہ جو شخص کسی مسلمان عورت سے شادی کر کے ازدواجی تعلقات قائم کر لے وہ مسلمان ہے - اصل میں اسی نظریئے کی بناء پر ہی بھائی منی سنگھ جی کی طرف منسوب شدہ کتب میں گورو جی کی اس دوسری شادی سے انکار کیا گیا ہے - اور اسے چھوٹے میل والوں کی ملاوٹ قرار دیا گیا ہے[۱] ورنہ کوئی اور دلیل یا معقول وجہ اس شادی سے انکار کی پیش نہیں کی گئی - کیونکہ اس صورت میں اگر سکھ دنیا یہ تسلیم کر لے کہ گورو جی نے مسلمان عورت سے شادی کی تھی تو وہ گورو نانک جی کو اپنے مسلمات کی رو سے بھی مسلمان ماننے پر مجبور ہو گی -

بھائی منی سنگھ جی کی دونوں کتب کے مندرجہ بالا حوالوں سے واضح ہے - کہ سوڈھی مہربان یا اس کی اولاد میں سے کسی نے جنم ساکھی میں رد و بدل کئے تھے - اور گورو جی کے دوسرے بیاہ کی ساکھی خود وضع کر کے درج کی تھی - اس سلسلہ میں ایک اور سکھ ودوان سردار شمشیر سنگھ جی اشوک نے لکھا ہے :-

"رنگھڑی والی فرضی ساکھی سوڈھی مہربان کے بیٹے سوڈھی ہر جی نے وضع کی ہے یا بدھی چند ہندالیئے نے - اس بارہ میں ذرا گہرائی میں جاکر غور کرنے کی ضرورت ہے - یہ ساکھی اور ایسی ہی دوسری قابل اعتراض ساکھیاں جو مینوں اور ہندالیوں کی طرف سے گورو گھر پر کاری ضرب لگانے کی کسی خفیہ تحریک کے زیر اثر وضع کی گئی تھیں - گورو گوبند سنگھ جی کے درباری ودوان بھائی منی سنگھ جی نے نہیں اپنائیں" [۱]

بھائی منی سنگھ جی نے اگر نہیں اپنائیں تو اس کی کوئی ٹھوس وجہ بیان نہیں کی - اشوک جی نے اپنی ایک اور کتاب میں اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے :-

"سکھوں میں اس جنم ساکھی کے بارہ میں یہ کہاوت ہے کہ سوڈھی مہربان نے اسکی تصنیف کر کے گورو نانک کی تاریخ کو توڑ مروڑ کر من مت کے سانچے میں ڈھال

- پوراتن جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی کی - دیباچہ صفحہ ۳۵ ؛

دیا۔ اور گوربانی کے الٹ پلٹ معنے کر کے اس سے اپنے مت کی تائید کی "۔ [۱]

سکھ دُنیا میں تو یہ بھی مشہور ہے کہ سوڈھی مہربان جی گورو ارجن جی کے متبنٰے اور تربیت یافتہ تھے اور انہوں نے گورو نانک جی کی جو جنم ساکھی مرتب کی۔ اس کا زیادہ انحصار گورو نانک جی کے بیان کردہ کلام پر ہے۔ اور وہ گورو نانک جی کے سوانحی حالات سے متعلق ابتدائی تصنیف ہے۔ چنانچہ خالصہ کالج امرت سر کی طرف سے شائع شدہ جنم ساکھی گورو نانک جی مصنفہ سوڈھی مہربان [۲] کے دیباچہ میں ڈاکٹر کرپال سنگھ جی لکھتے ہیں :۔

" اس جنم ساکھی کا مصنف گورو خاندان میں سے ہے۔ جسے گورو ارجن دیو جی کی سنگت میں رہنے کا شرف حاصل تھا۔ اور سری گورو نانک دیو جی سے متعلق مروجہ روایات سے بخوبی واقف تھا...... مہربان جی نے اپنی جنم ساکھی کا انحصار لوگوں میں مشہور غلط باتوں کو نہیں بنایا۔...... مہربان جی نے خاص کر گورو صاحب کے کلام کو ہی ان کے سوانحی حالات لکھنے کا اوّل ذریعہ بنایا ہے...... یہ ایک درست راستہ تھا جسے بعد میں دوسرے جنم ساکھیوں کے مصنفین نے بھی اپنایا۔" [۳]

پس اشوک جی کا یہ کہنا کہ سکھوں میں یہ مشہور ہے کہ سوڈھی مہربان نے یہ جنم ساکھی توڑ مروڑ کر لکھی تھی۔ ایک بے بنیاد بات ہے۔ جو گورو رام داس جی کے بڑے بیٹے کے بغض اور عناد کے نتیجہ میں مشہور ہوئی۔ اشوک جی نے مہربان کے "مینا من مت" کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ مگر اس کی کوئی نشان دہی نہیں کی کہ وہ کیا تھا۔ اور اس کے عقاید وغیرہ کیا تھے۔ خالصہ کالج کی طرف سے شائع شدہ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان میں سوڈھی صاحب موصوف کی عملی زندگی کا یوں تعارف کروایا گیا ہے :۔

" مہربان کی زندگی بہت "اُوچی" اور "سُچی" تھی۔ آپ جہاں مذہبی اور روحانی مسائل کو سمجھتے تھے وہاں عمل بھی کرتے تھے۔ آپ کی زندگی ایک عملی زندگی تھی۔ آپ روزانہ علی الصبح اُٹھتے۔ تسبیح پھیرتے۔ جپ جی صاحب کے

---

[۱] :۔ سوڈھی مہربان جیون تے رچنا صہ ۸۱ ؛ [۲] :۔ یاد رہے کہ اشوک جی کا اقرار ہے کہ اس جنم ساکھی کو شروع سے آخر تک انہوں نے ہی ایڈٹ کیا ہے گو اس کے صفحہ اوّل پر انہیں مددگار ایڈیٹر ظاہر کیا گیا ہے۔

[۳] :۔ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان دیباچہ صہ ۲۶ ؛ (سوڈھی مہربان جیون تے ساہت صہ ۲)

اکیس [۱۱] پاٹھ روزانہ کرتے۔ اور ہر روز کچھ نہ کچھ دان بھی کرتے تھے۔ آپ کے "اُچے" اور "سُچے" جیون کی وجہ سے سنگتیں آپ کا بہت ادب اور احترام کرتی تھیں "۔ [۱]

الغرض سوڈھی مہربان کا بلند کردار سکھ ودوانوں کو بھی مسلم ہے۔ ایسے شخص کے متعلق بعض سکھ ودوانوں کا یہ خیال کرنا کہ اس نے گورو نانک جی کی سوانعمری میں غلط باتیں شامل کیں۔ اور اپنی جنم ساکھی توڑ مروڑ کر لکھی۔ ایک بہتان ہی کہلائے گا۔ ایک اور سکھ ودوان نے اس بہتان کا یوں اعادہ کیا ہے :۔

" پانچویں گورو ارجن جی کے عہد میں پرتھی چند کے بیٹے سوڈھی مہربان نے اپنی بانی بنا کر اس میں نانک تخلص استعمال کر کے گوربانی بگاڑنے کی ہی سعی نہیں کی بلکہ جنم ساکھیوں میں بھی اس نے من مانی تبدیلیاں کیں "۔ [۲]

اس کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ کہ سوڈھی مہربان نے مختلف مقامات پر خود جا جا کر جنم ساکھیوں میں ردّو بدل کئے۔ یا الگ الگ مقامات میں موجود سب جنم ساکھیاں اپنے پاس منگوالی تھیں۔ اور وہ محرف مبدل اصل جنم ساکھیاں اب کہیں ہیں یا نہیں؟ پرتھی چند یا اس کی اولاد کی مخالفت گورو جی سے قطعاً نہ تھی۔ سکھ مؤرخین کے بقول وہ تو گورو جی کے اصل جانشین ہونے کے مدعی تھے اور خود کو اسی سلسلہ میں شامل کر کے چھٹا، ساتواں اور آٹھواں گورو کہلاتے تھے۔ اور سکھ گورو صاحبان کی طرز پر ہی محلہ ۶، محلہ ۷، اور محلہ ۸ کے نام پر بانی بھی بیان کرتے تھے۔ اور ان کی بیان کردہ یہ بانی اس وقت بھی دستیاب ہے۔ اور بعض قلمی گرنتھوں میں بھی ملتی ہے [۳]۔ انہیں جو بھی عداوت تھی وہ گورو ارجن جی سے ہی تھی۔ اسی بناء پر پرتھی چند نے گورو ارجن جی پر یہ الزام دیا تھا کہ انہوں نے اپنے باپ گورو رام داس جی کو زہر دے کر ہلاک کیا ہے [۴]۔ اور اس کے جواب میں سکھوں نے اس کا "مینا" نام مشہور کیا [۵]۔

---

[۱] :۔ جنم ساکھی گورو نانک دیو جی مصنفہ سوڈھی مہربان دیباچہ صہ ۱۳ ؛ [۲] :۔ رسالہ گیان امرت سر نومبر ۱۹۵۸ء ؛

[۳] :۔ پراچین بیڑاں صہ ۲۳۷، سوڈھی مہربان جیون تے ساہت صہ ۵ ؛ [۴] گور پرتاپ سورج راس ۲۔ انسو ۲۵، سکھی تے سکھ اتہاس صہ ۱۶ ؛ [۵] :۔ واراں بھائی گورداس وار ۲۶۔ پوڑی ۳۳۔ وار ۲۶۔ پوڑی یکم و پوڑی ۸ ؛

یاد رہے کہ میناے معنے جرائم پیشہ لوگ ہیں[1] یعنی بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو باپ کا قاتل اور چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کو جرائم پیشہ قرار دیا۔ پس ان کا کوئی جھگڑا گورو نانک جی سے نہ تھا۔ اس لئے یہ کہنا کہ سوڈھی مہربان نے گورو جی کو بدنام کرنے کے لئے یا ان پر کاری ضرب لگانے کے خیال سے من گھڑت باتیں جنم ساکھی میں داخل کیں۔ ایسا ہی الزام ہے۔ جیسا کہ پرتھی چند کا گورو جی پر باپ کو ہلاک کرنے کا الزام لگانا۔ خود اشوک جی بھی اس بارہ میں تذبذب میں ہیں۔ انہوں نے وثوق سے کچھ نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ یہ سکھوں میں کہاوت مشہور ہے۔ اور اس بارہ میں گہرائی میں جا کر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ بھائی منی سنگھ جی نے "چھوٹے میل والوں پر جنم ساکھی بگاڑنے کا الزام لگاتے وقت اس کی کوئی نشاندہی نہیں کی کہ اس گڑبڑ کے موجد کون صاحب تھے؟ اور انہوں نے کس بناء پر گورو نانک جی کی شان کو کم کرنے والی باتیں جنم ساکھی میں شامل کیں؟ کیونکہ سوڈھی مہربان وغیرہ تو گورو نانک جی کے عقیدتمند تھے۔ اور خود کو گورو جی کا جانشین ظاہر کرتے تھے اور گورو جی کو اپنا پہلا گورو تسلیم کرتے تھے۔ ایک سکھ ودوان نے یہ لکھا ہے :-

"ایک ساکھی سوڈھی مہربان کی جنم ساکھی میں ایسی بھی ہے۔ جو گورو نانک جی کی شخصیت کو بدنام کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ وہ ماتا منجھوت کی ساکھی ہے"۔[2]

یہاں پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی ساکھی کیوں لکھی گئی؟ اس کی معقول وجہ کسی نے بھی بیان نہیں کی۔

یہاں یہ بیان کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قلمی جنم ساکھیوں میں مذکور ہے کہ جب گورو جی نے اپنی دوسری شادی کے بعد سفروں پر جانے کا فیصلہ کیا تو ان کے سامنے یہ مسئلہ پیش آیا کہ وہ اپنی اس مسلمان بیوی کو کس کے پاس چھوڑ جائیں گورو جی نے اپنے مخلص دوست بھائی لالو کے گھر اپنی اس بیوی کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے ایک اور ہندو دوست گوپی ناتھ نے گورو جی سے کہا کہ بی بی خانم اس کی بیٹی ہے۔ گورو جی اسے اس کے پاس چھوڑ جائیں۔ مگر گورو جی نے ان کی اس پیش کش کو منظور نہ فرمایا۔

---

[1] :- پراچین بیڑاں صفحہ ۱۹۰ مہان کوش صفحہ ۳۲۶ ؛ [2] :- گورو نانک جوت تے سروپ صفحہ ۱۲۱ ؛

جیسا کہ جنم ساکھی بھائی بالا کے قلمی نسخوں میں مرقوم ہے :-

"گورو نانک کہیا سن بھائی گوپی ناتھ اسیں منجھوت نوں بھائی لالو دے گھر چھڈ جاندے آہے۔ تساں خبردار رہنا۔ تاں گوپی ناتھ کہیا جی بی بی خاں میری بیٹی ہے۔ تسیں میرے گھر چھڈ جاوو۔ تاں گورو نانک جی کہیا گوپی ناتھ ایتھے بھلی ہے۔ اتے تیرے گھر بھلی ناہیں۔ تاں گوپی ناتھ کہیا بھلا جی۔ جیوں تیری رضا ہووے گی۔ تاں گورو نانک جی منجھوت نوں آئے تے اپڑت ست دن بھائی لالو دے گھر رہیا۔ اتے منجھوت نوں بھائی لالو دے گھر رکھیا۔ اتے آپ پکھو کے رندھاوے آئے"۔[1]

سکھ کتب سے واضح ہے کہ بھائی لالو ایک غریب ترکھان تھا۔ اور گوپی ناتھ ایک اچھا کھاتا پیتا ہندو۔ گورو جی نے اپنی بیاہتا بیوی کو ان دونوں دوستوں میں سے غریب دوست کے گھر رکھنا کیوں پسند کیا اس میں بھی ایک راز تھا۔ جس سے ایک ہندو ودوان کے ایک مضمون سے پردہ اٹھ جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ بھائی لالو جی مسلمان تھے۔ اس ہندو ودوان کا یہ مضمون روزنامہ اجیت جالندھر[2] کے بقول روزنامہ "ہند سماچار" میں شائع ہوا تھا۔ پس گورو جی نے یہ پسند نہ کیا کہ وہ اپنی مسلمان بیوی کسی ہندو دوست کے ہاں چھوڑ جائیں۔ اسی لئے انہوں نے اپنے ایک غریب مسلمان دوست بھائی لالو کے گھر کا انتخاب کیا۔ اور اس ہندو دوست سے کہا "گوپی ناتھ ایتھے بھلی ہے اتے تیرے گھر بھلی ناہیں"۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سکھوں میں ایسے ودوان بکثرت موجود ہیں جو اس جنم ساکھی بھائی بالا کو گورو انگد جی کی تیار کردہ تسلیم کرتے ہیں اور اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس جنم ساکھی کے قدیمی نسخوں میں گورو نانک جی کی اس شادی کا ذکر غیر مبہم الفاظ میں موجود ہے۔ اس کے معنے سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ گورو انگد جی کے زمانہ میں گورو جی کی اس شادی کو فرضی نہیں بلکہ تاریخی حقیقت

---

[1] :- جنم ساکھی قلمی ورق ۳۴۰ ؛ [2] :- اجیت جالندھر ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء ؛

سمجھا جاتا ہے - اور وہ زمانہ ایسا تھا جبکہ ایسے لوگ بکثرت موجود تھے - جو اس شادی کے عینی گواہوں کا درجہ رکھتے تھے - کیونکہ گورو جی کی زندگی کا آخری دَور ان کی زندگی میں گذر رہا تھا - اور بھائی بدھی چند اور سوڈھی مہربان اور سوڈھی ہرجی وغیرہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے -

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے جنہوں نے جنم ساکھی بھائی بالا کے ردّ پر ہی ایڑی چوٹی کا زور ہی نہیں لگایا - بلکہ بھائی بالا کو بھی ایک فرضی وجود قرار دینے کی سر توڑ کوشش کی - یہ امر تسلیم کیا ہے کہ قلمی جنم ساکھیوں میں گورو نانک جی کی دوسری شادی ایک مسلمان خاتون سے مرقوم ہے - [1]

یاد رہے کہ سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے مطبوعہ اور قلمی جنم ساکھیوں کا موازنہ کرتے ہوئے صریح الفاظ میں یہ اقرار کیا ہے کہ لوگوں نے جنم ساکھیاں چھاپتے وقت ان میں بہت کمی بیشی کر دی ہے - اس لئے ان محرف مبدل ایڈیشنوں کو کسی تحقیق میں سند کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا - جیسا کہ ان کا بیان ہے :-

"آج کل جو مطبوعہ جنم ساکھیاں بھائی بالا والی جنم ساکھی کے نام پر مشہور ہیں - ان میں بہت کمی بیشی کی گئی ہے ...... اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تحقیق کے لئے ایسی جنم ساکھیوں کو مستند نہ سمجھا جائے - مستند وہی ہیں جو قلمی ہیں - مطبوعہ نسخوں میں کچھ نہ کچھ کمی بیشی ضرور ہے" [2]

سبھی سکھ وِدوان تسلیم کرتے ہیں کہ جنم ساکھی کے تمام قلمی نسخوں میں گورو جی کے اس بیاہ کی ساکھی موجود ہے - البتہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسے بعد میں جنم ساکھی میں شامل کیا گیا کس نے شامل کیا ؟ اور کیوں شامل کیا ؟ اس بارہ میں کسی سکھ وِدوان نے کوئی حتمی رائے پیش نہیں کی - سب نے خیالی گھوڑے دوڑائے ہیں ؛

ف۱ :- کتک کہ وساکھ ص۲۴۵ ؛ ف۲ :- کتک کہ وساکھ ص۲۴ ، ص۲۵ ؛

گورو نانک جی کی اولاد

سکھ دنیا عام طور پر گورو نانک جی کے دو بیٹے بابا سری چند جی اور بابا لکھمی چند جی تسلیم کرتی ہے - گورو جی کے یہ دونوں بیٹے ان کی پہلی ہندو بیوی ماتا سلکھنی جی کے بطن سے تھے - بعض وِدوانوں کے بقول ان کا بڑا لڑکا بابا سری چند سمت ۱۵۵۱ بکرمی مطابق ۱۴۹۴ء[1] میں پیدا ہوا تھا - اور دوسرا لکھمی چند سمت ۱۵۵۳ بکرمی مطابق ۱۴۹۶ء میں[2] اور بعض نے بابا سری چند جی کا سن ولادت سمت ۱۵۵۴ بکرمی مطابق ۱۴۹۷ء[3] اور بابا لکھمی چند کا سمت ۱۵۵۶ بکرمی مطابق ۱۴۹۹ء[4] بیان کیا ہے - اکثر وِدوانوں نے جن میں بھائی گورداس ایسے سکھ بزرگ بھی شامل ہیں - گورو جی کے دوسرے لڑکے کا نام لکھمی چند کی بجائے لکھمی داس بتایا ہے[5] - اس بارہ میں ایک سکھ وِدوان گیانی لال سنگھ جی نے یہ لکھا ہے :-

"ان کا نام لکھمی چند ہے - لیکن کہیں کہیں لکھمی داس لکھا ہے - اصل میں لکھمی چند درست ہے" [6]

خالصہ سماچار امرتسر والوں کی طرف سے شائع شدہ پوراتن جنم ساکھی میں گورو نانک جی کے ان بچوں کی جو ترتیب دی گئی ہے - اس کی رُو سے گورو جی کا بڑا لڑکا سری چند نہیں لکھمی داس ثابت ہوتا ہے - جیسا کہ مرقوم ہے :-

"تب آگیا پرمیشر کی ہوئی - جو گورو نانک دے گھر دوئے بیٹے ہوئے - لکھمی داس تے سری چند" [7]

ف۱ :- مہان کوش ص۱۸۱ ، گورو بنساولی ص۲۵ ؛ ف۲ :- مہان کوش ص۱۹۷ ، گورو بنساولی ص۳۱ ؛
ف۳ :- ساڈا اتہاس حصہ اوّل ص۴۶ ؛ ف۴ :- ساڈا اتہاس حصہ اوّل ص۴۶ ؛
ف۵ :- مالوہ اتہاس حصہ اوّل ص۶ ، مہان کوش ص۱۹۷ ، پوراتن جنم ساکھی ص۹ - گورو بنساولی ص۳۱ ، واراں بھائی گورداس وار ۲۶ پوڑی ۳۳ ؛ ف۶ :- گورو بنساولی ص۳۱ ؛ ف۷ :- پوراتن جنم ساکھی ص۹ ؛

سوڈھی مہربان جی نے گورو کے بچوں کی یہی ترتیب دی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے :-

"جب گورو بابا نانک جی ستائیاں اٹھائیاں برساں کا بھیا۔ تب لکھمی داس اور سری چند کا جنم بھیا" ۔ [۱]

اس ترتیب کی رُو سے کون دانشور اس سے انکار کر سکتا ہے کہ گورو جی کا بڑا بیٹا لکھمی داس ثابت ہوتا۔ مگر سکھ دنیا بابا سری چند کو ہی گورو جی کا بڑا بیٹا تسلیم کرتی ہے۔ گورو جی کے اس بڑے لڑکے نے ساری عمر شادی نہیں کی۔ اور مجرد رہ کر ساری زندگی گذار دی۔ اسی وجہ سے سکھ کتب میں انہیں "بال جتی" کہا گیا ہے۔ جیسا کہ مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس جی لکھتے ہیں :-

بال جتی ہے سری چند بابانا دیہرا بنایا۔ لکھمی داس دھرم چند پوتا ہوئے آپ گنایا [۲]

گیانی ہزارہ سنگھ جی نے بھائی گورداس جی کے اس قول کی یہ تشریح کی ہے :-

"سری چند (گورو نانک دیو کا بڑا لڑکا) بال جتی ہی رہا..... بابانا دیہرا (یعنی گورو نانک جی کا دیہرا راوی کے کنارے) بنوا کر بیٹھ گیا۔ (یعنی گورو جی کی اجازت دیہرا بنانے کی نہیں تھی) دوسرے بیٹے لکھمی داس سے (جس نے عائلی زندگی گذاری) دھرم چند (گورو نانک کا پوتا) ہُوا کر اپنا آپ جتلانے لگا (یعنی اس نے بھی خودی نہ چھوڑی)"۔ [۳]

یہاں ذکر کر دینا نامناسب نہ ہوگا کہ گورو گوبند سنگھ جی کے ہم عصر مشہور مصنف منشی سجان رائے بھنڈاری نے گورو نانک جی کا ایک ہی لڑکا بابا لکھمی داس بیان کیا ہے [۴]

بعض وِدوانوں کے نزدیک گورو نانک جی کے بیٹے بابا سری چند جی نے گورو نانک جی کی جنم ساکھی بھی لکھوائی تھی [۵] جو کہ گورو نانک جی کی زندگی میں مرتب ہوئی تھی۔ اور بعض کا یہ خیال ہے کہ گورو نانک جی نے اسے خود بھی سُنا ہوگا۔ کیونکہ وہ سمت ۱۵۸۲ میں لکھی گئی تھی۔ جیسا کہ مرقوم ہے :-

---

[۱] :- جنم ساکھی سری گورو نانک جی مصنفہ سوڈھی مہربان صفحہ ۶۶ ۔ [۲] :- واراں بھائی گورداس وار ۲۶ ۔ پوڑی ۳۳ ۔

[۳] :- واراں بھائی گورداس مترجم صفحہ ۵۰۰ ۔ [۴] :- خلاصۃ التواریخ منقول از ماخذ تاریخ سکھاں۔ کچھ پوراتن اتہاسک پترے صفحہ ۵۵ ، خلاصۃ التواریخ اردو ترجمہ صفحہ ۱۱ ۔ [۵] :- جنم ساکھی بھائی بالا شائع شدہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ صفحہ ۲۴ ۔

"سب سے پہلی (جنم ساکھی) گورو نانک جی کی جو ملتی ہے۔ وہ بابا لکھمی چند کی نوشت ہے۔ اس کا زمانہ وہی سمت ۱۵۸۲ بکرمی ہے .... گورو انگد جی کو اس پوتھی کا علم تھا۔ اور انہوں نے خود کرتار پور رہتے ہوئے پڑھی (سُنی ہوگی۔ اس لئے یہ کوئی شک کی بات نہیں۔ کیونکہ سمت ۱۵۸۲ کی نوشت گورو جی نے خود بھی سُنی ہوگی"۔ [۱]

ڈاکٹر سرندر سنگھ جی کوہلی نے اس نظریئے سے متعلق اپنی ذاتی رائے یہ بیان کی ہے۔ کہ بابا لکھمی چند جی نے کوئی جنم ساکھی مرتب نہیں کروائی تھی [۲]

جنم ساکھیوں سے یہ امر واضح ہے کہ گورو نانک جی نے جہاں اپنی اولاد کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اپنے ہاں لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے والد ماجد سے کہا تھا :-

"پتا جی۔ اساڈی کھیتی بیجی۔ سنا جی۔ اساڈی کھیتی بیجی کھری جمی ہے۔ اساں اس کھیتی دا اتنا آسرا ہے۔ جو حاصل دیوان کا سب اترے گا طلب کوئی نہ کرے گا۔ پُتر۔ دھیاں سکھالے ہوون گے۔ اتے فقیر بھرا دُسب کوئی درسا دے گا جس صاحب دی میں کرسانی واہی ہے۔ سو میرا بہت خصما نا کردا ہے۔ جس دن دی اوسدے نال بن آئی ہے۔ تس دن دا بہت خوشی رہندا ہاں۔ جو کچھ منگدا ہاں سو دیندا ہے۔ اساں ایو ڈ صاحب لوڑ لدھا ہے۔ سوداگری۔ چاکری۔ ہٹ پٹن سب سونپ چھڈیا ہے"۔ [۳]

گورو جی کا یہ ارشاد کچھ تھوڑے سے بہت فرق کے ساتھ بعض اور کتب میں بھی ملتا ہے۔ [۴]

گورو جی نے اپنی ابتدائی زندگی میں اپنے ہاں لڑکے اور لڑکیاں ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اس وقت آپ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ ان کی ابھی پہلی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اس سے نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ گورو جی کو اپنے

---

[۱] :- جنم ساکھی بھائی بالا پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ صفحہ ۲۴ ۔ [۲] :- جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ صفحہ ۲۵ ۔

[۳] :- پوراتن جنم ساکھی شائع کردہ خالصہ سماچار امرتسر صفحہ ۱۲،۱۳ ۔ [۴] :- پوراتن جنم ساکھی گورو نانک دیو جی کی شائع کردہ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی صفحہ ۲۹ ۔

قادر مطلق خدا تعالیٰ پر پورا بھروسہ اور یقین تھا کہ وہ انہیں صاحب اولاد بنائے گا۔ اور ان کے ہاں لڑکے بھی ہوں گے اور لڑکیاں بھی۔ اور پھر خدا تعالیٰ ہی ان کی پرورش کا سامان کر دے گا۔ اور ان کا کفیل ہوگا۔ گورو جی کا یہ ارشاد تلونڈی رہنے کے زمانے کا ہے۔

اور سردار شمشیر سنگھ جی اشوک کے نزدیک گورو جی کی شادی سلطان پور جانے اور مودیخانہ سنبھالنے کے بعد ہوئی تھی۔ کیونکہ اس زمانہ میں آپ کو دور دور تک شہرت حاصل ہو گئی تھی۔[1]

سوڈھی مہربان جی کے فرزند اور گورو رام داس جی کے پڑپوتے سوڈھی ہرجی نے اپنی کتاب پوتھی ہرجی میں گورو جی کے ہاں لڑکیاں ہونے کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"گورو نانک جی رمتے رمتے کرتار پور گرہ دکھے آئے ٹکیا۔ تب استری پتا دھیاں نوں لاگا گورو بابا دلاسا دیونے۔ جیوں جیوں ماتا کچھ منگے۔ تیوں تیوں ماتا نوں وست آن ملے"۔[2]

اس سے قبل سوڈھی ہرجی کے والد سوڈھی مہربان نے بھی گورو جی کے ہاں لڑکیاں کا ہونا تسلیم کیا ہے۔ سوڈھی صاحب موصوف نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ گورو جی کی والدہ نے ان سے کہا تھا:-

"گورو بابا نانک کو ماتا پتا کہیا جے بچا نانکا تیرے گھر بیٹے ہوئے بیٹیاں ہویاں۔ اینہاں دے مکھ پالن وڈے ہیئے۔ استری تیری کچھ کھادھا پیدھا چاہے تو بچہ روزگار کر"۔[3]

سوڈھی مہربان جی کی تصنیف جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی شائع کردہ خالصہ کالج امرتسر میں ڈاکٹر کرپال سنگھ جی کے گورو نانک جی کی لڑکیوں سے متعلق یہ نوٹ دیا ہے:-

"لڑکیوں کا ذکر جنم ساکھی بھائی بالا۔ سری گورو نانک پرکاش بھائی سنتوکھ سنگھ وغیرہ میں نہیں"۔[4]

---

[1]:- پوراتن جنم ساکھی گورو نانک دیو جی کی حاشیہ ص۱۴ ؛

[2]:- پوتھی ہرجی تے پوتھی چتر بھج ص۱۶۴ ؛ [3]:- جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی ص۶۰ ؛

[4]:- جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی۔ حاشیہ ص۶۴ ؛

جنم ساکھی سوڈھی مہربان جی کے فاضل ایڈیٹر ڈاکٹر کرپال سنگھ جی نے گورو نانک جی کی بیٹیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے جن کتب کا ذکر کیا ہے۔ اور جن پر بنیاد رکھ کر گورو جی کے ہاں لڑکیاں ہونے سے انکار کیا ہے۔ وہ تو سوڈھی مہربان کی جنم ساکھی کے بعد کی تصنیف ہیں۔ پس ان کتب میں گورو جی کی لڑکیوں کا ذکر نہ ہونا اس امر کی دلیل نہیں بن سکتا۔ کہ فی الحقیقت گورو جی کے ہاں کوئی لڑکی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ جبکہ دوسری سکھ کتب میں انکا ذکر موجود ہے۔ بھائی گورداس جی نے اپنی ۱۱ ویں وار میں گورو نانک جی کے محبوں اور عقیدتمندوں کا ذکر کرتے ہوئے گورو جی کی ہمشیرہ بی بی نانکی۔ رائے بلار وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ بزرگ ہستیاں ہوئی ہی نہیں۔ اس صورت میں جنم ساکھی بھائی بالا یا نانک پرکاش کو آڑ بنا کر گورو جی کی لڑکیوں سے انکار کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

سوڈھی مہربان اور ان کے لڑکے سوڈھی ہرجی۔ جو خود کو گورو نانک جی کی گدی کا وارث سمجھ کر ساتواں اور آٹھواں گورو کہلاتے رہے۔ اور ان کے عقیدتمند بھی انہیں ساتواں اور آٹھواں گورو سمجھتے رہے۔ نیز ان دونوں باپ بیٹے کا عالم فاضل ہونا سکھ ودوانوں کو بھی مسلم ہے۔ اپنی کتب میں گورو نانک جی کی لڑکیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ سوڈھی مہربان اور سوڈھی ہرجی کے زمانہ میں جبکہ گورو ارجن جی اور گورو ہرگوبند جی گذرے ہیں۔ یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ گورو نانک جی کی اولاد میں لڑکیاں بھی تھیں ورنہ پرتھی چند کے فاضل بیٹے کو یونہی گورو جی کی لڑکیوں کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر انہوں نے یہ بات غلط لکھ دی تھی تو چاہیئے تھا کہ گورو ارجن جی یا گورو ہرگوبند جی اس کی تردید کر دیتے۔ کیونکہ وہ گورو نانک جی کے اصل جانشین مانے جاتے ہیں۔

پنڈت شردھا رام جی نے ایک کتاب "سکھاں دے راج دی وتھیا" لکھی ہے اس کا پہلا ایڈیشن ۱۸۶۵ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں گورو جی کی دوسری شادی کا ذکر کرتے ہوئے ان کے ہاں بیٹیوں کا پیدا ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مرقوم ہے:-

"حیات خاں منجھ دی بیوی نے جو پہلاں ہی نانک دی اتم تائی دیکھ کے

تس پیچ تیجی ہوئی سی۔ اپنی مٹیار دھی اس نوں دے دتی۔ اور اس دن توں
اس دا نام ماتا منجھوت ہویا...... ماتا منجھوت نانک دے گھر ستّ برس
وس کے مرگئی۔ اوہدے دو کنیاں ہویاں"۔ [۱]

اس کتاب کے بعد کے ایڈیشن سے یہ حوالہ خارج کر دیا گیا ہے۔ [۲]

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ منشی سُبحان رائے بھنڈاری [۳] نے
گورو نانک جی کی شادی کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے :۔

"واگشتِ اطراف گیتی را سیر کردہ در قصبہ بٹالہ آمدہ کدخدا گردید و در دیہی
از دیہات بٹالہ آب دریائی راوی اقامت در زیدہ"۔ [۴]

ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے اس کے یہ معنے بیان کئے ہیں :۔

"دُنیا کے تمام اطراف کی سیر کر کے بٹالہ شہر میں اُس نے شادی کی۔ اور
گرہستی بنا۔ نیز بٹالہ کے دیہات میں سے ایک گاؤں میں راوی دریا کے کنارے
ڈیرہ لگا دیا"۔ [۵]

تمام کے تمام سکھ مؤرخین اور مصنفین اس بات پر متفق ہیں کہ گورو نانک جی کی (پہلی)

---

[۱] :۔ سکھاں دے راج دی وتھیا مطبوعہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۱۲ ؛ [۲] :۔ سکھاں دے راج دی وتھیا مطبوعہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱ ؛

[۳] :۔ سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے منشی سبحان رائے بھنڈاری سے متعلق یہ بیان کیا ہے :۔

"سبحان رائے نے گورو گوبند سنگھ جی کے زمانہ میں خلاصۃ التواریخ نام کی تاریخ لکھی ہے
یہ بٹالہ کا رہنے والا تھا۔ اور سکھوں کے حالات سے اچھا واقف تھا۔ اس نے اپنی کتاب
میں سکھوں کا مختصر حال لکھا ہے۔ مگر اچھا لکھا ہے"۔ (کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج صفحہ ۲۶)

ایک اور سکھ ودوان ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی لکھتے ہیں :۔

"یہ (خلاصۃ التواریخ) کتاب سری گورو گوبند سنگھ جی کے..... خالصہ ساجنے سے تین چار سال
پہلے کی تصنیف ہے اس لئے اس میں مذکورہ واقعات اس سے قبل کے ہیں۔ لیکن جو کچھ بھی لکھا
ہے بہت عمدہ ہے اور تاریخی نقطہ نگاہ سے بیش قیمت ہے"۔ (کجھ کو پراتن اتہاسک پترے صفحہ ۵۶)

[۴] :۔ خلاصۃ التواریخ منقول از ماخذ تاریخ سکھاں صفحہ ۵۶ ؛ [۵] :۔ کجھ کو پراتن اتہاسک پترے صفحہ ۵۷ ؛

شادی ان کی عمر کے ابتدائی حصّہ میں ہو گئی تھی۔ اور جب انہوں نے سفر اختیار
کئے تھے تو آپ شادی شدہ ہونے کے علاوہ صاحب اولاد بھی تھے۔ چنانچہ یہ
بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی ہمشیرہ بی بی نانکی جی نے گورو جی کو سفروں پر جانے سے
روکنے کے لئے ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ان کے سامنے لاکھڑے کئے تھے۔ اور
ان کا واسطہ دے کر کہا تھا :۔

"ان کی درشا نہارئیے ہے بھرات گن کھان"۔ [۱]

یعنی۔ اے خوبیوں کے خزانے میرے بھائی۔ ان بچوں کی طرف دیکھ کر ہی اپنا ارادہ
بدل دو۔ آپ کے بعد ان کا کون پرسان حال ہوگا۔

گورو جی نے اپنی قابل احترام بہن سے صرف یہی کہا تھا :۔

کرستّ گور ہے بھین جی را کھا ان کرتار۔ [۲]

یعنی۔ ستّ گورو جی نے کہا کہ اے بہن میں خدا تعالیٰ کی خاطر انہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں
وہی ان کا کفیل اور محافظ ہے۔

پس یہ حقیقت ہے کہ گورو جی نے جب سفروں پر جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ تو آپ
شادی شدہ بھی تھے اور صاحب اولاد بھی۔ ہاں سکھ ودوانوں کو اس بارہ میں اتنا
اختلاف ضرور ہے کہ گورو جی کی یہ شادی ان کے تلونڈی میں رہتے ہوئے ہوئی تھی۔ یا
تلونڈی سے سلطان پور آجانے کے بعد۔ [۳]

اشوک جی نے اس بارہ میں یہ بیان کیا ہے :۔

"جنم ساکھی گورو نانک (بھائی پیڑا موکھا) کے مطابق گورو جی کی شادی
تلونڈی رہتے نہیں۔ بلکہ نواب دولت خاں کے پاس سلطان پور میں رہتے ہوئے
ہوئی تھی۔ جو زیادہ درست ہے۔ کیونکہ بھیا جیرام ان دنوں نواب دولت خاں
کی طرف سے تمام علاقے کا امین تھا۔ اور گورو جی کا مودیخانہ سنبھالنے اور

---

[۱] :۔ گوربور پرکاش محل پہلا۔ مندر ۱۹ ؛ [۲] :۔ گوربور پرکاش محل پہلا۔ مندر ۱۹

[۳] :۔ پراتن جنم ساکھی گورو نانک دیو جی کی دیباچہ صفحہ ۱۸، نانک پرکاش سمپا دت صفحہ ۲۹۸ ؛

ان کی شہرت ہونے پر ہی سلطان پور لودھی کے نزدیک یہ رشتہ ہونا زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔" [1]

قطع نظر اس کے گورو نانک جی کی شادی ان کے بچپن میں تلونڈی رہتے ہوئے ہوئی یا سلطان پور جانے اور مودیخانہ سنبھالنے کے بعد۔ یہ بات سبھی سکھ مؤرخین کو مسلم ہے۔ کہ گورو جی کا (پہلا) بیاہ ان کے سفروں پر جانے سے قبل ہو چکا تھا۔ اور وہ دو بچوں کے باپ بھی بن چکے تھے۔ منشی سجان رائے کا سفروں کے بعد گورو جی کا بیاہ بیان کرنا اسی طرح درست قرار پا سکتا ہے کہ اس شادی کو گورو جی کی دوسری شادی تسلیم کیا جائے ورنہ یہ ثابت ہوگا کہ سجان رائے نے جو کچھ بھی لکھا ہے۔ وہ نہ تو "بہت عمدہ ہے" اور نہ ہی "تاریخی نقطہ نگاہ سے بیش قیمت"۔ اصل بات یہی ہے کہ گورو نانک جی نے ہندو مذہب ترک کرنے اور اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی پہلی بیوی سے ازدواجی تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ اسی لئے سجان رائے نے اس کا ذکر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ منشی سجان رائے نے گورو جی کی شادی سے متعلق جو یہ لکھا ہے۔ کہ گورو جی نے اپنے سفروں سے واپسی پر کی تھی۔ درست اور صحیح ہے۔ تو سکھ تاریخ میں گورو جی کی (پہلی) شادی اور اولاد سے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ وہ سب کا سب غلط اور بے بنیاد قرار پاتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک ناقابل تردید بات ہے کہ گورو جی نے سفروں پر جانے سے قبل بیاہ کیا تھا۔ اور آپ کے ہاں اولاد بھی ہوئی تھی۔

سوڈھی مہربان جی کی جنم ساکھی کے فاضل ایڈیٹر ڈاکٹر کرپال سنگھ جی نے گورو نانک جی کی لڑکیوں سے انکار کے ثبوت میں جنم ساکھی بھائی بالا کو بھی سند کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس میں ایسا کوئی ذکر نہیں۔ یہ بات ڈاکٹر صاحب موصوف نے یا تو جنم ساکھی بھائی بالا کے قدیمی نسخے دیکھے بغیر لکھدی ہے یا پھر تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جنم ساکھی بھائی بالا کے قدیمی نسخوں میں جہاں گورو جی کی دوسری شادی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو آپ نے اسلام قبول کرنے کے بعد ایک

---

[1]:- پوراتن جنم ساکھی گورو نانک دیو جی کی۔ دیباچہ ص ۱۹

مسلمان خاتون بی بی خانم سے کی تھی۔ اور جسے گورو جی نے اللہ تعالیٰ کی عنایت قرار دیا تھا۔ وہاں اس کے بطن سے گورو جی کے ہاں دو لڑکیوں کا پیدا ہونا بھی بین الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"ست ور ہے ماتا منجھوت جیوی دوئے دھیاں ہویاں"۔ [1]

چونکہ گورو جی کی اس شادی کا ذکر سوڈھی مہربان اور ہر جی کی تصنیف کردہ جنم ساکھیوں سے نکال دیا گیا ہے۔ اس لئے ان میں گورو جی کی ان لڑکیوں کا ذکر عجیب سا لگتا ہے۔ ورنہ ان کتب کے علاوہ جنم ساکھیوں کے پراچین قلمی نسخوں میں گورو جی کے ہاں لڑکیوں کا پیدا ہونا غیر مبہم الفاظ میں درج ہے۔ مشہور سکھ مؤرخ گیانی گیان سنگھ جی کو بھی مسلّم ہے کہ جنم ساکھیوں میں جہاں گورو جی کی اس شادی کا ذکر ہے۔ وہاں گورو جی کی اس پاکباز بیوی کے بطن سے اولاد یعنی لڑکی اور لڑکوں کا پیدا ہونا بھی مرقوم ہے [2] اور ڈاکٹر سندر سنگھ جی کوہلی نے حال ہی میں جو جنم ساکھی ایڈٹ کی ہے۔ اور جسے پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ نے شائع کیا ہے۔ اس میں سے گورو جی کی اس شادی کا تذکرہ خارج کر دیا گیا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے ایک جگہ نہیں۔ بلکہ متعدد مقامات پر خود ہی یہ نوٹ دیئے ہیں کہ انہوں نے اس جنم ساکھی سے گورو نانک جی کی دوسری شادی کی ساکھی جس میں گورو جی کا ماتا منجھوت سے شادی کرنا مرقوم تھا۔ نکال دیا ہے [3] اور اس کے نکالنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ان کے نزدیک یہ ساکھی گورو جی کے نام کو بدنام کرنے والی ہے۔ کیوں بدنام کرنے والی ہے۔ اس کا سبب کوئی نہیں بتایا۔ حالانکہ ڈاکٹر رتن سنگھ جی جگی کو اس امر کا اقرار ہے کہ جنم ساکھی بھائی بالا کے تمام قدیمی نسخوں میں گورو جی کے اس بیاہ کی ساکھی موجود ہے [4] اور کوئی ایسی قدیمی جنم ساکھی کسی جگہ بھی نہیں جس میں اس شادی کا تذکرہ نہ ہو۔ گورو جی کی یہ شادی اور اولاد اسلامی مسلمات کی رُو سے بھی اور سکھ مسلمات کے مطابق بھی ان کے اسلام

---

[1]:- جنم ساکھی بھائی بالا قلمی ورق ۳۷۳ [2]:- پنتھ پرکاش ص ۹۰۴

[3]:- جنم ساکھی بھائی بالا شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ ص ۱، ص ۲۳، ص ۲۶، ص ۲۷۵، ص ۲۸۸، ص ۲۹۰، ص ۲۹۶

[4]:- جنم ساکھی بھائی بالا مصنفہ ڈاکٹر رتن سنگھ جگی شائع کردہ گورو نانک یونیورسٹی امرتسر ص ۷

کو واضح کر رہی ہے۔ اس لئے سکھ وِدوانوں نے یہی مناسب خیال کیا کہ اس ساکھی کو فرضی اور بناوٹی قرار دے کر گوروجی کی شادی کا سرے سے ہی انکار کر دیں۔ مگر اس طرف کسی بھی سکھ وِدوان نے توجہ دینا پسند نہ کیا کہ گوروجی کے اس بیاہ کی ساکھی سکھ گورو صاحبان کے زمانہ میں لکھی گئی جنم ساکھیوں میں موجود ہے۔ اگر یہ ایک فرضی قصہ تھا۔ اور گوروجی کے نام پر کلنک کا ٹیکہ لگانے کے لئے گوروجی کے دشمنوں نے اسے سکھ کتب میں داخل کیا تھا۔ تو چاہیئے تھا کہ سکھ گورو صاحبان میں سے کوئی تو اس کے خلاف آواز اٹھاتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ کسی مستند یا غیر مستند کتاب میں بھی کوئی ایسا ذکر نہیں ملتا کہ کسی سکھ گورو صاحب نے اس شادی کے خلاف کچھ کہا ہو۔

پس گوروجی کی یہ شادی بھی ان کے اسلام کی ایک زبردست دلیل ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ایک واضح حقیقت ہے۔ جس سے کوئی بھی دانشور انکار نہیں کر سکتا:-

"باوا صاحب کا اسلام ایک ایسے چمکدار ستارہ کی طرح ہے جو کسی طرح چھپ نہیں سکتا" [1]

---

[1] :- تریاق القلوب ص۱۲